ایس قریشی
کی

عمران سیریز

ساتیکو

ایس قریشی

عمران سیریز

سائیکو

مصنف

ایس قریشی

ایوب اکیڈمی لیاقت آباد کراچی ۱۹

جملہ حقوق دائمی بنام مصنف محفوظ ہیں۔ اس ناول کے تمام نام مقام کردار واقعات اور تشبیہہ دی جانے والی چیزیں فرضی ہیں کسی سے مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کے لئے مصنف پرنٹرز پبلشرز ناشر یا ادارہ ذمے دار نہیں۔

اس ناول کو نقل کر کے چھاپنے فلمانے یا اسٹیج ڈرامے کے لئے استعمال کرنیکے لئے مصنف کی تحریری اجازت لینی ضروری ہے ورنہ قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔ استحقاق کا حق صرف کراچی کی عدالتوں کو حاصل ہوگا۔

نفیس اکیڈمی پریس کراچی میں آفسٹ پر چھپ کر شائع ہوئی

قیمت ——— نو روپے

خط و کتابت کا پتہ

ایوب اکیڈمی لیاقت آباد کراچی ۱۹

اپنی باتیں

سائیکو پیش خدمت ہے!

آپ اسے یقیناً پسند فرمائیں گے۔ یوں تو ہر ناول کی اچھائی یا برائی کا انحصار پڑھنے والوں کی پسند پر ہوتا ہے لیکن کچھ باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کے بارے میں مصنف کی اپنی رائے بھی تھوڑا بہت وزن ضرور رکھتی ہے زیرِ نظر ناول میں آپ کو مجرم کا جو کردار ملے گا اسے آپ نفسیات کی ایک دکھتی ہوئی رگ بھی کہہ سکتے ہیں۔ مجرم قاتل کیوں بنا تھا۔ یہ آپ خود ہی پڑھ کر معلوم کرلیں گے لیکن وہ حالات جس نے مجرم کو قاتل بننے پر مجبور کر دیا تھا انسانی نفسیات سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ ہم اور آپ بھی انسان ہی ہیں اس لئے میں یہ بات دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ ناول آپکو یقیناً پسند آئے گا ـــــ آج میں جاسوسی ادب کے بارے میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ کچھ نہیں بلکہ بیشتر افراد یہی کہتے ہیں کہ جاسوسی کہانیوں کا کسی ادب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ چونکہ اکثریت کی رائے یہی ہے اس لئے میں بھی اسے تسلیم کئے لیتا ہوں لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کیا جاسوسی کہانیوں میں زبان کی چاشنی نہیں ہوتی۔ کیا اس میں بھی مختلف کرداروں سے ویسا ہی ٹریٹمنٹ نہیں کیا جاتا جیسا ادبی شہ پاروں میں کیا جاتا ہے محض اچھل کود اور دھول دھپہ ہونے کی وجہ سے اسے ادب سے خارج کر دینا کہاں تک جائز ہے ....؟

میں نے بیشتر ادبی شہ پاروں میں بھی ناول کے ہیرو کو دیوانگی کے عالم میں واہی تباہی بکتے دیکھا ہے اور نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر کچھ ادبی ہیروز نے پھول جیسے جسموں کو روندا بھی ہے۔ آبرو باختہ قسم کی کچھ ادبی ہیروئنیں ایسی بھی گزری ہیں میرے مطالعہ سے جنہوں نے اپنے گناہ کی نشانی کو کوڑے کے ڈرم میں پھینکدیا۔ اور پھر وہی معصوم بچہ بڑھکر ناول کا ہیرو بن گیا

لیکن میں اکثریت کے ساتھ چلنے کا عادی ہوں اس لئے یہی کہنے پر مجبور ہوں کہ ادبی شہپاروں میں ہونے والے جرائم بھی غالباً کسی ادب سے وابستہ ہوتے ہوں گے۔ زیر نظر ناول کا ہیرو جو قدرت کی ستم ظریفی اور نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہو کر قاتل بن گیا اور پھر اتفاق سے میرے قلم کی نوک سے نکل کر جاسوسی بے ادبی کا شکار ہو گیا۔ اگر یہی کردار کسی باادب قسم کے مصنف کے قلم سے نکل کر کسی ادبی چھاپ والی ناول میں نمودار ہوتا تو شاید ادب کے نام لیوا اسے بھی باادب سمجھ کر آنکھوں سے لگا لیتے۔ میں اپنی اس تخلیق اور تنقید میں کہاں تک حق بجانب ہوں اس کا فیصلہ آپکو کرنا ہے اب آپ ناول شروع کریں اور پھر مجھے اپنی گرانقدر رائے سے ضرور بالضرور مطلع فرمائیں۔

انیس قریشی

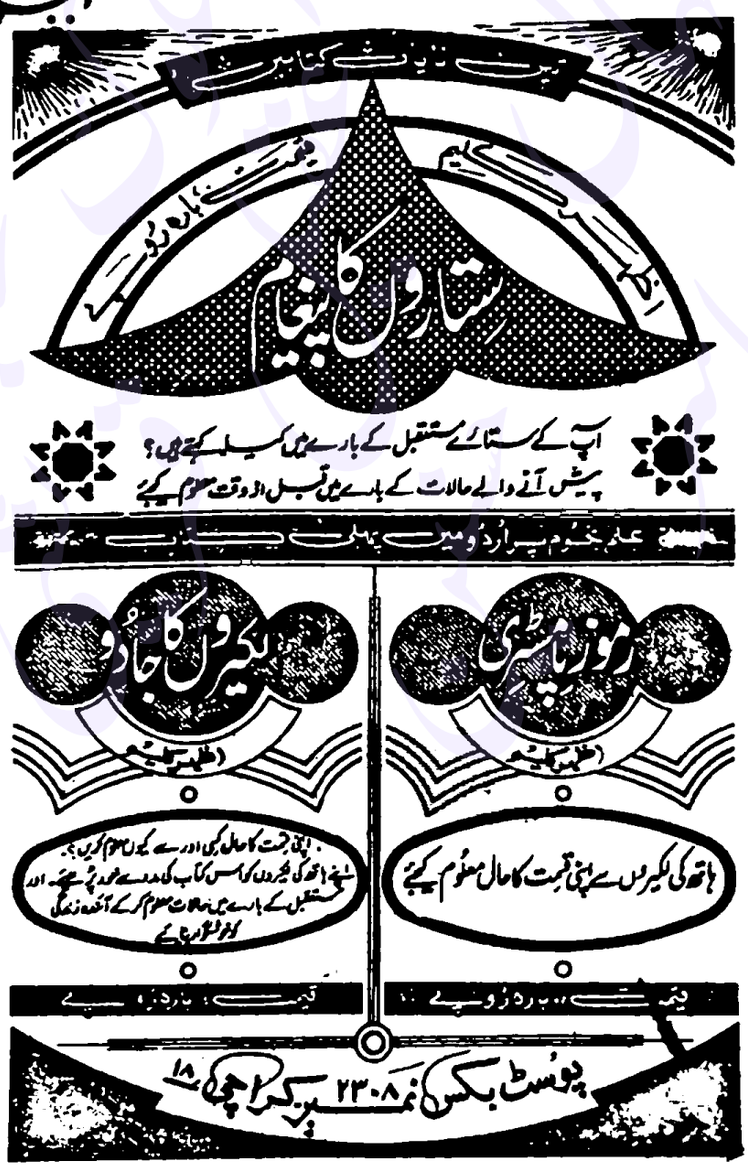

عمران نے اپنی ٹوسیٹر بس اچانک ہی روکی تھی پھر اس نے اسٹیئرنگ پر گھوم کر پیچھے آنیوالے ٹریفک پر نظر ڈالی اور ٹوسیٹر کو تیزی سے بیک کرنے لگا۔

ٹریفک کانسٹیبل کی سیٹی کی آواز اس کے کانوں سے ضرور ٹکرائی تھی لیکن وہ بھی عمران ہی تھا۔ ٹوسیٹر تیزی سے بھاگتی ہوئی شیزان تک آئی پھر عمران نے اسے جلدی سے دوسری گاڑیوں کے درمیان کسی نہ کسی طرح پارک کر ہی دیا۔ سیٹی کی آواز پر اگر گاڑی روک دی جاتی تو مقصد فوت ہو جاتا۔ اسی لئے اس نے وسل کی آواز کے ساتھ اس کانسٹیبل کو بھی نظر انداز کر دیا تھا۔ جو تیزی سے اس کی طرف چلا آ رہا تھا۔

ٹوسیٹر پارک کرنے کے بعد عمران نے جیب سے چیونگم نکال کر منہ میں ڈالی پھر اسے چباتا ہوا گاڑی سے باہر آ گیا۔ پھر اس نے شیزان کی عمارت تک جانے کے لئے سوچا ہی تھا۔ کہ ٹریفک کانسٹیبل اس کے قریب آ گیا۔ ظاہر تھا اس کے چہرے

پر جھلاہٹ کے تاثرات ہوں گے۔

وہ سڑک جس پر عمران نے ٹو سیٹر بیک کی تھی ون وے ٹریفک کے لئے مخصوص تھی۔

"مسٹر کیا نام ہے آپ کا ــــ" کانسٹیبل نے اپنی نوٹ بک سنبھالتے ہوئے عمران کو گھورا

"کیوں ــــ؟ بات کیا ہے ــــ" عمران کے چہرے پر اچانک ناگوار اثرات ابھر آئے اس وقت وہ بہت زیادہ ٹپ ٹاپ میں نظر آرہا تھا۔

"آپ نے ون وے ٹریفک کے اصولوں کو توڑا ہے ــــ"

"نئے معلوم ہوتے ہو۔" عمران نے اسے مرعوب کرنے کیلئے گھمبیر آواز میں کہا

"میں نے آپ کا نام دریافت کیا تھا۔ کانسٹیبل کے ماتھے پر لاتعداد شکنیں ابھر آئیں۔ وہ مرعوب ہونیوالوں میں سے نہیں تھا۔

"علی عمران ــــ"

"لائسنس پلیز ــــ" کانسٹیبل نے دوسرا مطالبہ کیا۔

"تم غلطی پر ہو مسٹر کانسٹیبل ــــ" عمران جھلاتے ہوئے لہجے میں بولا ــــ "میں نے ون وے کے اصول کو کب توڑا تھا ..... گاڑی بیک کرتے وقت انجن ون وے کے اصول پر ہی تھا ــــ!

"میں نے لائسنس مانگا ہے ــــ" کانسٹیبل نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"لائسنس نہیں ہے میرے پاس۔ تم اگر چاہو تو گاڑی کے نمبر لیکر چالان

کر دو ۔۔۔" عمران اڑ گیا۔ قانون کی پیروی کرنا اسکے اصولوں میں شامل تھا لیکن نہ جانے کیوں ٹریفک کانسٹیبل کا لہجہ اس وقت اسے گراں گزرا تھا۔

"بات بڑھانے کی کوشش مت کیجئے جناب۔ میں آپ کو ہیڈ کوارٹر چلنے پر بھی مجبور کر سکتا ہوں ۔۔۔" کانسٹیبل نے سنجیدگی سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اس کے لئے بھی تیار ہوں۔ لیکن تمہیں انتظار کرنا پڑیگا شیزان میں میرا ایک پرانا دوست موجود ہے میں اس سے ملاقات کر لینے کے بعد ہی تمہارے ساتھ چل سکوں گا۔

پھر اس سے پہلے کہ کانسٹیبل کوئی دوسری بات کہتا عمران ایڑیوں کے بل گھوم کر تیزی سے شیزان کی عمارت میں داخل ہو گیا ۔۔۔ کانسٹیبل اسے گھورتا رہ گیا۔ پھر کسی خیال کے تحت اس نے شیزان کے گیٹ مین کے قریب آکر اس سے کچھ پوچھا اور اپنی نوٹ بک میں ضروری اندراجات کرنے کے بعد ڈیوٹی پر واپس آگیا

عمران اس وقت شام کی سیر کی غرض سے نکلا تھا۔ شیزان کے باہر اس نے جولیا کی نئی آسٹن دیکھی تھی۔ پہلے وہ آگے نکل گیا۔ لیکن پھر اس نے سوچا تھا کہ کیوں نہ جولیا سے تھوڑی چھیڑ چھاڑ کرتا چلے ۔۔۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے ٹو سیٹر روک کر بیک کی تھی۔

شیزان کا ڈائننگ ہال اس وقت بھی نقرئی قہقہوں سے گونج رہا تھا۔ جب عمران وہاں داخل ہوا۔ لیکن یہ کوئی ایسی تعجب خیز بات نہیں تھی۔ جس پر حیرت کی جاتی شیزان الٹرا ماڈرن ٹائپ افراد کا محبوب ہوٹل تھا اس لئے وہاں ہمیشہ ہی اس قسم کے ہنگامے جوان رہتے تھے۔

عمران دروازے پر کھڑا ڈائننگ ہال میں بیٹھے ہوئے افراد کا سرسری جائزہ لیتا رہا۔ جولیا وہاں تنہا نہیں تھی۔ تنویر بھی تھا اس کے ساتھ۔ دونوں ہال کے مشرقی گوشے کی ایک کارنر ٹیبل پر موجود تھے۔ عمران اسی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن پھر اچانک اس کا رخ بدل گیا۔

وجہ معقول تھی۔ پروفیسر شارق کی لڑکی شاہدہ اسے ایک ایسے فرد کیساتھ وہاں نظر آئی تھی۔ جسے دیکھکر عمران کے ذہن میں اچانک ہی کسی جنگلی انسان کا تصور ابھرا تھا صورت شکل کے اعتبار سے وہ افریقہ کے جنگلات کی پیداوار نظر آرہا تھا چہرے کے خدوخال مکروہ تھے بائیں آنکھ کے اوپر کوڑھ کے دھبے نظر آرہے تھے مجموعی طور پر اس کے چہرے کی رنگت دیکھکر عمران نے یہی اندازہ لگایا تھا جیسے اس کا چہرہ کسی بھٹی میں سینکا گیا ہو۔ پوری جلد جھلسی جھلسی نظر آرہی تھی۔ اس کے برعکس شاہدہ انتہائی حسین لڑکی تھی ویسے بھی عمران کو بخوبی معلوم تھا کہ وہ نفسیات میں ایم اے کر رہی ہے پروفیسر شارق والے کیس[1] میں وہ اس سے دو ایک بار مل بھی چکا تھا۔

ڈائننگ ہال میں بیٹھے ہوئے اکثر افراد ان دونوں کی طرف متوجہ تھے۔ یہی وجہ عمران کی دلچسپی کا باعث بن گئی پھر اس کی قسمت اچھی ہی تھی۔ کہ شاہدہ کے برابر والی میز پر بیٹھا ہوا جوڑا اٹھ گیا عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر میز کو پائی کر لی۔ شاہدہ اس کی طرف پشت کئے بیٹھی تھی۔ اس لئے وہ اسے دیکھ نہ سکی عمران ادھیڑ عمر کے جنگلی انسان کو نظر میں رکھنے کیلئے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا دو منٹ کے اندر اندر اس نے اجنبی کے بارے میں باقی باتوں کا اندازہ بھی لگا ڈالا اس کے جسم پر تھری پیس قیمتی سوٹ موجود تھا۔ گفتگو

---

[1] پروفیسر شارق کی موت کے سنسنی خیز حالات کیلئے اس سلسلے کا شمارہ میجک آئی پڑھیے وہ حصہ اول ہے

کرتے وقت بار بار وہ اپنے کندھوں کو ایسے انداز میں اچکاتا تھا۔ جیسے کسی شدید تکلیف میں مبتلا ہو۔

عمر کا اندازہ عمران نے چالیس کے لگ بھگ لگایا تھا۔

عمران نے ٹیبل ویٹرس کو اشارے سے بلا کر اپنے لئے چپس اور کولڈ کافی کا آرڈر پلیس کیا پھر بڑے اطمینان سے کرسی کی پشت سے ٹک گیا بظاہر وہ کسی سوچ میں غرق نظر آرہا تھا لیکن اس کے کان شاہدہ اور اس اجنبی کے درمیان ہونے والی گفتگو پر ہی مرکوز تھے۔۔۔ اجنبی بڑے دل شکستہ انداز میں کہہ رہا تھا۔

کبھی کبھی تو میں سوچتا ہوں کہ گولی مار کر اپنے وجود کو ختم کر دوں تاکہ انسانی نفرت اور حقارت کا شکار نہ بن سکوں۔

"آپ اپنی مرضی کے مالک ہیں مسٹر بلگرامی۔ لیکن جہاں تک خودکشی کرنے کا تعلق ہے میں اسے انسان کی بزدلی ہی کہوں گی۔ حالات کبھی کبھی انسان کو اس کے ماحول سے اکتا دینے کا باعث ضرور بن جاتے ہیں لیکن مرد وہی ہے جو ان حالات کا بھی مقابلہ کرنے کی ہمت پیدا کرے۔

"کاش میں آپکو سمجھا سکتا کہ میں کن حالات کا شکار ہوں" ادھیڑ عمر والے نے جسے بلگرامی کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا ایک طویل ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "میں بزدل ہرگز نہیں ہوں لیکن کبھی کبھی تنہائی اور ویرانی کا احساس شدت اختیار کر کے خودکشی کے تصور کو میرے ذہن میں ابھار دیتا ہے۔

"کیا آپ مجھے اپنے نجی حالات بتانا پسند کریں گے۔"

"طویل کہانی ہے مس شاہدہ ..... میں نہیں چاہتا کہ میری کہانی سن کر آپ

کو کوئی دکھ پہنچے۔ محترمہ طور پر میں صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ میرا کوئی دوست نہیں! کوئی رشتہ دار نہیں ـــ اس بھری دنیا میں میرا وجود ان تمام رشتوں کے لئے ایک لعنت بن چکا ہے۔ جو کبھی مجھ سے منسوب تھے..... کوئی مجھ سے بات کرنا تو کیا میری صورت دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتا۔

"مجھے آپ سے ہمدردی ہے مسٹر بلگرامی۔" شاہدہ نے نرم لہجے میں جواب دیا۔ "میں اپنے نفسیاتی مشاہدے کی بناء پر اس نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ لوگوں کی نفرت نے آپ کے ذہن میں بغاوت پیدا کر دی ہے۔ لیکن یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جو حل نہ کیا جا سکے، آپ اپنے لئے ایک نئی دنیا آباد کر سکتے ہیں میرا مطلب ہے اگر آپ کسی فن کو اپنا لیں اور اس میں محو ہو جائیں تو آپکے ذہن کو یقیناً سکون مل سکتا ہے۔

"یہ محض کتابی باتیں ہیں مس شاہدہ ـــ بلگرامی نے پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے جواب دیا ـــ" دنیا میں ہمدردی کرنے والوں کی کمی نہیں ہے۔ آپ اپنے آپ ہی کو لے لیجئے۔ آج پہلی مرتبہ میں آپ کے ساتھ اپنی ویرانیوں سے نکل کر اس ہنگامے میں چلا آیا ہوں۔ لیکن دیکھنے والوں کی نگاہوں میں نہ جانے کیوں کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہوں!..... کیا آپ اس بات سے انکار کر سکتی ہیں کہ اس وقت شیزان کے اس ہال میں بیٹھے ہوئے نوے نیصدی افراد مجھے نفرت کی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں میں پوچھتا ہوں کیا وہ میری طرف سے منہ پھیر کر نہیں بیٹھ سکتے۔ میں نے آخر ان کا کیا بگاڑا ہے۔ جو مجھے کھلی فضا میں سانس لینے کا حق بھی نہیں مل سکتا..... کیا میں بھی ان لوگوں کی طرح بنا ہوا گوشت پوست کا ایک انسان نہیں ہوں اگر ہوں..... تو پھر یہ مجھے حقارت بھری نگاہوں سے کیوں دیکھتے ہیں۔!

"آپ احساس کمتری کا شکار بھی ہیں مسٹر بلگرامی۔ دیکھئے برا مت مانئے گا۔ میں دراصل یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آج کی دنیا کا ہر انسان اس چیز کو بہت غور سے دیکھنے کا عادی بن چکا ہے۔ جو اس کے لئے نئی ہو یا پھر اس کے معیار سے ہٹ کر ہو لیکن یہ توجہ زیادہ دنوں تک برقرار نہیں رہتی..... اگر آپ اسی طرح ان کے درمیان آتے جاتے رہیں تو رفتہ رفتہ ان کی توجہ آپ کی طرف سے ہٹنے لگے گی.... لیکن اس کے لئے آپ کو اپنے اندر ایک ٹھوس خود اعتمادی کا جذبہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے"

"نہیں!" میں ان باتوں کو نہیں مان سکتا۔" بلگرامی نے گہری سنجیدگی اور اکتاہٹ کے ملے جلے جذبے کے ساتھ کہا۔ "آپ میری زندگی کے حالات سے ناواقف ہیں اس لئے ایسی باتیں کر رہی ہیں لیکن میں..... میں کبھی کبھی اس حد تک بھی سوچنے لگتا ہوں کہ اس دنیا سے اپنے علاوہ باقی تمام انسانوں کے وجود کو ختم کر دوں تاکہ کوئی مجھے نفرت و حقارت سے نہ دیکھ سکے..... میں ان لوگوں کی آنکھیں نکال ڈالنا چاہتا ہوں جو میری صورت کو دیکھ کر ایسی ایسی شکلیں بناتے ہیں۔ جیسے میرا وجود ان کے حلق کے اندر کونین کی کڑوی گولی بن کر پھنس گیا ہے۔ میں ایک دن ان تمام انسانوں سے انتقام لوں گا!..... بھیانک اور خطرناک انتقام!

"مسٹر بلگرامی..... میں ایک بار پھر آپ کو یہی مشورہ دوں گی!"

"مجھے کسی کے مشورے کی ضرورت نہیں ہے۔" بلگرامی نے تیزی سے اپنے موٹے اور بھدے ہونٹوں کو چباتے ہوئے کہا۔ "مشورے سنتے سنتے میرے کان پک چکے ہیں — میں آپ کا شکر گزار ہوں مس شاہدہ کہ آپ نے مجھے ہمدردی کے قابل سمجھا۔ لیکن نہ جانے کیوں اب مجھے ہمدردی کے جذبے کے پیچھے بھی خطرناک

نفرت کا احساس ہوتا ہے؟

پھر اس سے پہلے کہ شاہدہ کوئی جواب دیتی بلگرامی نے جیب سے دس کا ایک نوٹ نکال کر میز پر ڈالا اور اٹھ کر تیزی سے ہال سے باہر نکل گیا۔

ڈائننگ ہال کی تقریباً تمام نگاہوں نے بیرونی دروازے تک اس کا تعاقب کیا تھا شاہدہ خاموشی سے اپنی میز پر بیٹھی کسی خیال میں محو تھی ـــــ اور عمران ـــ! اس کا ذہن نہ جانے کیوں اس اجنبی میں الجھ کر رہ گیا تھا وہ اپنی یادداشت کو کرید رہا تھا۔ بلگرامی کی آواز سن کر اسے ایسا ہی محسوس ہوا تھا جیسے وہ اس لب و لہجہ کو پہلے بھی کہیں سن چکا ہو ـــــ لیکن کہاں ـــــ؟

عمران کا ذہن بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا پھر اچانک اس کی آنکھیں کسی اندرونی جذبے کے تحت چمک اٹھیں ـــــ وہ تیزی سے اٹھا اور کاؤنٹر پر بل کی ادائیگی کر کے لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا شیزان سے باہر آ گیا۔

عمران نے فلیٹ میں قدم رکھتے ہی اس طرح پلکیں جھپکانی شروع کر دی تھیں جیسے غلطی سے کسی دوسرے کے مکان میں آ گیا ہو۔ بات ہی کچھ ایسی تھی جسے دیکھ کر عمران کو اپنی آنکھوں پر شبہ ہو رہا تھا۔

کمرہ طوفانی حالات کا منظر پیش کر رہا تھا میز اور کرسی کے علاوہ فرنیچر تک ادھر ادھر بکھرے نظر آ رہے تھے انداز ایسا ہی تھا جیسے کسی نے جلدی میں وہاں کوئی خاص چیز تلاش کرنے کی کوشش کی ہو اور پھر ناامیدی نے تلاشی لینے والے کو جنونی کیفیت میں مبتلا کر دیا ہو..... ایک لمحہ تک عمران اسی پوزیشن میں کھڑا سر کھجلاتا رہا۔ پھر وہ دوسرے کمرے میں آ گیا جہاں پرائیویٹ فون موجود تھا یہاں بھی ویسی ہی ابتری پھیلی ہوئی تھی لیکن تلاشی لینے والا اس آہنی الماری کو کھولنے میں بری طرح ناکام ہوا تھا جس کا سسٹم خفیہ میکنزم پر بنایا گیا تھا۔

تلاشی لینے والے نے پہلے اس کے سسٹم کو سمجھنے کی کوشش کی ہو گی۔ پھر جھلاہٹ میں اس نے الماری کو توڑنے کی کوشش کر ڈالی الماری پر نظر آنے والی

شدید ضربات تلاشی لینے والے کی الجھن اور جھلاہٹ کی ترجمان تھیں۔ عمران نے ٹھنڈا سانس لیا۔ اگر تلاشی لینے والا اس الماری کو توڑ لینے میں کامیاب ہو جاتا تو ممکن تھا وہ اپنے مقصد کی چیز حاصل کر لیتا اس لئے کہ اس آہنی الماری میں ایسی ہزاروں فائلیں موجود تھیں جن کا تعلق شہرہ پشت مجرموں سے تھا لیکن فلیٹ میں آنے والا یا آنے والے کس چیز کی تلاش میں تھے یہ ابھی تک عمران کی سمجھ میں نہیں آیا تھا تھوڑی دیر تک وہ اپنے ذہن پر زور دیتا رہا۔۔۔ پھر پلٹ کر تیسرے کمرے میں آ گیا۔

جوزف اور سلیمان پر نظر پڑتے ہی عمران کے ہونٹوں پر بڑی جاندار مسکراہٹ پھیلی تھی۔ اسے فوری طور پر یہ خیال آیا تھا کہ فلیٹ کی تلاشی لینے والوں نے سب سے پہلے ان دونوں کی خبر ضرور لی ہوگی دوسری صورت میں ان کے فرشتے بھی اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتے تھے۔

اس کا اندازہ غلط نہیں نکلا۔۔۔ جوزف اور سلیمان دونوں ہی فرش پر ایک دوسرے پر اس طرح اوندھے سیدھے پڑے تھے جیسے لڑتے لڑتے تھک کر ایک دوسرے پر ڈھیر ہو گئے ہوں! قریب فرش پر انگلش شراب کی دو بوتلیں اور گلاس پڑے تھے۔

ایک لمحہ تک عمران کچھ سوچتا رہا پھر اس نے آگے بڑھ کر شراب کی بوتل اٹھا لی! اس کے بعد سب کچھ اس کی سمجھ میں آ گیا۔۔۔ یہ وہ برانڈ تو نہیں تھی۔ جو عمران جوزف کو مہیا کرتا تھا!

مطلب صاف تھا! فلیٹ میں آنے والوں کو یہ بات یقینی طور پر معلوم رہی ہوگی

کہ جوزف شراب کا رسیا ہے۔ انہوں نے شراب میں کوئی تیز قسم کی نشہ آور شے ملا دی ہوگی پھر انجام ظاہر تھا۔ دوسری شکل میں جوزف جیسے پیکر اور دھتی شرابی کے لئے دو بوتلیں اتنا گہرا اثر کبھی نہ کرتیں۔

عمران نے اپنے مزید اطمینان کے لئے بوتل میں بچی ہوئی شراب کو اٹھا کر سونگھا پھر جوزف اور سلیمان کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا۔

بیس منٹ بعد کم از کم جوزف اس قابل ہو گیا تھا کہ اس کی باتوں کا جواب دے سکے۔ سلیمان بدستور دا ہی تباہی بکے جا رہا تھا۔ اس لئے عمران نے اسے اسٹور روم میں بند کر دیا تھا۔ دوسرے کمرے میں آکر جوزف کی بھی وہی حالت ہوئی جو کچھ دیر پہلے عمران کی ہو چکی تھی وہ آنکھیں پھاڑے بکھری ہوئی چیزوں کو دیکھ کر رہا تھا۔ پھر جن نظروں سے اس نے عمران کو گھورا تھا وہ بھی معنی خیز ہی تھیں شائد وہ اس بے ترتیبی کو بھی عمران کی کسی شرارت سے منسوب کرنے کے امکانات پر غور کر رہا تھا۔

عمران اسے پھاڑ کھانیوالی نگاہوں سے گھورتا رہا۔

"بب ــــ باس ــــ یہ سب کیا ہے۔؟" جوزف نے چڑھی چڑھی نگاہوں سے عمران کو دیکھتے ہوئے پوچھا ــــ شراب میں ملی ہوئی تیز نشیلی دوا کا خمار ابھی تک اس کے دماغ پر باقی تھا۔

"جوزف کے بچے ــــ کیا میں تجھے گولی مار دوں ــــ" عمران نے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں باس ــــ میں نے کیا کیا ہے۔"

"کمرے کی یہ حالت نظر آ رہی ہے تجھے ——"

"یس باس!..... لیکن میں سمجھ نہیں سکا کہ آخر تمہیں یہ سوجھی کیا تھی؟"

"ابے او شبِ دیجور کی اولاد —— کیا تیری چمڑی بھیک مانگ رہی ہے"

میں پوچھتا ہوں یہاں میری غیر موجودگی میں کون آیا تھا؟"

"کون آیا تھا ——" جوزف فلسفیانہ انداز میں کچھ سوچنے لگا۔ انداز بتا رہا تھا کہ وہ اپنی یاداشت کو آواز دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور پھر وہ یکلخت کھل کھلا کر ہنس پڑا ——!

"باس!..... تمہاری شخصیت میری سمجھ سے باہر ہے!"

"ہائیں —— تو کیا یہ سب میں نے کیا ہے؟"

"تم واقعی گریٹ ہو باس!..... کوئی نئی تجویز ہوگی ذہن میں لیکن یہ قیمتی سامان ——"

"جوزف! —— میں کہتا ہوں جتنی جلدی ممکن ہو ہوش میں آجا ورنہ تجھے اسی کیفیت میں کم از کم ڈھائی سو بیڑھکیں لگانی ہوں گی۔"

"مر جاؤں گا باس!..... رحم کرو ——" جوزف کی تھرتھی یکلخت لٹک گئی۔

"پھر جلدی سوچ کر بتا کہ میری غیر حاضری میں یہاں کون آیا تھا۔"

"قسم لے لو باس جو یہاں کوئی غیر آدمی آیا ہو ——"

"پھر یہ سامان سے کشتی کیا کسی بدروح نے لڑی ہے۔"

"اوہ باس..... جوزف بری طرح نروس ہو گیا پھر جلدی سے اس نے سینے پر انگلی سے صلیب کا نشان بناتے ہوئے کہا۔ "ہولی فادر رحم کرے ——"

لیکن تم بدروحوں کا ذکر مت چھیڑا کرو باس ..... میں نے سنا ہے بدروحیں فضاؤں میں بھٹکتی رہتی ہیں۔

"جوزف! کیا تو سچ مچ مجھے سختی پر آمادہ کرے گا ——!" عمران غصیلی آواز میں بولا

"باس۔ میرا قصور کیا ہے۔"

"شراب کی بوتلیں کہاں سے آگئی تھیں ——" عمران نے گھورتے ہوئے سوال کیا

"مجھے خود بھی اس پر حیرت ہوئی تھی باس کہ تم اتنے مہربان کیسے ہو گئے ہی ہی ..... ہی ہی ..... جوزف نے بتیسی نکالتے ہوئے جواب دیا ..... کہاں سے ملی تھیں یہ بوتلیں ہوں نادر کی قسم ہے لو باس جو میں نے کبھی اتنی مزیدار چکھی بھی ہو"

"میں پوچھتا ہوں یہ بوتلیں آئی کہاں سے تھیں" عمران کا لہجہ کرخت ہو گیا آواز میں کچھ ایسی ہی درندگی تھی کہ جوزف سر سے پاؤں تک لرز اٹھا۔

"کک ..... کیا! تم نے وہ میرے لئے نہیں بھیجی تھیں"

"کون لایا تھا بوتلیں ——" عمران نے جوزف کو بدستور قہر آلود نگاہوں سے گھورتے ہوئے پوچھا

"کوئی نیا آدمی تھا باس —— اس نے یہی کہا تھا کہ یہ شراب میرے لئے ہے! تمہارا ہی حوالہ دیا تھا اس نے۔" جوزف کچھ کہتے کہتے اچانک جلالی کیفیت میں آگیا۔ سلیمان کو سمجھا لو باس ورنہ کسی روز میں اسے مسل کر رکھ دوں گا حرامزادے نے ایک بوتل کھول کر جھوٹی کر دی تھی۔ تمہارا ڈر تھا ورنہ اسی وقت ——"

"جوزف ——" عمران حلق کے بل چلایا اور جوزف کے دیوتا ایکبار پھر کوچ کر گئے۔ اس آدمی کا حلیہ بیان کرو جو بوتلیں لے کر آیا تھا —— اگر بہکنے کی کوشش کی تو تمہاری

سات پشتوں تک کی خیر نہیں ہوگی۔ چلو شروع ہو جاؤ ——!"

"میں نے اسے پہلی بار دیکھا تھا باس ——" جوزف بھیگی بلی بنا کہہ رہا تھا۔ صورت شکل کے اعتبار سے کوئی اچھا آدمی نہیں لگ رہا تھا۔ قد میں وہ کسی جنگلی گدھے کے برابر رہا ہوگا.... رنگت تانبے جیسی تھی۔ بولتے وقت وہ اس طرح ہکلا رہا تھا جیسے اس کی نانی مر رہی ہو —— بوتل دے کر چپ چاپ چلا گیا تھا۔

"کیا کہا تھا اس نے ——"

"یہی کہ وہ بوتلیں تم نے بھیجی ہیں ——"

"ہُم —— کیا تو نے اس میں کوئی خاص چیز بھی نوٹ کی تھی۔ میرا مطلب ہے کوئی ایسی نشانی جس کی بناء پر اسے شناخت کیا جا سکے۔" بوتل ہاتھ میں آجانے کے بعد مجھے اتنا ہوش ہی کہاں تھا باس کہ چہرے پر غور کر سکتا لیکن ہاں ایک بات نے مجھے چونکایا ضرور تھا۔

"وہ کیا ——؟"

"اس کی بڑی بڑی مونچھوں کے درمیان ایک تل بھی تھا دیکھے ہو سکتا ہے کہ کوئی مکھی بیٹھی ہو ——"

"اور کچھ ——"

"مجھے اس کے علاوہ اور کچھ بھی یاد نہیں باس۔"

"سلیمان نے کتنی پی تھی۔"

"پورے دو گلاس چڑھا گیا تھا مردود —— جوزف دوبارہ بکھرنے لگا جانتے ہو باس —— میں نے کیا سوچا تھا..... میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اپنی بوتل جلدی سے خالی کر کے اس کی کھوپڑی پر دے ماروں گا —— اسی لئے میں نے جلدی

جلدی بوتل منہ سے لگا کر حلق میں انڈیلنی شروع کر دی! اچھا شاید مجھے ہوش نہیں رہا! ہی ہی..... باس کہاں سے لائے تھے۔"

"جوزف! تجھے آئندہ ایک ہفتہ تک شراب نہیں ملے گی۔!"

"بب..... باس!... رحم کرو ـــ تم میری کھوپڑی پر صبح شام پچاس پچاس جوتے مار لو۔ میں بغیر ڈکار لئے سہہ لونگا لیکن شراب کے بغیر میں ایک روز بھی زندہ نہیں رہ سکتا ـــ"

"مجھے یہی دیکھنا ہے کہ تو شراب کے بغیر کتنے روز زندہ رہ سکتا ہے۔"

"نن..... نہیں باس! ـــ ایسا ظلم مت کرنا اس سے تو بہتر ہے کہ تم مجھے گولی مار دو۔"

"بکواس نہیں ـــ چل دور ہو جا میرے سامنے سے!"

"نہیں جاؤں گا ـــ جب تک تم وعدہ نہیں کرو گے باس ـــ جوزف یہاں سے نہیں ٹلے گا ـــ!"

"دس روز کے لئے تیری شراب بالکل بند ـــ"

"اوہ ـــ باس ـــ پلیز ـــ رحم کرو ـــ!"

"پندرہ روز ـــ!" عمران نے بڑے خونخوار لہجے میں جواب دیا۔ "بحث کرے دیکھ ـــ یہی مدت بڑھ کر ایک مہینے تک بھی پہونچ ـــ کتی ہے"

جوزف کے چہرے پر مردنی چھا گئی۔ اس نے عمران کو کچھ ایسی نگاہوں سے دیکھا تھا جیسے کوئی بھوکا بچہ ماں کی مار کے خوف سے فاقے پر آمادہ ہو گیا ہو۔

پھر وہ عمران کو شکایت بھری نظروں سے دیکھتا ہوا منہ لٹکائے دوسرے کمرے

میں چلا گیا۔

عمران نے کرسی پر نیم دراز ہو کر آنکھیں بند کر لیں اس کے ذہن میں جو زنت کا بتایا ہوا حلیہ بڑی تیزی سے گردش کر رہا تھا۔ سونچھ کے درمیان تل والا ریفرنس اس کے لئے یقینی طور پر کارآمد تھا لیکن ابھی تک عمران کی نظروں سے کوئی ایسا آدمی نہیں گزرا تھا۔ ممکن ہے گزرا بھی ہو۔ لیکن عمران نے اس پر کوئی دھیان نہ دیا ہو۔۔۔۔ دوسری بات جو اس کے ذہن میں گھوم رہی تھی۔ وہ تلاشی لینے والی شخصیت تھی۔ آخر وہ کون ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔۔ اسے عمران کے فلیٹ میں ایسی کونسی چیز کی تلاش تھی جس نے اسے دیوانگی کی حد تک پاگل بنا ڈالا تھا۔!

عمران کے ذہن میں یہ تمام نکتے بڑی تیزی سے گردش کر رہے تھے۔ پھر وہ کسی خیال کے تحت اٹھ کر دوسرے کمرے میں آیا اور ایکسٹو کی حیثیت سے جولیا کے نمبر گھمانے لگا

گہرے سیاہ رنگ کی امپالا کی رفتار ستر اور اسّی کے درمیان رہی ہوگی۔ ہائی وے کی چوڑی چکلی سڑک اس وقت بالکل سنسان اور ویران پڑی تھی۔ امپالا جیسی گاڑی کی یہ رفتار کچھ ایسی زیادہ نہیں تھی جس پر تعجب کیا جاتا۔ اور پھر آج سنیچر کی رات تھی۔ دارالحکومت کے اکثر صاحب حیثیت افراد سرِشام ہی سے سونا پور کے لئے روانہ ہو جاتے تھے پھر ان کی واپسی اتوار کی شام سے پہلے نہ ہوتی تھی

سونا پور کا علاقہ دارالحکومت سے ایک سو بیالیس میل تھا۔ لیکن اس علاقے کی رنگینیاں اور ساحلی علاقے کی راتیں اپنے اندر کچھ ایسی ہی ہوشربا جاذبیت رکھتی تھی کہ اونچے طبقے کے افراد کچھ خود بخود ادھر کھنچے چلے آتے تھے یوں تو سونا پور کی آبادی کچھ ایسی زیادہ نہیں تھی جسے تجارتی اعتبار سے کوئی اہمیت مل سکتی۔ لیکن قدرت نے وہاں کے رہنے والوں کو بڑی فرصت سے بنایا تھا خاص طور پر وہاں کی لڑکیاں بے حد حسین ہوتی تھیں۔ غربت چونکہ زیادہ تھی اس لئے عیاش طبقہ کی دل بستگی کا سامان بڑی آسانی سے مہیا ہو جاتا تھا۔"

شروع شروع میں یہ علاقہ بالکل ہی ویران تھا۔ لیکن پھر رفتہ رفتہ وہاں خانہ بدوش لوگوں نے بود و باش اختیار کرنی شروع کر دی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہاں اچھی خاصی آبادی ہو گئی۔ ساحلی علاقہ ہونے کی وجہ سے پہلے بھی یہاں پکنک پارٹیز آیا کرتی تھیں پھر ایک کنسٹرکشن کمپنی کو بروقت سوجھ گئی دارالحکومت سے خصوصی اجازت نامہ حاصل کر کے اس نے ساحلی علاقے پر خوبصورت اور چھوٹی چھوٹی ہٹس (HUTS) تعمیر کر دیں اس کے علاوہ کچھ حصے کو صاف کر کے وہاں پارک بنا دیا۔ عیاش طبقے کے افراد کو جب اس کی اطلاع ملی تو شہد کی مکھیوں کی طرح اس پر ٹوٹ پڑے عیاشی کے لئے یہ جگہ ان کے معیار کے عین مطابق تھی چنانچہ کچھ ہی دنوں میں تمام ہٹس اونچے طبقے کے افراد کی ذاتی ملکیت بن گئیں۔ سنیچر کی رات سے لے کر اتوار کی شام تک وہاں خاصی رونق رہتی تھی ــــ باقی دنوں میں یہ حصہ بھی آبادی کی طرح اجڑا اجڑا سا نظر آتا تھا۔

امپالا کا رخ بھی سونا پور کی جانب تھا۔ لیکن اس میں سوٹ اسٹیرنگ پر نظر آنے والے مرد کے کوئی دوسری شخصیت موجود نہیں تھی! صورت شکل کے اعتبار سے وہ کسی کھاتے پیتے گھرانے کا فرد لگ رہا تھا۔ جسم پر قیمتی سوٹ نظر آ رہا تھا لیکن چہرے کے خدوخال بتا رہے تھے کہ وہ اچھی شخصیت کا مالک نہیں ہو گا۔ رنگت تانبے جیسی تھی بھرے بھرے چہرے پر گھنی مونچھیں خاصی جاندار معلوم ہو رہی تھیں مونچھوں کے درمیان سیاہ رنگ کا ایک بڑا سا تل بھی موجود تھا ــــ!

جس انداز میں وہ گاڑی چلا رہا تھا اس سے یہی ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ بہت جلدی میں ہو سونا پور کا ساحلی علاقہ اب بمشکل ساٹھ ستر میل رہ گیا تھا

اور یہ فاصلہ بھی بڑی تیزی سے گھٹتا جا رہا تھا۔

اسٹیرنگ کرنے والا بڑی سنجیدگی اور اطمینان سے رفتار بڑھا رہا تھا لیکن پھر ایکسیلیٹر پر اس کے وزنی جوتے کا دباؤ کم ہونے لگا ــــ ڈیش بورڈ کے قریب سرخ رنگ کی بتی کے اسپارک ہوتے ہی اس نے گاڑی کی رفتار کم کرنی شروع کر دی تھی۔ پھر اس نے سیدھا ہاتھ بڑھا کر ایک سوئچ کو دبا دیا دوسرے ہی لمحے ڈیش بورڈ کے کسی خفیہ ٹرانسمیٹر پر ایک بھاری آواز سنائی دی تھی۔

"ہیلو ــــ ہیلو ــــ شہباز ــــ پلیز کم آن دی لائن۔"

"یس باس ــــ" شہباز اٹنڈنگ ــــ"

"سونا پور سے تمہارا فاصلہ اب کیا ہوگا ــــ"

"تقریباً پچاس پچپن میل ــــ"

"شہباز ــــ کیا تمہیں معلوم ہے کہ ساحلی علاقے پر پہنچ کر تمہیں کیا کام انجام دینا ہے ــــ"

"نو باس ــــ" فون پر مجھے صرف یہی اطلاع ملی تھی کہ گیارہ بجے سے پہلے پہلے وہاں پہنچ جاؤں ــــ"

"ٹھیک ہے۔" ویسے جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنتے رہو۔"

"رائٹ باس ــــ"

"شیرازی کا نام کبھی پہلے سنا ہے تم نے ــــ؟"

"ایسے دو تین آدمیوں سے واقف ہوں جن کا نام شیرازی ہے۔" شہباز نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"میرا اشارہ پروفیسر شیرازی کی طرف ہے ـــ کیوں جانتے ہو اسے۔"

"خوب اچھی طرح باس ..... اخبارات میں بچاسیوں بار اس کے فوٹو بھی چھپ چکے ہیں ملکی سائنسدانوں میں اس کا نام سرفہرست ہی رہا ہے اب تک۔"

"ٹھیک سمجھے ہو ـــ" دوسری طرف سے بدستور ٹھہرے ہوئے انداز میں کہا گیا ـــ شیرازی تمہیں ساحلی علاقوں پر بنی ہوئی ہٹس میں ملیگا ـــ! نمبر نوٹ کر لو ـــ تھری ایٹ ـــ!"

"میں ذہن نشین کرتا جا رہا ہوں باس ـــ!"

"گڈ! ـــ ہوشیار آدمی ہو ـــ اس قسم کی باتیں ہمیشہ ذہن کے پردوں پر نوٹ ہونی چاہئیں ـــ میں اسے کسی قیمت پر بھی پسند نہیں کرتا کہ میرا کوئی آدمی پولیس یا محکمہ سراغرسانی والوں کے لئے کوئی کلیو چھوڑے ـــ میری اطلاع کے مطابق پروفیسر شیرازی اپنی ہٹ میں کسی مقامی لڑکی کے ساتھ داد عیش دیتا ہوا ملے گا۔ ..... تمہارے ذمہ صرف اتنا کام ہے کہ شیرازی اور اس کی ساتھی لڑکی دونوں کو اس طرح خاموشی کے ساتھ ختم کر دو کہ برابر میں موجود افراد کو بھی اس کی اطلاع نہ ہو سکے۔!"

"باس ـــ" شہباز کسی خیال کے تحت چونکتا ہوا بولا۔ کیا پروفیسر شیرازی کی موت ملک کیلئے ایک ناقابل فراموش نقصان ثابت نہیں ہوگا۔"

"شہباز ـــ! اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ کرخت ہو گیا۔ تمہیں ان باتوں سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیئے ـــ۔"

"ٹھیک ہے باس لیکن ـــ"

"بحث مت کرو..... تم اگر کہو تو میں طے شدہ رقم میں مزید اضافہ کر سکتا ہوں ـــــ لیکن انکار سننا میرے اصول کے خلاف ہے۔"

"میں تیار ہوں باس ـــــ"

"گڈ ـــــ لیکن اس بات کا خیال رکھنا کہ تمہاری حرکات و سکنات دوسروں کی نظروں میں نہ آسکیں ـــــ!"

"شہباز اپنا کام جانتا ہے باس۔"

"ٹھیک ہے ـــــ اس وقت ساڑھے دس بجے ہیں۔ تم مجھے ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے دوبارہ رپورٹ دو گے ـــــ"

"اوکے باس ـــــ"

پھر دوسری طرف سے رابطہ چونکہ ختم کر دیا گیا تھا۔ اس لئے شہباز نے بھی ہاتھ بڑھا کر سوئچ آف کر دیا دوسرے ہی لمحے گاڑی کی رفتار تیز ہونے لگی۔ شہباز کے چہرے پر اب بڑی خوفناک سنجیدگی طاری تھی۔

گیارہ بجنے میں کچھ منٹ باقی ہی تھے جب اس نے امپالا کو ہٹس کے عقبی پارک کے قریب روکا پھر نیچے اتر کر پارک میں داخل ہو گیا پھر پارک کا ایک لمبا راؤنڈ لے کر وہ ہٹس کی طرف آ گیا۔ اڑتیس نمبر والی ہٹس تلاش کرنے میں اسے زیادہ دیر نہیں لگی تھی تھوڑے فاصلے پر رک کر اس نے ساحل پر موجود افراد کی طرف دیکھا اس کے بعد بڑے اطمینان سے قدم بڑھاتا ہوا ہٹ کے سائبان میں آ گیا پھر جس انداز میں اس نے ہٹ کے دروازے پر دستک دی تھی اس سے یہی محسوس کیا جا سکتا تھا کہ وہ اندر موجود افراد کا کوئی پرانا واقف کار

ہو گا۔ سیدھا ہاتھ بدستور اس کی پتلون کی جیب میں تھا۔

"کون ہے ——" اندر سے حیرت بھری آواز میں پوچھا گیا۔ پھر کچھ ایسی ہی آوازیں ابھری تھیں جیسے دستک کی آواز سن کر اندر والے بوکھلا گئے ہوں ہلکی ہلکی سرگوشیوں کی آوازیں ابھر رہی تھیں ——!

"کون ہے ——" ایک بار پھر اندر سے سوال کیا گیا —— اس بار لہجے میں بہت جھلاہٹ شامل تھی ——"

"پرانا خادم جناب۔" شہباز نے بدلی ہوئی آواز میں آہستہ سے کہا۔

"پرانا خادم —— "میں سمجھا نہیں ——" کسی نے دروازے کے قریب آتے ہوئے کہا

"ایک نیا مال ہے جناب —— شہباز نے سرگوشی کی۔ فارن اسٹف ایک نمبر چیز ہے جناب —— طبیعت خوش ہو جائے گی۔"

"اوہ ——!" اندر سے صرف اتنا ہی کہا گیا پھر لوٹ گرنے کی آواز سنائی دی ایک سیکنڈ کے بعد ہی پروفیسر شیرازی دروازے کے بیچ و بیچ کھڑا تھا شہباز کو اس نے کچھ ایسی ہی نظروں سے دیکھا تھا جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ اپنی حیرت کا اظہار کر پاتا شہباز کے دونوں ہاتھ بیک وقت حرکت میں آ گئے! الٹے ہاتھ سے اس نے شیرازی کے کھلے ہوئے منہ کو چھاپا پھر سیدھا ہاتھ پتلون سے برآمد ہوا —— اندھیرے میں کوئی چمکدار شے لہرائی اس کے بعد پروفیسر شیرازی ایک جھٹکے سے دوہرا ہوتا چلا گیا۔

شہباز نے دوسرا وار شیرازی کی گردن پر کیا۔ پھر اسے کھینچتا ہوا اندر لیتا چلا گیا۔ تیسرے وار کے بعد اس نے شیرازی کو فرش پر پھینکا پھر اس لڑکی کی طرف

متوجہ ہوگیا۔ جو موی شمع کی مدھم روشنی میں مادر زاد برہنہ حالت میں اسپرنگ بیڈ پر اوندھی پڑی تھی۔ شہباز ایک لمحے کے لئے رکا ـــــ لڑکی کا جسم اسے سونے کی ڈلی سے کچھ زیادہ ہی خوبصورت لگا تھا وہ دبے قدموں اس کے قریب آگیا۔ خون آلود خنجر ابھی تک اس کے ہاتھ میں موجود تھا۔

"کون تھا ـــــ" لڑکی نے مدہوشی کے عالم میں پوچھا ـــــ شائد وہ اسوقت نشے میں دھت ہی تھی ورنہ پروفیسر کے جسم کے گرنے کی آواز سن کر ضرور چونکتی!

شہباز نے کوئی جواب نہیں دیا ـــــ اسے اپنے پورے جسم پر لاتعداد چیونٹیاں رینگتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ آنکھیں بدستور لڑکی کے کندن جیسے جسم پر مرکوز تھیں۔"

"کیا بات ہے ڈیئر ـــــ تم چپ کیوں ہو ـــــ" لڑکی نے دوبارہ پوچھا۔ پھر اس نے آہستہ سے کروٹ لی تھی ـــــ شہباز ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا لیکن دوسرے ہی لمحے اس کا خنجر والا ہاتھ حرکت میں آگیا۔ لڑکی نے ایک اجنبی پر نظر پڑتے ہی غالباً چلانے کے لئے منہ کھولا تھا۔ مگر شہباز نے اس بار بھی وہی نسخہ آزمایا جو ایک منٹ پہلے شیرازی پر آزما چکا تھا۔ اسے اپنی بائیں ہتھیلی کے نیچے لڑکی کے ہونٹ پھڑپھڑاتے ہوئے محسوس ہوئے ـــــ لیکن اب اس کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ لڑکی کی بے بسی کا تماشہ دیکھ سکتا۔ یکے بعد دیگرے دو تین بھرپور وار کرنے کے بعد وہ تیزی سے پلٹا تھا۔

آگے بڑھ کر اس نے فرش پر پڑے ہوئے پروفیسر شیرازی کی نبض کو ٹٹولا پھر اطمینان کا سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا ـــــ جیب سے رومال نکال کر

اس نے خون آلود خنجر کو صاف کیا پھر اسے جیب میں رکھتا ہوا واپس آگیا اور دروازے کو بڑے اطمینان سے بند کیا پھر وہ سائبان سے نیچے آگیا۔۔۔!

ساحل پر بہکے ہوئے جوڑوں کی خرمستیاں اس وقت بھی جاری تھیں شہباز نے قرب وجوار کا جائزہ لیا پھر لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا پارک کی طرف چلا گیا۔ اسپالا تک پہنچنے کے لئے اس بار بھی اس نے ایک لمبا چکر کاٹا تھا۔!

نکسن اسٹریٹ کی کوٹھی نمبر ایک کا چوکیدار اونگھتے اونگھتے یکلخت چونکا پھر آنکھ ملتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا لیکن پھر اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی ہی رہ گئیں ــــ!

اس کے سامنے اس وقت جو کوئی بھی تھا اس سے کسی بہتر رویے کی اُمید نہیں کی جا سکتی تھی ــــ نووارد کے ہاتھ میں دبا ہوا ریوالور دیکھتے ہی چوکیدار کی نگاہوں کے سامنے موت کے بھیانک سائے لہرانے لگے تھے۔

" دروازہ کھولو ــــ چلو جلدی کرو ــــ! نووارد بھاری اور دبنگ آواز میں غرایا ــــ خبردار ــــ اگر آواز نکالنے کی کوشش کی تو یہیں پر ڈھیر کر دوں گا ــــ چلو کھولو پھاٹک ــــ "

چوکیدار کے پاس تعمیل حکم کے سوا کوئی دوسرا چارہ نہیں تھا! اس نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے واسکٹ کے جیب سے چابیوں کا گچھا نکالا پھر پھاٹک کھول کر ایک طرف ہٹ گیا۔ پھاٹک سے عمارت تک کا فاصلہ تیس گز سے کم

نہیں تھا۔ درمیان میں سیمنٹ کی پختہ روش بنی ہوئی تھی۔ اور اس کے دونوں طرف خوبصورت لان تھا۔

"اندر کون کون لوگ موجود ہیں ——" نووارد نے چوکیدار کو مخاطب کیا —— ریوالور کا رخ بدستور چوکیدار کی طرف تھا۔

"مم —— مما..... مالک نہیں ہیں گھر پر ——" چوکیدار نے تھوک نگلتے ہوئے جواب دیا —— سچویشن ہی کچھ ایسی تھی کہ اس کی جگہ اگر کوئی دوسرا ہوتا تو وہ بھی نروس ہو جاتا ——!"

"اندر کون ہے۔"

"ب..... بے..... گم..... صاحبہ"

"ملازموں کی تعداد کتنی ہے"

"دو..... دو..... لیکن اس وقت وہ اپنے کوارٹر میں ہوں گے۔"

"ہم ——" نووارد نے اپنی دستی گھڑی پر نظر ڈالی جو رات کے ایک کا اعلان کر رہی تھی پھر وہ دوبارہ چوکیدار سے مخاطب ہو کر بولا "آؤ میرے ساتھ تمہیں بیگم کے کمرے تک میری رہنمائی کرنی ہوگی ——"

چوکیدار سہمے ہوئے انداز میں گھوم کر عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ پانچ منٹ بعد وہ ایک دروازے کے سامنے پہنچ کر رکا تھا۔

"یہی ہے ——" نووارد نے پوچھا اور چوکیدار نے جلدی سے ہی اثبات میں سر ہلا دیا۔

"شکریہ دوست —— تم اب چھٹی کرو ——" نووارد نے سرد لہجے میں کہا۔

چوکیدار بڑی پھرتی سے مڑ کر راہداری میں بڑھتا چلا گیا لیکن پھر یکلخت اس کے جسم کو ایسا جھٹکا لگا تھا جیسے زمین نے اس کے پاؤں جکڑ لئے ہوں پھر وہ منہ سے کوئی آواز نکالے بغیر ہی فرش پر الٹتا چلا گیا نووارد نے اپنے سائیلنسر لگے ہوئے ریوالور کو بغلی ہولسٹر میں رکھا پھر دروازے پر آہستہ آہستہ دستک دینے لگا۔

اس کے جسم پر سیاہ پتلون اور سیاہ جیکٹ موجود تھا۔ سر پر فلیٹ ہیٹ موجود تھی۔ چہرے کے خدوخال دلکش ہونے کے باوجود کھردرے نظر آ رہے تھے۔ عمر چالیس کے پیٹے میں تھی قد درمیانہ تھا۔ جسم گٹھا ہوا تھا۔

دو تین بار دستک دینے کے بعد ہی اندر روشنی ہوئی تھی پھر کوئی سوتے میں سے اٹھ کر دروازہ تک آیا تھا نووارد نے کم از کم قدموں کی آواز سے یہی اندازہ لگایا تھا ——!

"کون ہے ——" ایک نسوانی آواز سنائی دی —— دروازے کے قریب آ کر قدموں کی آہٹ رک گئی۔

"میں ہوں ڈارلنگ —— دروازہ کھولو ——" نووارد نے بدلی ہوئی آواز میں کہا اس کا لہجہ سو فیصدی پروفیسر شیرازی سے ملتا جلتا تھا۔

"ایک منٹ ——" اندر سے جواب ملا پھر چٹخنی گرنے کی آواز سنائی دی اس کے بعد دروازہ بھی کھل گیا لیکن دوسرے ہی لمحہ دروازہ کھولنے والی نوجوان عورت حیرت سے منہ پھاڑے دو چار قدم پیچھے ہٹتی چلی گئی۔

"تم ——" اس کے منہ سے بس اتنا ہی نکلا تھا۔ حیرت میں ڈوبی ہوئی نظریں

بدستور نوداردو پر جمی ہوئی تھیں۔ نوداردنے لپک کر اندر سے دروازہ بند کیا پھر گھوم کر اس عورت کو دیکھنے لگا۔ جو بیگم شیرازی کے علاوہ اور کوئی نہیں تھی۔ خاصی جاندار عورت تھی۔ جسم بھرا بھرا تھا ناک نقشہ بھی خاصہ دلکش تھا ڈریسنگ گاؤن میں ہونے کی وجہ سے اسے نیم عریاں بھی کہا جا سکتا تھا۔

"تت..... تم اس وقت یہاں کس لئے آئے ہو۔" عورت نے اپنی بوکھلاہٹ پر قابو پاتے ہوئے پوچھا

"کیوں۔ کیا تمہیں میرے اس وقت یہاں آنے پر کوئی خوشی نہیں ہوئی۔!"

"میں کہتی ہوں چلے جاؤ یہاں سے ورنہ اچھا نہ ہوگا۔"

"اس نفرت کی وجہ پوچھ سکتا ہوں بیگم شیرازی۔" نوداردزہر خند سے بولا کیا تم اس میک اپ میں ہونے کے باوجود بھی مجھ سے نفرت ہی سے پیش آؤ گی۔

"گٹ آؤٹ..... میں تم سے شدید نفرت کرتی ہوں"

"بہت خوب..... ویسے کیا میں پوچھ سکتا ہوں اس نفرت کی وجہ کیا ہے"

"میں کہتی ہوں چلے جاؤ یہاں سے ورنہ میں ملازموں کو آواز دے کر بلا لونگی۔" بیگم شیرازی نے غصیلی آواز میں کہا۔

"میری جگہ آج کل کس کو دے رکھی ہے۔" نوداردنے بیہودہ لہجے میں پوچھا۔ "کیا ملازموں پر اکتفا کر رہی ہو۔"

"شٹ اپ۔ یو ڈرٹی سن آف اے بچ۔"

"غصے میں زیادہ حسین لگ رہی ہو مائی سویٹ ہنی۔ نوداردنے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔ گھبراؤ مت۔ میں تمہارے خبیث شوہر کے آنے سے پیشتر ہی

چلا جاؤں گا لیکن آج کی رات ــــ"

"میں تمہیں شوٹ کر دوں گی ۔" بیگم شیرازی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا پھر اس کا سیدھا ہاتھ تیزی سے بلاؤز کی طرف بڑھا تھا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے نووارد کا بھرپور ہاتھ اس کے چہرے پر پڑا اور وہ بلبلاتی ہوئی کرسی سے ٹکرا کر فرش پر الٹ گئی پھر اس سے پیشتر کہ وہ سنبھل پاتی نووارد نے جھپٹ کر اس کے بلاؤز میں ہاتھ ڈال دیا لیڈیز آٹو میٹک اب نووارد کی جیب میں تھا۔ بیگم شیرازی کسی بپھری ہوئی شیرنی کی طرح فرش سے اٹھی تھی۔

"چلے جاؤ یہاں سے حرامزادے ورنہ میں تمہارا منہ نوچ لوں گی ــــ"

"تمہاری مرضی پر منحصر ہے ڈارلنگ لیکن کیا میک اپ ختم ہو جانے کے بعد تم مجھے گوارا کر لو گی ــــ"

"تت ... تم جنگلی درندے سے بھی بدتر ہو ــــ کمینے! ... سوئر ... !"

یہی ایک جملہ ایک بار تمہارے بوڑھے شوہر نے بھی کہا تھا۔" نووارد یکدم بدلے ہوئے تیور سے بولا اس کا لہجہ خونخوار ہو گیا ــــ" کیا تم انکار کر سکتی ہو کتیا کی بچی کہ میرے تجربات ہی نے تمہارے شوہر کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ــــ کیا تم میری آغوش میں آنا اپنی خوش قسمتی تصور نہیں کرتی تھیں لیکن اب تم مجھ سے نفرت کرتی ہو میں تم سے سوال کرتا ہوں کمینی عورت کہ اگر میرا چہرہ میرے تجربات کی نظر ہو گیا۔ تو اس میں نفرت کی کیا وجہ ہو گئی۔ تم لوگ قدرت کی ستم ظریفی کا بدلہ میری ذات سے کیوں لے رہے ہو ــــ بولو۔ جواب دو ورنہ میں تم سب کی بوٹیاں اڑا دوں گا ــــ!"

بیگم شیرازی نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ نووارد کے خونخوار لہجے نے اس کو

بری طرح نروس کر دیا تھا۔

"تت ... تم کیا چاہتے ہو..." ایک لمحہ کے توقف کے بعد اس نے نووارد سے پوچھا

"کیا اب میں تجھے یہ بھی بتاؤنگا ذلیل عورت کہ میں یہاں اس وقت کس لئے آیا ہوں"

"مم ـ میں تیار ہوں لیکن اس شرط پر کہ تم دوبارہ یہاں نہیں آؤ گے۔"

"احسان کرنا چاہتی ہے۔ میری بے چارگی پر ـــ" نووارد سرد لہجے میں غرایا۔ کیا اب میری شخصیت تم جیسی آوارہ عورتوں سے بھی ایک رات کے لئے جنسی آسودگی کی بھیک مانگے گی۔ کیا تم لوگ مجھے میک اپ میں بھی برداشت نہیں کر سکتے۔" نووارد غصہ سے کانپ رہا تھا۔

"میں تم سے برابر ملتی رہوں گی ـــ" بیگم شیرازی نے جلدی سے کہا۔ لیکن اس میں اس کے ارادے سے زیادہ اس کے خوف کو دخل تھا۔

"میں تمہیں اس کے لئے زندہ ہی کب رہنے دوں گا کہ تم میرے اوپر احسان کر سکو" نووارد غرایا۔ "میں تجھے بھی وہیں پہنچا دوں گا۔ جہاں تیرا عظیم سائنسدان پہنچ چکا ہے"

"کک ..... کیا..." بیگم شیرازی کا چہرہ یکلخت زرد پڑ گیا۔

"ہاں ـــ میں نے اسے کتوں سے بدتر موت مارا ہے اور اب ـــ"

"نن ـــ نہیں... نہیں ـــ" بیگم شیرازی خوفزدہ انداز میں پیچھے ہٹتی ہوئی دیوار سے جا ٹکرائی تھی۔

نووارد کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے۔ پھر اس کے حلق سے فلک شگاف قہقہہ ابل پڑا۔

"اب میری روح کو تسکین مل رہی ہے میرے جذبات کو اس وقت صحیح معنوں

میں سکون ملتا ہے جب تمہاری جیسی عورتیں مجھ پر احسان کرنے کی بجائے میرے رحم و کرم پر نظریں جمائے رہتی ہیں ۔۔۔ کیوں ۔۔۔ کیا موت کے تصور نے تمہارے ذہن سے اس نفرت اور حقارت کے جذبے کو ختم کر دیا جو مجھے دیکھ کر تمہارے دل میں پیدا ہوا تھا ۔۔ ہاہا ۔۔۔ ہاہا ہا ۔۔۔ میرے تجربات میں ایک نئے باب کا اضافہ ہو رہا ہے ۔ ہاہا ۔ ہاہا

بیگم شیرازی کی حالت اس وقت کسی ایسی کبوتری سے مختلف نہیں تھی جسے کسی خبگلی بلی نے اچانک گھیر لیا ہو ۔۔ وہ بری طرح تھر تھر کانپ رہی تھی ۔

"بیگم شیرازی ۔ یکلخت نو وارد نے سرد لہجے میں کہا ۔۔ " میں تم سے درخواست نہیں کر رہا ہوں بلکہ تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اپنے جسم کو کپڑوں کی قید سے آزاد کر دو ۔۔۔ چلو ۔۔۔ جلدی کرو ۔۔۔ "

بیگم شیرازی نے حکم کی تعمیل میں بڑی پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا ۔ ایک منٹ بعد ہی وہ بجلی کی تیز روشنی میں برہنہ کھڑی خوف سے تھر تھر کانپ رہی تھی ۔

"کیا خیال ہے تمہارا ۔۔۔ کیا میں تمہارے جسم کی گرمی سے اپنے ارمانوں کی پیاس بجھانے کے لئے آمادہ ہو جاؤں گا ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ میں ایسا نہیں کروں گا ۔ ذلیل اور کمینی عورت ۔۔۔ میں تیرے جسم کا قیمہ بنانے کے بعد ہی سکون حاصل کروں گا ۔ اس نفرت کا انتقام لوں گا ۔ جو مجھ سے کی جاتی ہے ۔"

پھر اچانک نو وارد نے چمڑے کے جیب سے ایک کھٹکے والا بڑا سا خنجر نکال کر کھول لیا ۔ بیگم شیرازی کی آنکھوں میں موت کے سائے لہرانے لگے ۔ ۔ ۔ ۔ اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا تھا لیکن پھر ہذیانی انداز میں چیخنے لگی نو وارد کا سیدھا ہاتھ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ ہوا میں لہرایا تھا ! بجلی کی روشنی میں خنجر کا پھل چمکتا ہوا فضا میں اچھلا اور

پھر دستے تک بیگم شیرازی کے برہنہ سینے میں اترتا چلا گیا۔ وہ خوف سے اچھلی تھی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے درد کی شدت سے تلملا کر زمین پر الٹ گئی۔ خون کا فوارہ اس کے سینے سے ابل ابل کر قیمتی قالین کو داغدار بنا رہا تھا۔ چند لمحات تک وہ فرش پر کسی ذبح کی ہوئی بکری کی طرح تڑپتی رہی پھر اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔

نودارد کی نظروں میں اطمینان جھلک رہا تھا۔۔۔۔ چند ثانیے تک وہ اپنی جگہ کھڑا ہونٹوں پر زبان پھیرتا رہا پھر اس نے آگے بڑھ کر خنجر برہنہ لاش کے سینے سے باہر کھینچ لیا۔ اس کے بعد اس نے جلدی جلدی ان نشانات کو مٹایا جو پولیس کے لئے کارآمد ثابت ہو سکتے تھے پھر اس نے لائٹ آف کی اور تیزی سے باہر نکل گیا۔

دس منٹ بعد ہی پروفیسر شیرازی کے بنگلے کی پشت سے کسی موٹر سائیکل کے اسٹارٹ ہونے کی آواز ابھری پھر تیزی سے دور ہوتی چلی گئی۔۔۔!

سنسنی خیز، قہقہہ بار، سسپنس فل

میجک آئی، فورسٹ کرائی

سائیکو کے پہلے حصے آج ہی طلب کیجئے

ایک ہی رات میں تلے اوپر ہونے والی دو وارداتوں نے صبح کے اخبارات کو اچھا خاصا مواد فراہم کر دیا تھا۔ پروفیسر شیرازی کی شخصیت حکومت کے لئے چونکہ بہت زیادہ اہم تھی اس لئے پولیس اور محکمہ سراغرسانی کا پورا محکمہ سونا پور کے ساحلی علاقے پر امڈ آیا تھا۔

کیپٹن فیاض یہاں بھی پیش پیش تھا اس کی اچھل کود اور بوکھلاہٹ دیکھ کر ہر فرد یہی سوچ رہا تھا کہ وہ کسی لمحے بھی مجمع کے درمیان سے اصل قاتل کا گریبان پکڑ کر اسے منظر عام پر لے آئیگا ویسے عمران بخوبی جانتا تھا کہ وہ یہ سب کچھ محض اپنے افسران کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کر رہا ہے ورنہ اس کے فرشتے بھی معاملے کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔ لاش کو دیکھ کر یہی اندازہ لگایا گیا تھا کہ پروفیسر شیرازی کو مرے ہوئے پانچ گھنٹے سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ قاتل اب اتنا احمق بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ وہاں رک کر فیاض کی آمد کا انتظار کرتا۔

عمران لاش کو محض ایک نظر دیکھنے کے بعد ہی ہٹ سے باہر آ گیا تھا وہ یہاں تک تنہا نہیں آیا تھا۔ صفدر بھی تھا اس کے ساتھ وہ اسے راستے میں ملا تھا اور عمران

نے اسے پک اپ کر لیا۔ خود اسی نے جولیا کو ایکسٹو کی حیثیت سے ہدایت دی تھی کہ وہ صفدر کو سونا پور روانہ کر دے عمران نے اسے اپنے بارے میں بھی یہی بتایا تھا کہ وہ ایکسٹو کی ہدایت پر وہاں آیا ہے۔

لاشوں کے بارے میں بیشتر افراد کی رائے ایک ہی تھی جس لڑکی کی لاش پروفیسر کے ساتھ پائی گئی تھی وہ سونا پور کے ایک عینک باپ کی بیٹی تھی جس کا ذہنی توازن لاش دیکھتے ہی خراب ہو گیا تھا۔ پولیس والے اسے بڑی مشکل سے کنٹرول کر رہے تھے ان لوگوں کا خیال تھا کہ کسی طرح لڑکی کے باپ کو اس ناپاک کھیل کا علم ہو گیا ہو گا۔ جو اڑتیس نمبر کی سیٹ میں کھیلا جا رہا تھا..... اس نے جوش میں آ کر دونوں کو قتل کر دیا پھر ظاہر تھا کہ اولاد کی موت نے اس کے ذہن کو خراب کر دیا ہو گا۔ لیکن وہ خنجر ابھی تک برآمد نہیں کیا جا سکا تھا جس سے پروفیسر اور لڑکی کو قتل کیا گیا تھا۔

کیپٹن فیاض نے ضروری کارروائی کے بعد لاش کو پوسٹ مارٹم کے لئے اٹھوا دیا پھر پولیس کا یہ قافلہ دارالحکومت کے لئے روانہ ہونے کے لئے پر تول ہی رہا تھا کہ انہیں پروفیسر شیرازی کی بیوی کے قتل کی اطلاع بھی مل گئی۔ فیاض کی بوکھلاہٹ اس وقت قابل دید ہی تھی جب رحمٰن صاحب نے اسے نکسن اسٹریٹ کے لئے روانگی کا حکم دیا تھا

عمران کی پیشانی بھی اس اطلاع پر شکن آلود ہو گئی تھی صفدر کو لے کر وہ تیزی سے اپنی ٹوسیٹر تک آیا تھا پھر شہر کے لئے روانہ ہو گیا۔

عمران صاحب ۔ آپ کا کیا خیال ہے ۔۔۔ صفدر نے پوچھا

" بیگم شیرازی نے خودکشی کی ہے ۔۔۔ عمران بولا ۔۔۔ شوہر کی عیاشی کی اطلاع سن کر وہ سیدھی سونا پور آئی تھی ۔۔۔ پہلے اس نے شیرازی اور لڑکی کو ختم کیا پھر شہر

واپس جاکر اپنے سینے میں خنجر گھونپ لیا۔

"ہو سکتا ہے ایسا ہی ہوا ہو۔"

"لیکن ایک بات میرے ذہن میں اور بھی ہے۔"

"وہ کیا۔؟"

"تم نے شاید ابھی تک ایک کپ چائے بھی نہیں پی ہوگی۔"

"میں سمجھا نہیں۔"

"جس دن میری باتیں تمہاری سمجھ میں آگئیں افلاطون بن جاؤ گے!۔۔۔ یار میں کہتا ہوں کہ آخر تمہاری کھوپڑی کو کیا ہو گیا ہے۔ میں نے بیگم شیرازی کے متعلق ایک فرضی کہانی سنائی اور تم کو اعتبار آگیا۔"

"کیا مطلب۔۔۔! کیا آپ کو بھی اس کی اطلاع ابھی ملی ہے۔"

"تمہارا کیا خیال ہے۔۔۔۔ کیا میں الہ دین کے چراغ کا جن ہوں جو مجھے غیب کے حالات معلوم ہو جاتے ہوں گے۔!"

"بہرحال یہ دونوں قتل حکومت کے لئے پریشانی کا باعث ہوں گے۔" صفدر نے بدستور سنجیدگی سے کہا۔ "پروفیسر شیرازی کی موت ہمارے لئے ایک ناقابل پُر خلاء ثابت ہو گی۔۔!"

"ان باتوں سے پروفیسر زندہ نہیں ہو سکتا مائی ڈیئر صفدر اس لئے کوئی اور بات کرو۔۔۔" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔۔۔ مثلاً یہ کہ سورج روزانہ مشرق ہی سے کیوں نمودار ہوتا ہے۔۔۔!"

صفدر نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"کیا خیال ہے۔ موسم کی باتیں کیوں نہ شروع کر دوں۔"

"میرا خیال ہے کہ یہ کیس بھی ہمارے محکمے کو سونپا جائے گا۔ دوسری صورت میں ایکسٹو ہم لوگوں کو یہاں کبھی نہ بھیجتا۔"

"یار صفدر میں ایک بات پر بڑی سنجیدگی سے غور کر رہا ہوں۔" عمران نے بظاہر مذاق ہی کے موڈ میں کہا ۔۔۔ "ایکسٹو کی مونچھوں کے درمیان ایک بڑا سا تل ضرور ہوگا۔"

"آپ شاید اس وقت مذاق کے موڈ میں ہیں۔"

"غلط سمجھ رہے ہو۔ کچھ روز ہوئے جب میں نے ایک ایسے ہی شخص کو دیکھا تھا۔ جس کی مونچھوں کے درمیان ایک بڑا سا تل تھا۔ اس کی شخصیت میں کچھ ایسی ہی انفرادیت نظر آئی تھی مجھے کہ میں اسے ایکسٹو سمجھنے پر مجبور ہو گیا۔!"

"شہباز ہوگا وہ۔"

"شہباز کون ۔۔۔" عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا

"ہیلن بار کے رہائشی کمروں میں رہتا ہے۔ پولیس کی دس نمبر کی لسٹ میں آجکل اس کا شمار سرفہرست ہو رہا ہے۔ لیکن ابھی تک چونکہ اس کے خلاف کوئی ٹھوس ثبوت پولیس کے ہاتھ نہیں لگا اس لئے آزاد گھوم رہا ہے۔ لیکن آپ کو اس پر ایکسٹو کا شبہ کیسے ہو گیا۔!"

"میں تمہارے اوپر ارسطو کا بھی شبہ کر سکتا ہوں۔ بس خیال ہے اپنا اپنا ۔۔۔!"

صفدر نے عمران کو بڑی معنی خیز نگاہوں سے گھورا تھا جس انداز میں اس نے مونچھوں کے درمیان تل والی بات چھیڑی تھی وہ خالی از علت نہیں ہو سکتی تھی کوئی

نہ کوئی راز ضرور رہا ہوگا۔ اس کی پشت پر۔ لیکن وہ عمران ہی تھا۔ صفدر بخوبی جانتا تھا کہ قبل از وقت کسی بات کا عمران سے معلوم کر لینا جوئے شیر لانے سے کم نہیں تھا!

پھر ان کے درمیان نکسن اسٹریٹ تک کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ عمران بھی کسی نہ کسی طرح شیرازی کے مکان میں گھس ہی گیا تھا۔ کیپٹن فیاض وہاں پہلے ہی سے اپنی پوری ٹیم کے ساتھ موجود تھا۔ لیکن اس وقت وہ چونکہ لاش پر جھکا ہوا تھا اس لئے عمران کو نہیں دیکھ سکا اور اسی بہانے عمران کو بھی قریب سے لاش دیکھنے کا موقع مل گیا ویسے یہ دیگر بات تھی کہ اس نے لاش کی برہنگی کا خیال کرتے ہوئے جلد ہی اپنی نظر دوسری طرف پھیر لی پھر کسی خیال کے تحت وہ تیزی سے باہر آگیا جہاں کیپٹن فیاض کا ایک ماتحت چوکیدار کی لاش کو ٹھکانے لگانے میں مصروف تھا۔ عمران نے چاہا تھا کہ نظر بچا کر نکل جائے لیکن سب انسپکٹر نے اسے دیکھ لیا تھا۔

"عمران صاحب! کہاں چلدیئے اتنی جلدی ـــــ کیا کپتان صاحب نے آپ کو روکنے کی کوشش نہیں کی ـــــ" فیاض کے ماتحت سب انسپکٹر نے اسے روکتے ہوئے معنی خیز لہجے میں پوچھا۔

قریب قریب فیاض کے تمام ماتحت اس بات سے بخوبی واقف تھے۔ کہ فیاض کی سپرنٹنڈنٹی محض عمران کے دم سے چل رہی تھی۔

"آجکل کپتان صاحب اور میرے درمیان کھٹک گئی ہے۔ اس لئے مجھے اندر رکنے کی اجازت نہیں ملی ـــــ عمران نے سب انسپکٹر کو ٹالتے ہوئے کہا ـــــ" اور سناؤ کیسی گزر رہی ہے۔"

"بس چل رہا ہے کام ـــــ"

اچھا! ــــ سلام مالیکم ــــ عمران نے کہا پھر تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا باہر نکل آیا

"آپ نے لاش کو ٹھیک سے نہیں دیکھا ــــ" صفدر نے ٹوسیٹر حرکت میں آنے کے بعد پوچھا۔

"فضول ہے!..... ویسے فیاض کے فرشتے بھی اس کیس کو ہینڈل نہیں کر سکتے"

"آپ نے کیسے اندازہ لگا لیا ــــ؟"

"دونوں قتل میں ایک بات مشترکہ ہے ــــ" عمران سنجیدگی سے بولا۔ "آلۂ قتل ہی غائب ہے۔"

"پھر ــــ آپ کیا نتیجہ اخذ کر رہے ہیں ــــ"

"کوئی گہری سازش معلوم ہوتی ہے۔ صفدر صاحب۔ ویسے ایک بات میں بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ یہ دونوں قتل کسی ایک ہی گروپ کے دو مختلف افراد نے کیا ہے لیکن ان کا طریقہ کار ایک ہی ہے۔"

"کیا آپ اس کیس میں دلچسپی لیں گے ــــ"

"ایکسٹو پر منحصر ہے۔" اگر اس نے مجھے منہ مانگی رقم دینے پر آمادگی کا اظہار کیا تو ضرور دلچسپی لوں گا ــــ!"

"ایک بات پوچھوں عمران صاحب ــــ؟"

"اردو میں پوچھنا اس لئے کہ انگریزی میری مادری زبان نہیں ہے۔"

"آپ نے شہباز کا تذکرہ کیوں چھیڑا تھا ــــ؟"

"پتہ نہیں ــــ ویسے میں نے سنا ہے کہ کسی زمانے میں وہ شادی خانہ آبادی کا کام بھی کرتا رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اب بھی دو چار اچھے رشتے ہوں اس کے پاس

کہو تو تمہاری درخواست بھی ساتھ ہی دے دوں ——"

"مجھے تو آپ معاف ہی رکھئے ——"

"جاؤ —— معاف کر دیا —— تم بھی کیا یاد کرو گے کہ کسی قلندر سے پالا پڑا ہے ——"

پھر صفدر چترح گیٹ کے بڑے چوراستے پر اتر گیا تھا۔

کیا آپ نے اس ناول کے پہلے حصے پڑھے ہیں؟

میجک آئی ۔ فورسٹ کرائی

اگر نہیں

تو آج ہی پڑھیئے

اسی شام عمران جوزف کے ساتھ ہیلین بار میں جا پہونچا لیکن وہ دونوں میک اپ میں تھے۔ چوڑی دار پائجامے اور سفید بے داغ اچکن میں عمران کوئی پہونچا ہوا شاعری نظر آرہا تھا چہرے پر بلا کی سنجیدگی طاری تھی۔ جوزف کے حلیے میں بس معمولی سی تبدیلی کی گئی تھی لیکن سوٹ پہن لینے کے بعد وہ بھی اس وقت بڑا شاندار لگ رہا تھا ویسے یہ دیگر بات تھی کہ ہیلین بار میں داخل ہوتے وقت اس نے عمران کو کچھ ایسی ہی نگاہوں سے دیکھا تھا جیسے اپنے یہاں لانے کی وجہ دریافت کرنا چاہتا ہو۔۔۔ جوزف کو یہ بات اچھی طرح معلوم تھی کہ عمران نے کبھی شراب کی ایک بوند بھی نہیں چکھی تھی جوزف کے لئے اس نے چوبیس گھنٹے پیشتر ہی پندرہ روز کی شراب بندی کے احکامات صادر کئے تھے۔

پھر ہیلین بار میں آنے کا مقصد کیا تھا۔۔۔ یہ بات جوزف کے فرشتوں کی سمجھ میں بھی نہیں آئی تھی۔ بہرحال وہ بھیگی بلی بنا ہوا عمران کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا۔۔۔!

اس وقت شام کے سات کا عمل تھا۔ اس لئے بار روم کی بیشتر کرسیاں خالی

تھیں عمران نے اپنے لئے دروازے کے قریب ہی ایک میز کا انتخاب کیا تھا۔ جوزف بھی ہچکچاتا ہوا اس کے قریب بیٹھ گیا۔

"فرمایئے جناب ـــ کیا پیش کروں ـــ" ایک شوخ و شنگ ٹیبل گرل نے عمران کے قریب آتے ہوئے دریافت کیا۔

"ایک عدد بڑا کالا کتا ـــ" عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا

"کالا کتا ـــ" میں سمجھی نہیں جناب ـــ"

"بلیک ڈاگ کو اردو میں کالا کتا ہی کہتے ہیں کہو تو فلسطینی زبان میں بھی ترجمہ کر دوں ـــ"

لڑکی نے مسکراتے ہوئے عمران کو دیکھا۔ پھر لچکتی ہوئی واپس چلی گئی! جوزف بدستور گردن جھکائے بیٹھا کنکھیوں سے دائیں بائیں دیکھ رہا تھا دس منٹ بعد ہی ٹیبل گرل نے بلیک ڈاگ اور سوڈے کی بوتلیں لاکر میز پر سرو کر دیں۔ جوزف کسی ندیدے بچے کی طرح بوتل کو دیکھنے لگا ـــ!

"چلو! ـــ اب شروع ہو جاؤ جلدی سے ـــ" عمران نے جوزف سے تحکمانہ لہجے میں کہا ـــ جبتک بار بند نہیں ہو جاتا تیرا ہاتھ نہیں رکنا چاہیئے ـــ ورنہ چمڑی ادھیڑ کر رکھ دوں گا ـــ"

"باس ـــ میرا گناہ معاف کر دو ..... مر جاؤنگا یہیں ـــ" جوزف نے رو دینے والے انداز میں کہا ـــ!

"بحث نہیں جوزف ـــ چل شروع ہو جا ورنہ کالے کتوں کی فوج تیرے سر پہ منڈلاتی رہے گی ـــ"

"جوزف رو دینے والے انداز میں بدبدایا ـــــ لیکن بوتل تو بہرحال اسے کھولنی ہی پڑی تھی۔" عمران نے اپنے لئے بھی ایک گلاس بنا کر سامنے رکھ لیا۔

"باس ..... کیا تم بھی ....." جوزف کی نظروں میں تحیّر تھا۔

"شٹ اپ ـــ" عمران نے خشک لہجے میں ڈپٹ کر کہا ـــ "خبردار جو میرے معاملات میں دخل دیا ـــ!"

جوزف نے کسی سعادتمند بچے کی طرح اپنی توجہ دوسری طرف کر لی۔ پھر وہ کسی فاقے زدہ شرابی ہی جیسے انداز میں بوتل پر ٹوٹ پڑا تھا ایک گھنٹے کے اندر اندر اس نے پہلی بوتل ختم کر کے فرش پر لڑھکا دی تھی پھر وہ دوسری بوتل کا کاگ اڑا کر اس پر پل پڑا ـــ عمران کا گلاس آہستہ آہستہ ختم ہو رہا تھا! اب یہ دیگر بات تھی کہ اس کی شراب ہال میں دیواروں کے ساتھ ساتھ رکھے ہوئے گملوں ہی میں جذب ہو رہی تھی ـــ!

"بب ..... باس ..... تم بہت گریٹ آدمی ہو ـــ" دوسری بوتل کی آخری بوند ختم ہوتے ہی جوزف بہکنے لگا تھا ـــ آتنی قیمتی شراب تو ..... ہچ ..... ہچک ... کبھی میرے بھائی نے بھی مجھے نہیں پلائی تھی ..... ہو ہو ـــ بس ایک ادھا اور منگا دو باس ..... ابھی میری پیاس ..... ہچ ..... ہچ ... ختم نہیں ہوئی۔

عمران نے جوزف کو گھور کر دیکھا پھر ٹیبل گرل کو بلا کر تیسری بوتل کا آرڈر دیدیا۔

ہیلن بار میں بیٹھے ہوئے اسے پورے تین گھنٹے گزر چکے تھے لیکن ابھی تک شہباز اسے نظر نہیں آیا تھا لیکن عمران مایوس ہو جانیوالوں میں سے نہیں تھا ـــ اسے یقین تھا کہ بار بند ہو جانے سے پہلے شہباز وہاں ضرور آئے گا۔"

جوزف نے تیسری بوتل شروع کر دی تھی اس کی رفتار میں ابھی تک کوئی فرق نہیں آیا تھا ـــــ ایک کے بعد دوسرا اور پھر تیسرا گلاس وہ اس طرح سے پی رہا تھا جیسے پانی پی رہا ہو ـــــ عمران کسی سوچ میں غرق تھا لیکن پھر اچانک اس کی نظر جوزف کے چہرے پر گھوم گئی جس کے حلق سے شکاری کتوں جیسی غراہٹ کی ہلکی ہلکی آواز نکل رہی تھی۔

اس کی ناک کے نتھنے بڑی تیزی سے پھڑپھڑا رہے تھے۔ اور نگاہیں اس طرح دروازے کی طرف جمی ہوئی تھیں جیسے کسی جنگلی ریچھ کو چھ سات روز کے فاقے کے بعد اچانک کوئی مریل جانور نظر آ گیا ہو ـــــ!

"کیوں ـــــ کیا بھکنے کا پروگرام ہے ـــــ" عمران نے اسے للکارا لیکن اس کی پوزیشن میں کوئی فرق نہیں ـــــ! حلق سے بدستور خرخراہٹ کی آواز نکل رہی تھی

عمران نے پلٹ کر دروازے کی جانب دیکھا پھر جوزف کی تبدیلی کی وجہ سمجھنے میں اسے زیادہ دیر نہیں لگی تھی ـــــ جوزف جس شخصیت کو دیکھ کر غرا رہا تھا وہ شہباز کے علاوہ کسی اور کی نہیں تھی۔ عمران نے شہباز کو بھی جوزف کی طرف گھورتے دیکھ لیا

"بب ۔ ۔ ۔ ۔ باس ـــــ یہی ہے وہ جس نے مجھے تمہارے نام سے دو بوتلیں لا کر دی تھیں ـــــ" جوزف نے عمران ہی کو مخاطب کیا تھا ـــــ لیکن اس کی نگاہوں کا مرکز شہباز ہی رہا ـــــ!

"جوزف! کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ وہی ہے ـــــ"

"یس باس ـــــ! اس کی مونچھوں کے اندر نظر آنے والا بڑا تل مجھے اچھی طرح سے یاد ہے ـــــ"

"فلیٹ کی تلاشی اسی نے لی تھی ـــ" عمران نے دبی زبان میں کہا۔ "ان دونوں بوتلوں میں نیند آور دوائیں ملی ہوئی تھیں ـــ"

"دشمن ـــ!" جوزف کا چہرہ یکلخت تمتما اٹھا ـــ "باس ـــ! کیوں نہ اسے ٹھکانے لگا دوں ـــ"

"خیال اچھا ہے لیکن تم اسے رگید کر باہر لیجانے کی کوشش کرو گے ـــ"

"فکر مت کرو باس ـــ میں اسے جہنم کے دروازے تک بھی رگید لیجاؤں گا ـــ"

"ٹھیک ہے ـــ! اٹھ کر شروع ہو جاؤ ـــ" عمران نے اس طرح کہا جیسے وہ مرغے لڑا کر تماشہ دیکھنے کا خواہشمند رہا ہو ـــ"

جوزف کسی پہاڑ کی طرح لہراتا ہوا اٹھ کر شہباز کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے حلق سے نکلنے والی خرخراہٹ کی آواز چونکہ تیز ہو گئی تھی اس لئے قرب و جوار کی میزوں پر جمے ہوئے شرابیوں کی توجہ کا اس طرف مبذول ہو جانا قدرتی بات تھی

عمران نے شیروانی کی جیب میں لگا ہوا قلم نکال کر ہاتھ میں لے لیا بالکل ایسا ہی لگا تھا جیسے اسے اچانک کوئی بھولا ہوا شعر یاد آ گیا ہو لیکن اس کی نگاہیں بدستور شہباز پر مرکوز تھیں جو اپنی جگہ کسی آہنی چٹان کی طرح ڈٹا کھڑا تھا۔۔۔۔ اس کے تیور بھی خراب ہی نظر آ رہے تھے ـــ جوزف کے رینج میں آتے ہی اس کا سیدھا ہاتھ بڑی تیزی سے جیب میں رینگ گیا۔

"خطرہ ـــ" عمران کے ذہن میں تیزی سے ابھرا پھر اس نے قلم کا کلپ آہستہ سے دبا دیا ـــ معمولی سی کلک کی آواز کے ساتھ ہی شہباز کے سیدھے ہاتھ کی کلائی پر خون کی دھار بہہ نکلی تھی۔ نتیجہ ظاہر تھا۔ بس ایک لمحہ کے لئے شہباز تڑپ کر

اچھلا تھا اور ٹھیک اسی وقت جوزف نے جھپٹ کر اسے دبوچ لیا اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ عمران کے لئے غیر متوقع نہیں تھا۔ جوزف نے ایک ہی جھونک میں شہباز کو دیوار پر اچھال دیا پھر وہ مشینی انداز میں دوبارہ پوزیشن لے بیٹھا اس سے پہلے کہ بار کے ملازمین یا میز کے افراد اٹھ کر کوئی فیصلہ کرتے جوزف نے جنگلی بھینسے کی طرح گردن ترچھی کر کے شہباز کی کھوپڑی پر ایک بھرپور ٹکر رسید کر دی! شہباز دوسری بار کسی ربر کی گیند ہی کی طرح اچھل کر دیوار سے ٹکرا گیا۔

"پولیس کو فون کرو ــــ" جلدی ــــ" ایک ٹیبل گرل نے چلا کر بارٹنڈر کو ہی مخاطب کیا۔

"پکڑو ــــ پکڑو ــــ اٹھا کر باہر لے چلو ــــ" عمران بھی چلاتا ہوا اٹھا تھا۔ لیکن دراصل اس نے جوزف کو سمجھانے کے لئے یہ الفاظ کہے تھے۔

"لینا اسے جانے نہ پائے" یہ بھی اس کے ساتھ تھا ــــ" تیسری میز پر بیٹھے ہوئے شرابی نے دوسروں کی توجہ عمران کی طرف مبذول کرانی چاہی مگر ٹھیک اسی وقت ہیلن بار گھپ اندھیرے میں نہا گیا۔ کسی نے فیوز اڑا دیا تھا پھر شاید وہاں شرابیوں کے درمیان کرسیاں اور بوتلیں چل پڑی تھیں مادر ذات گالیوں کا تبادلہ بھی شروع ہو گیا تھا ــــ ٹیبل گرلز بری طرح چلا رہی تھیں

"دروازہ بند کرو ــــ" کوئی قریب سے چلایا تھا۔

"مارو ــــ مارو ــــ یہی ہے" عمران آواز بدل کر چلاتا ہوا دروازے کے قریب آ گیا اندھیرے کے باوجود اس نے جوزف کو پہچان لیا جو شہباز کو کندھے پر لادے دروازے سے گزر رہا تھا۔!

"گاڑی میں ٹھونس دے جا کر۔ جلدی ۔۔۔" عمران نے سرگوشی کی پھر دوبارہ آواز بدل کر مارو مارو اور پکڑو کی رٹ لگانے لگا۔ اندھیرے میں دو چار افراد اس سے ٹکرائے بھی تھے لیکن عمران انہیں بڑے پنجے تلے ہاتھ اڑا رہا تھا پھر اس نے جلدی سے پیچھے ہٹ کر دروازہ بولٹ کیا اور بھاگتا ہوا پارکنگ شیڈ کی طرف آ گیا جہاں اس نے اپنی ٹوسیٹر پارک کی تھی۔ یہ حصہ بھی تاریکی میں نہایا ہوا تھا ۔۔۔!

"کون ہے ۔۔" کسی نے اسے اندھیرے میں للکارا لیکن عمران جوزف کی آواز کو پہچان چکا تھا ۔۔!

"گاڑی میں چلو شب دیجور کی اولاد ورنہ تینوں دھر لئے جائیں گے!"

"مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا ہے باس ۔۔"

"میرے ساتھ آؤ ۔۔" عمران نے اس کا ہاتھ تھام کر شیڈ کی طرف کھینچتے ہوئے سرگوشی کی۔

دو منٹ بعد ہی اس کی ٹوسیٹر بڑی تیزی سے ہلین بار کے دروازے سے باہر نکل رہی تھی۔

تاریکی میں طوفانی رفتار سے بھاگتی ہوئی موٹر سائیکل کی رفتار اب بتدریج کم ہوتی جا رہی تھی پھر اسے پبلک فون بوتھ کے قریب روک دیا گیا سوار نے ایک جھٹکے کے ساتھ اسے کیریئر اسٹینڈ پر جمایا پھر تیزی سے بوتھ میں گھستا چلا گیا۔ ہک سے ریسیور اٹھا کر اس نے جلدی جلدی کسی کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے ۔ بوتھ کا دروازہ بند نہیں کیا گیا تھا ۔!

" ہیلو ۔! کون بول رہا ہے ۔" اس کے حلق سے بھاری آواز نکلی تھی۔

" میں ہیلن بار کا مینجر بول رہا ہوں ۔ کون ہو تم ۔" دوسری طرف سے کال ریسیو کرنے والا بھی کچھ جھلایا ہوا محسوس ہوا تھا۔

" روم نمبر فورٹین سے کنکٹ کر دو ۔"

" ٹھہرو ایک منٹ ۔" دوسری طرف سے بدستور ناخوشگوار لہجے میں کہا گیا لیکن پھر اچانک ریسیور پر اس کی گھبرائی ہوئی آواز ابھری ۔ کیا کہا تھا تم نے ۔ روم نمبر فورٹین ..... کیا تم شہباز سے بات کرنا چاہتے ہو ۔

" بکواس مت کرو مینجر ۔ روم نمبر فورٹین ملا دو ۔ اگر وہاں شہباز کے بجائے

اس کا باپ ہو تو بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔!

"نمبر چوبیس خالی ہے جناب ـــــ"

"ہم ـــــ" فون کرنے والا ماتھے پیس میں غرّایا ـــ پھر کچھ سوچتا ہوا بولا ـــ تم ابھی روم نمبر فورٹین کے ریفرنس پر چونکے کیوں تھے ـــ!

"اس لئے کہ وہ کمرہ شہباز کے قبضے میں ہے۔"

"میں نے تمہارے چونکنے کی وجہ دریافت کی تھی۔"

"شہباز کو ایک دوسری پارٹی کے افراد اغواء کر لے گئے ہیں۔"

"اوہ ـــ آئی ـــ سی ـــ" فون کرنے والے نے سپاٹ لہجے میں کہا ـــ" لیکن ٹھہرو ـــ" کیا تم میرے لئے ایک کام کر سکو گے ـــ"

"ہو سکتا ہے میں آمادہ بھی ہو جاؤں لیکن اس سے پیشتر آپ کو یہ ضرور بتانا ہوگا۔ کہ شہباز سے آپ کا کیا تعلق ہے ـــ"

"کیا اس سوال کا جواب ضروری ہے"

"معاملہ اگر شہباز کے سوا کسی دوسرے کا ہوتا تو میں آپ کو جواب کے لئے مجبور نہ کرتا ـــ"

"شہباز سے بہت زیادہ خائف معلوم ہوتے ہو ـــ"

"اسی لئے تم کو بھی اتنی دیر سے فون پر برداشت کر رہا ہوں مسٹر ـــ!"

اس بار دوسری طرف سے قدرے خشک لہجے میں کہا گیا ـــ" اگر کال شہباز کے لئے نہ ہوتی تو میں تمہیں گھاس بھی نہ ڈالتا ـــ!

"شہباز آج کل میرے لئے کام کر رہا ہے ـــ" بوتھ میں کھڑے ہوئے فرد نے

جلدی سے کہا۔" اسے اغوا کرنے والی پارٹی یقیناً وہی ہوگی جس کے خلاف میں نے شہباز کو ایک اہم کام سونپا تھا۔"

"ہاں۔ یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے..... کام کیا ہے۔"

"روم نمبر نو ریمین میں آگ لگا کر فائر بریگیڈ کو اطلاع کر دو۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ شہباز کے کمرے کا ایک ایک ساز و سامان جل جائے۔۔۔"

"اوہ سمجھ گیا۔۔۔ تم شائد اس وقت نشے کی حالت میں ہو۔۔۔" دوسری طرف سے حقارت بھری آواز میں جواب ملا پھر ریسیور بھی رکھ دیا گیا۔

بوتھ میں کھڑے ہوئے فرد کی آنکھوں میں خون کے ڈورے لہرانے لگے۔ محض ایک لمحے تک وہ ریسیور کو خونخوار نگاہوں سے گھورتا رہا پھر اس نے دوسری بار بھی ہیلن بار ہی کے نمبر گھمائے تھے۔

"کون ہے۔۔۔" اس بار بھی کال مینیجر نے ریسیو کی۔

"ریسیور رکھنے سے پہلے میری پوری بات سن لینا ورنہ اس کا انجام خراب ہو گا۔ اس نے تیزی سے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔۔۔" میں نے شہباز کے رہائشی کمرے کے بارے میں تمہیں جو بھی احکامات دیئے تھے وہ نشے کی حالت میں نہیں دیئے تھے۔۔۔"

"بہت خوب۔۔۔! گویا اب تم ہیلن بار کے مینجر کو حکم بھی دو گے۔۔۔" دوسری جانب سے مضحکہ اڑانے والا لہجہ اختیار کیا گیا۔۔۔ ویسے تمہارے لئے صرف ایک کام کر سکتا ہوں اور وہ یہ کہ اگر تم کسی طرح یہاں تک آجاؤ تو میں اپنے کسی آدمی کے ذریعہ تم کو پاگل خانے تک بھجوانے کا بندوبست ضرور کرا دوں گا۔۔۔"

"ایک بار پھر سوچ لو حرامزادے ..... تمہیں پچھتانا پڑے گا۔"

"مکالمے اچھے خاصے بول رہے ہو میری جان۔ اگر کوئی حسین سہارا ساتھ ہو تو فلم انڈسٹری والے بھی تم کو ہاتھوں ہاتھ لے سکتے ہیں۔"

"کیا تم محض ایک منٹ کے لئے بھی سنجیدہ نہیں ہو سکتے۔" بوتھ میں کھڑے ہوئے فرد نے اپنے ہونٹوں کو چباتے ہوئے پوچھا۔ انداز بتا رہا تھا کہ وہ اس وقت بڑی مشکلوں سے اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کر رہا ہے۔"

"کسی ناکام عاشق کا رول اگر مل گیا تو پہلی ہی پکچر میں شہرت کی بلندیوں کو چھو سکتے ہیں۔"

"میں پورا ہیلن بار تباہ کر ڈالوں گا سور کے بچے۔" بوتھ والے نے سفاکانہ لہجے میں کہا پھر تیزی سے ریسیور ہک میں ڈالتا ہوا بوتھ کے باہر آ گیا۔!

فٹ پاتھ کے قریب کھڑی ہوئی موٹر سائیکل ایک بار پھر حرکت میں آ گئی اس بار اس کا رخ ہیلن بار ہی کی طرف تھا۔ رفتار زیادہ تیز نہیں تھی۔ شاید سوار اپنے کہے ہوئے الفاظ کو عملی جامہ پہنانے سے پیشتر اس کے تاریک پہلوؤں پر بھی غور کر لینا چاہتا تھا اس کے جسم پر اس وقت بھی وہی لباس تھا جو اس نے بیگم شیرازی کو موت کے گھاٹ اتارتے وقت پہن رکھا تھا۔

موٹر سائیکل مختلف راستوں سے گزرتی ہوئی ہیلن بار کے سامنے آ گئی لیکن سوار نے اسے وہاں روکنے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ اسے اسی رفتار سے آگے نکالتا چلا گیا۔ اگلی موڑ پر پہنچ کر اس نے موٹر سائیکل کو بائیں جانب موڑا پھر گھومتا ہوا دوبارہ اسی روڈ پر آ گیا جہاں ہیلن بار کی تین منزلہ عمارت موجود تھی۔ سوار نے اس

مرمے میں قرب وجوار کی عمارتوں کا بخوبی جائزہ لے ڈالا تھا چنانچہ اس نے اپنی موٹر سائیکل ہیلن بار کے عین سامنے والی بلڈنگ کے ساتھ والی گلی میں روکی پھر نیچے اتر کر سڑک پر آگیا ـــ نلیٹ ہیٹ کا اگلا سرا اس نے ماتھے پر کچھ اور نیچے جھکایا پھر بڑے اطمینان سے اس عمارت میں داخل ہو گیا جو ہیلن بار کے سامنے موجود تھی۔

زینوں کو تیزی سے طے کرتا ہوا وہ اس عمارت کی چھت پر آگیا جہاں پانی کی ٹینکی کے علاوہ ریڈیو اور ٹیلیویژن کے بہت سارے ایریل اینٹینا نصب تھے۔ چند ثانیے تک وہ چھت پر ادھر ادھر گھوم کر قرب وجوار کی عمارتوں کا جائزہ لیتا رہا پھر اس طرف آگیا۔ جہاں سے ہیلن بار کی عمارت صاف طور پر نظر آرہی تھی اس عمارت سے ہیلن بار کا درمیانی فاصلہ بمشکل سو فٹ رہا ہوگا۔

ایک منٹ تک وہ اپنی جگہ کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے چسٹر کی جیب سے دو چھوٹے چھوٹے پلاسٹک کے گولے نکالے جن کا حجم ٹینس کی گیند سے کچھ کم تھا اس کے بعد اس نے چسٹر کے کالر سے پن نکالی اور جلدی جلدی ان گولوں میں باریک باریک سوراخ کرنے لگا۔ اس کام میں اسے بمشکل دو منٹ لگے تھے پھر اس نے پن دوبارہ کالر میں کھونسی اور ایک گولے کو ہاتھ میں لے کر ہیلن بار کی دوسری منزل کی طرف اچھال دیا ـــ پلاسٹک کی گیند نما شے فضا میں لہراتی ہوئی ہیلن بار کی دوسری منزل کے ایک رہائشی کمرے کی بالکونی میں جا کر گری تھی پھر دوسری گیند کا بھی یہی حشر ہوا لیکن اسے تیسری منزل کی جانب پھینکا گیا تھا رات کے ویرانے میں محض دو بار پھچاک کی ایسی آواز ابھری تھی۔ جیسے ربڑ کو جھاڑنے سے پیدا ہوتی ہے

اس کے بعد دوبارہ سناٹا طاری ہو گیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر چیٹر والے نے اطمینان کا سانس لیا پھر واپسی کے لئے دوبارہ زینوں کی طرف آ گیا زینوں کو طے کرتا ہوا وہ عمارت سے باہر نکلا پھر اس گلی میں گھوم گیا جہاں اس نے اپنی موٹر سائیکل کھڑی کی تھی انجن اسٹارٹ کر کے اس نے گیئر تبدیل کیا پھر موٹر سائیکل کو گلی کی دوسری جانب لیتا چلا گیا۔

پندرہ منٹ بعد اس کی موٹر سائیکل ڈینس اسٹریٹ کے بڑے چوراستے سے گھوم کر دوبارہ اسی روڈ پر آ گئی جہاں ہیلن بار واقع تھا گاڑی کی رفتار اسبار بیس بائیس میل سے زیادہ نہیں رہی ہو گی دور دور تک سڑک بالکل ویران نظر آ رہی تھی۔

موٹر سائیکل اور ہیلن بار کا درمیانی فاصلہ بتدریج گھٹتا جا رہا تھا۔ چیٹر والا گاڑی کو الٹے ہاتھ سے کنٹرول کر رہا تھا سیدھا ہاتھ چیٹر کی جیب میں موجود تھا ـــــ ہیلن بار کی عمارت ہر لمحہ قریب ہوتی جا رہی تھی ..... قریب.... قریب ..... اور قریب ..... اور قریب ـــــ پھر ہیلن بار قریب تر آ گیا۔ موٹر سائیکل سوار کی خونخوار نگاہیں بار کی خوبصورت عمارت کو نفرت اور حقارت بھرے انداز میں گھور رہی تھیں پھر جیسے ہی اس کی گاڑی ہیلن بار کی عمارت کے عین سامنے پہنچی اس کا سیدھا ہاتھ چیٹر کی جیب سے باہر آ گیا رفتار محض ایک سیکنڈ کے لئے کم ہوئی اور پھر چیٹر والے نے سیدھے ہاتھ میں دبی ہوئی کسی ٹھوس شے کو عمارت کی دوسری منزل کی طرف اچھال دیا جہاں کچھ دیر پیشتر اس نے پلاسٹک کی گیند نما شے پھینکی تھی۔

فضا میں کسی آتشگیر مادے کی گونج ہوئی پھر دوسری منزل سے آگ کا شعلہ بلند ہوا جس نے تیسری منزل والے آتشی مادے کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ پلک جھپکنے کی دیر ہوتی تھی جب ہیلن بار کی پوری عمارت آگ کے شعلوں میں گھر چکی تھی

چسٹر والے نے اطمینان کا سانس لیا پھر اس نے جلدی سے گاڑی کی رفتار تیز کردی ـــــ اور تیز..... اور تیز.... تیس میل.... چالیس میل.. پچاس میل ـــــ پچپن میل ـــــ موٹر سائیکل کے پہیے سڑک سے لپٹنے لگے تھے لیکن چسٹر والا ہر لمحے اس کی رفتار بڑھاتا جارہا تھا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ اس وقت موٹر سائیکل کی سیٹ پر نہیں بلکہ کسی طیارے کی کرسی پر آرام سے بیٹھا ہو ـــــ!

ہیلن بار کی آگ اگلتی ہوئی عمارت کو وہ بہت دور پیچھے چھوڑ آیا تھا۔

شہباز کے تیور اس وقت بھی خراب ہی نظر آرہے تھے جب وہ عمران کے ملیٹ میں اس کے سامنے موجود تھا۔ جوزف دروازے پر جما کھڑا رہا۔

عمران نے شہباز کی تلاشی لے کر اس کی تمام جیبیں خالی کر دی تھیں جیب سے جو چیزیں برآمد ہوئی تھیں ان میں ایک ریوالور اور ایک خنجر بھی تھا اس کے علاوہ باقی چیزیں روزمرہ کے استعمال کی تھیں نقدی کی شکل میں اس کے پرس سے دو ہزار کے نئے نئے کرنسی نوٹ برآمد ہوئے تھے عمران نے خاص طور پر ان نوٹوں کے سیریل نمبر ذہن نشین کر لئے تھے ..... شہباز نے اس عرصہ میں کوئی احتجاج نہیں کیا لیکن اس کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ اس وقت بھی انتقام کی اسکیمیں ذہن میں مرتب کر رہا ہے۔

"میرا خیال ہے کہ تم اس فلیٹ میں ایک بار پہلے بھی آچکے ہو۔ کیوں ۔" عمران نے شہباز کو مخاطب کیا۔ اس کے جسم پر اس وقت بھی پائجامہ اور شیروانی ہی نظر آرہی تھی چہرے پر ریڈی میڈ میک اپ کی جھلک بھی موجود تھی

عمران کا لہجہ بھی بدلا ہوا تھا۔!

"نہیں ـــ میں یہاں پہلی بار آیا ہوں ـــ"

"اچھا چلو یہی بتا دو آجکل تم کس کے لئے کام کر رہے ہو۔"

"تم کون ہوتے ہو ان باتوں کو پوچھنے والے۔"

"مجھے معلوم ہے کہ تم اس شخصیت کا نام نہیں بتا سکتے جو آجکل تمہیں موٹی موٹی رقمیں دے رہا ہے ـــ"

"تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو ـــ" شہباز نے بات بدلتے ہوئے پوچھا

"صرف یہ پوچھنے کے لئے کہ تم اس فلیٹ میں کس لئے آتے تھے!"

"میں نہیں سمجھ سکا کہ تم کیا کہہ رہے ہو ـــ"

"دوسرا سوال یہ ہے کہ تمہیں فلیٹ میں کس چیز کی تلاش تھی" عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"جب میں یہاں پہلے کبھی آیا ہی نہیں تو ـــ"

"تیسرا سوال یہ ہے کہ کیا تم واقعی اس شخص سے ناواقف ہو جس کے لئے کام کر رہے ہو ـــ"

"تم غلط آدمی کو لے آئے ہو مسٹر ـــ" شہباز غرایا تھا ـــ "میرا ان تمام باتوں سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

"جوزف! ـــ شروع ہو جاؤ ـــ" عمران نے لاپرواہی سے کہا پھر جیب سے چیونگم نکال کر منہ میں ڈال لیا ـــ"

جوزف غراتا ہوا آگے بڑھنے لگا.... شہباز نے بھی پوزیشن سنبھال لی تھی

"ایک بات اچھی طرح سمجھ لو اگر تم میں سے کسی نے چیخنے چلانے کی کوشش کی تو بے دریغ گولی مار دوں گا۔ بس خاموشی سے فری اسٹائل میں شروع ہو جاؤ۔"

جوزف اور شہباز دونوں ہی ایک دوسرے کو خونخوار نظروں سے گھور رہے تھے ـــــ ایک دوسرے کے قریب آ کر وہ دونوں اس طرح دائرے کی شکل میں بازو اٹھا کر گھومنے لگے جیسے حملہ کرنے کے لئے موقعہ کی تلاش میں ہوں عمران کی حیثیت محض ایک تماشائی کی سی تھی وہ بڑی توجہ سے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

اچانک شہباز نے آگے جھپٹنے کے لئے قدم اٹھائے تھے۔ جوزف نے اس پر چھلانگ لگا دی لیکن شہباز نے بڑی پھرتی سے اسے جھکائی دے کر وار بچایا پھر اس کی ٹانگ چل گئی اور جوزف اپنی جھونک میں اڑ کھڑا کر فرش پر اوندھے منہ گرا شہباز نے اس پر جوابی چھلانگ لگائی اور اس کی پیٹھ پر سوار ہو گیا پھر اس سے پہلے کہ جوزف کوئی پینترا بدلتا شہباز نے اس کی گردن پر تابڑ توڑ مکے برسانے شروع کر دیئے جوزف نیچے سے نکل جانے کے لئے کسی کچھوے کی طرح ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ لیکن شہباز کوئی بچہ تو تھا نہیں جو اس کے ہاتھ پاؤں مارنے سے خوفزدہ ہو کر بھاگ کھڑا ہوتا۔ وہ جوزف کو بری طرح گھٹنوں کے نیچے دبا کر رگیدے رہا تھا۔

"جوزف ـــــ" عمران نے اسے للکارا ـــــ "اگر تو پٹ گیا شہباز سے تو پانچ سو بیٹھکیں یومیہ لگانی ہوں گی اور شراب کا ایک قطرہ بھی میسر نہیں آئے گا تجھے!"

"بب ـــــ باس ـــــ میں اسے ..... اوغ .... غار .... غالوں گا اوغ"

جوزف کی گردن پر پڑنے والی تابڑ توڑ ضربات نے اس کے لہجے کو بگاڑ دیا تھا۔ شہباز اسے جلد از جلد بیہوش کر دینا چاہتا تھا پھر شاید کسی خطرناک ارادے ہی

سے اس نے جوزف کے بالوں کو اپنی گرفت میں جکڑنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن جوزف کے لئے اتنی ہی مہلت بہت کافی تھی وہ کسی آتش فشاں پہاڑ ہی کی طرح نیچے سے اُبلا اور شہباز اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا قلابازی کھا کر دوسری طرف الٹ گیا جوزف اور شہباز دونوں ہی نے فرش سے اٹھنے میں حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا۔

ایک بار پھر وہ دائرے کی صورت میں گھومنے لگے۔

"مم ــ میں اس بار تیرا بھرتہ بنا دوں گا ــ"

"اے جوزف! ــ خبردار ــ" عمران بول پڑا ــ "میں نے منع کیا تھا کہ منہ سے کوئی آواز نہیں نکلنی چاہیئے ــ"

شہباز بھی کسی خبیکلی درندے کی طرح حملہ کر دینے کے لئے پینترا بدل رہا تھا لیکن اس بار اس کے ستارے شاید گردش میں تھے۔ اس نے جوزف کو جھکائی دے کر اس پر اڑ کر چھلانگ لگائی تھی کامیابی کی صورت میں اس کی نلائنگ کک جوزف کے لئے یقیناً توبہ شکن ثابت ہوتی لیکن جوزف کو بروقت سوجھی تھی اس نے بڑی خوبصورتی سے جھک کر خود کو حملے سے نہ صرف یہ کہ بچا لیا تھا بلکہ شہباز کی دونوں ٹانگوں کو بھی جکڑ لیا پھر وہی ہوا جو ہونا چاہیئے تھا۔ شہباز سر کے بل فرش پر گرا ــ جوزف نے دوسرے ہی لمحے اسے ٹانگیں جکڑ کر فضا میں نچانا شروع کر دیا۔ اس کے بعد وہ شہباز کو اسی طرح پھرکی کی مانند نچاتا ہوا دیوار کے قریب آ گیا اور اب ہر چکر میں شہباز کی کھوپڑی دیوار سے ٹکرا رہی تھی۔ دو چار ہی ٹکروں نے شہباز کے کس بل نکال دیئے قوت مدافعت جواب دیتی جا رہی تھی۔

"ب..... بتاتا ہوں..... چھج..... چھوڑ دے مجھے۔" شہباز نے چلاتے ہوئے کہا۔

"جوزف ـــ چھوڑ دے اسے ـــ" عمران نے جوزف کو مخاطب کیا۔

"نہیں چھوڑوں گا باس ـــ اس نے میری گردن توڑنے کی کوشش کی تھی میں اس تخم ناتحقیق کی کھوپڑی کے ٹکڑے اڑا ڈالوں گا۔

"جوزف میں کہتا ہوں چھوڑ دے ورنہ میں بھی شروع ہو جاؤں گا۔ تیرے ساتھ اس بار عمران کا جملہ کارآمد ثابت ہوا ـــ" جوزف نے ایک لہر یا دے کر شہباز کو اس کی طرف فرش پر اچھال دیا پھر آستین سے منہ صاف کرتا ہوا دوبارہ دروازے پر جا کر جم گیا ـــ!

شہباز فرش پر پڑا لمبی لمبی سانسیں لے رہا تھا۔

"اب بتاؤ تم یہاں کس کی ایماء پر آئے تھے۔"

"مجھے نہیں معلوم کہ وہ کون تھا ـــ" شہباز نے اپنی اکھڑی ہوئی سانسوں پر قابو پاتے ہوئے جواب دیا ـــ" اس نے مجھے فون پر بک کیا تھا پھر حسب وعدہ رقم بھی مجھے مل گئی۔

"رقم کس طرح پہونچی تھی تمہارے پاس ـــ!"

"ہیلیق مارکے ایک ملازم کے ذریعہ مجھے بند لفافہ ملا تھا جس میں طے شدہ رقم موجود تھی۔

"تمہیں یہاں کس چیز کی تلاش تھی۔"

"ایسی تمام فائلوں کی جن پر تھری سرکل والے ایٹمی نشانات بنے ہوں ـــ"

"کیا ـــــ؟" عمران اس طرح چونکا تھا جیسے شہباز کے اس جملے نے اس کے ذہن میں آگ بھڑکا دی ہو ـــ ایک منٹ تک وہ گہری سنجیدگی سے کچھ سوچتا رہا پھر بولا ـــ "اور کیا کہا گیا تھا تم سے۔"

"مجھے صرف اتنی ہی ہدایت ملی تھی کہ ان فائیلوں کو یہاں سے اٹھا کر اپنے ساتھ لے جاؤں ـــ! اس کے بعد وہ کسی طرح فائیلیں مجھ سے حاصل کر لیتا۔"

"فون پر تم نے کس قسم کی آواز سنی تھی ـــ" عمران نے تیزی سے پوچھا

"بولنے والے کا لہجہ بھاری اور بھرس تھا..... لیکن مجھے ایسا ہی محسوس ہوا تھا جیسے وہ آواز بدل کر بولنے کی کوشش کر رہا ہو ـــ"

"تمہیں کیا یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ یہ فلیٹ کس کا ہے"

"اس سلسلے میں عمران کا ریفرنس ملا تھا مجھے"

"ہوں ـــ کبھی دیکھا ہے عمران کو ـــ"

"سینکڑوں بار دیکھ چکا ہوں مسٹر ـــ" شہباز نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا ـــ "میرے کام کی نوعیت ہی ایسی ہے کہ مجھے خفیہ والوں اور پولیس کے ایجنٹوں کو نظر میں رکھنا پڑتا ہے۔"

"جواب میں عمران نے بائیں کان کے اوپر بالوں میں ہاتھ لے جا کر میک اپ کی وہ باریک جھلی چہرے سے علیحدہ کر دی جس نے اس کے چہرے کو بدل ڈالا تھا اصلی شکل میں عمران کو دیکھتے ہی شہباز دم بخود رہ گیا اس کے چہرے کی رنگت پیلی پڑ گئی ـــ منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا اور خوفزدہ نگاہیں عمران کے چہرے پر جیسے جم کر رہ گئیں تھیں۔"

"شہباز ـــ کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ گذشتہ رات تم کہاں تھے ـــ"

"کک ..... کیا ..... میں ..... شہباز اس کے آگے کچھ بھی نہ کہہ سکا اس کے چہرے پر موت کی ویرانی پھیل رہی تھی۔

"اب فضول ہے۔" عمران سرد آواز میں بولا ـــ کیا تمہاری جیب سے برآمد ہونے والا خنجر اسی ساخت کا نہیں ہے ـــ جس سے پروفیسر شیرازی اور اس کی ساتھی لڑکی کو ہلاک کیا گیا تھا۔

"نن ..... نہیں ..... یہ غلط ہے۔ میں نے کسی کا خون نہیں کیا۔

شہباز بوکھلا کر الٹے سیدھے الفاظ کہنے لگا۔ میں نے آج تک کبھی سونا پور کے ساحلی علاقے پر قدم بھی نہیں رکھا ـــ محض خنجر کی وجہ سے مجھے پھانسی نہیں ہو سکتی"

"کیا پروفیسر شیرازی کے بارے میں بھی تمہیں اسی نے ہدایت دی تھی جس نے ایم ٹی نشانات والے فائل اڑانے کو کہا تھا۔

"یہ سب کچھ بکواس ہے ـــ میں کچھ نہیں جانتا ـــ"

"جوزف! ـــ کیپٹن فیاض کو فون کرکے کہو کہ پروفیسر شیرازی کا قاتل اس وقت میرے فلیٹ میں موجود ہے۔" عمران نے جوزف کو مخاطب کیا۔

اب تک جو کچھ بھی ہوا تھا اس میں عمران کی نفسیات کو بہت زیادہ دخل تھا اس بار بھی ایسا ہی ہوا تھا قبل اس کے کہ جوزف عمران کی ہدایت پر فون تک پہنچتا شہباز نے تیزی سے اٹھ کر اس پر چھلانگ لگا دی حملہ چونکہ اچانک ہوا تھا اس لئے جوزف کی جگہ اگر کوئی دوسرا بھی ہوتا تو وہ بھی جھونک میں الٹ جاتا جوزف کے ساتھ بھی یہی ہوا لیکن پھر اس سے پہلے کہ شہباز کوئی دوسری کارروائی کرتا عمران نے جھپٹ کر اس کی پشت پر گردن

کے جوڑ پر جوڈو کے انداز میں ایک بھرپور وار کیا شہباز بلبلا کر ہذیانی انداز میں چیختا ہوا پلٹا لیکن اس بار عمران کی ٹھوکر اس کے منہ پر پڑی شہباز تیورا کر فرش پر گرا اس کے بعد عمران نے اسے ٹھوکروں پر رکھ لیا اس کے پاؤں مشینی انداز میں حرکت کر رہے تھے جب تک شہباز ڈکراتا ہوا فرش پر بیہوش ہو کر ڈھیر نہیں ہو گیا عمران کا جارحانہ حملہ بھی جاری رہا تھا۔

جوزف شہباز کے چہرے کی طرف دیکھ کر کچھ ایسے ہی انداز میں پلکیں جھپکا رہا تھا جیسے یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو کہ وہ واقعی شہباز ہی کا چہرہ ہو سکتا ہے عمران کی ٹھوکروں نے اس کے چہرے کو تباہ کر ڈالا تھا ہونٹ اور گال جگہ جگہ سے پھٹ گئے تھے آنکھوں کے نیچے کا حصہ بری طرح متورم ہو گیا تھا خون کے لوتھڑے جا بجا اس کے چہرے پر چپکے نظر آ رہے تھے۔

"جوزف! ــــ تو نے ابھی تک فیاض کو فون نہیں کیا ــــ" عمران کی گرجدار آواز سن کر جوزف چونکا پھر تیزی سے آگے بڑھ کر فون پر فیاض کے نمبر گھمانے لگا۔

عمران پر خیال انداز میں ہونٹ چبا رہا تھا۔

فیاض شہباز کو ساتھ لے جانے کے چار گھنٹے بعد دوبارہ عمران کے فلیٹ پر موجود تھا۔ عمران نے اسے دیکھ کر برا سا منہ بنانا شروع کر دیا لیکن فیاض کی باچھیں کھلی جا رہی تھیں ——!

"میں تمہارا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں ——" فیاض نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا شہباز نے شیرازی اور لڑکی کے قتل کا اعتراف کر لیا —— لیکن بیگم شیرازی کے سلسلے میں وہ ابھی تک انکار کئے جا رہا ہے۔"

"پھر میں کیا کروں ——؟"

"تم واقعی گریٹ ہو عمران ——" میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ شیرازی کا قاتل اتنی جلدی گرفتار ہو جائے گا۔ آئی جی صاحب نے بیحد تعریفیں کی ہیں میری۔ لیکن بیگم شیرازی کے قتل کا معمہ ابھی تک حل نہیں ہو سکا۔!

"میری رانو تو بیگم شیرازی کا قتل بھی شہباز کے سر تھوپ دو۔ ویسے بھی اسے پھانسی ہی ہو گی۔!"

"حقیقت کیا ہے کیا بیگم شیرازی کے قتل میں اس کا ہاتھ نہیں ہے ——"

"میرا خیال ہے کہ بیگم شیرازی کا قتل اس شخص نے کیا ہے جس نے شہ۔"
اور اس کی ساتھی لڑکی کے قتل پر ملبوس کیا تھا۔"

"لیکن وہ ہے کون ۔۔۔؟"

"لمبا چکر ہے سوپر فیاض ۔۔۔ تم اس معاملے میں ٹانگ پھنسانے کی کوشش نہ کرو۔ شہباز تمہارے قبضے میں ہے۔ اس کے سر تینوں خون تھوپ کر سرخروئی حاصل کرلو اور افسروں پر یقیناً تمہاری دھاک بیٹھ چکی ہوگی۔

"اسی لئے تو تمہارا شکریہ ادا کرنے آیا تھا ۔۔۔ مگر ابھی تک میں رپورٹ مرتب نہیں کر سکا ہوں ۔۔۔"

"شہباز کو اس لڑکی کا عاشق ظاہر کرو جو پردیسر کے ساتھ ہٹ میں تھی باقی رپورٹ خود بخود آسان ہو جاتی ہے شہباز کو لڑکی کے بارے میں علم ہو گیا وہ پردیسر سے الجھ پڑا اور پھر ان دونوں کو قتل کر کے فرار ہو گیا۔

"میں نے بھی کچھ ایسا ہی سوچا تھا۔"

"نظر اتراتے رہا کرو بیوی سے اللہ رکھے اب تو تم بھی بالغ ہوتے جا رہے ہو"

"تم نے ایک نئی اطلاع نہیں سنی شاید۔" فیاض نے کچھ سوچتے ہوئے کہا گذشتہ رات کسی نے ہیلن بار کو آگ لگا دی ۔۔۔ پوری عمارت جل کر راکھ بن گئی ہے

"ہیلن بار ۔۔۔ عمران چونکا لیکن پھر فوراً ہی اس کے چہرے پر دوبارہ حماقت کے ڈونگرے برسنے لگے میری نالج میں یہ بات بھی آچکی ہے لیکن میں نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی۔ بار وغیرہ میں آگ لگنا بھی کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے۔"

"ہیلن بار کے مینجر نے کچھ اور ہی بیان دیا ہے" فیاض نے کہنا شروع کیا۔

شہباز کو کچھ لوگ زبردستی بار سے اغواء کر کے لے گئے۔ اس کے دو گھنٹے بعد نے فون پر اس بات کی ہدایت کی تھی کہ وہ شہباز کے کمرے میں آگ لگا دے ملے میں فون کرنے والے نے ہونے والے نقصان کی ادائیگی کا وعدہ بھی کیا تھا مینجر نے اسے دیوانہ سمجھ کر لائن بند کر دی تھی ..... اور اس کے ایک گھنٹہ بعد ہی ہیلن بار کو آگ لگا دی گئی۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔"

"وہی شخصیت ہو سکتی ہے جس نے شہباز سے پروفیسر اور لڑکی کو ختم کرایا ہو گا۔" فیاض نے کہا۔ ممکن ہے شہباز کے پاس اس کے خلاف کوئی اہم ثبوت موجود رہا ہو چنانچہ شہباز کے اغواء کے بعد اس نے تمام سامان کو آگ لگا دینے کا پروگرام بنایا ہو گا۔ لیکن مینجر کے جواب نے اسے بھڑکا دیا پھر اس نے پوری عمارت کو نظر آتش کرنے کی ٹھان لی ہو گی۔!"

"یار فیاض۔۔۔! عمران نے پلکیں جھپکاتے ہوئے فیاض کو گھورا۔ "تم تو واقعی اب بالغ ہوتے جا رہے ہو اسی طرح اگر نتیجہ کی تہہ تک پہونچتے رہے تو بہت جلد ترقی کر جاؤ گے۔"

"لیکن شہباز کے اغواء میں کہیں تمہارا ہاتھ تو نہیں تھا۔" فیاض نے کچھ سوچتے ہوئے عمران کو گھورا۔

"کچھ ایسی بات تھی جو میں تمہیں ہیلن بار آنے کی دعوت نہیں دے سکا در اصل اس وقت تک خود مجھے بھی اس بات کا یقین نہیں تھا کہ پروفیسر شیرازی کا قاتل بھی وہی ہو گا۔"

"اوہ ــــ گویا تمہیں کسی اور معاملے میں بھی اس کی تلاش تھی۔"

"ممکن ہے تمہارا خیال ٹھیک ہی ہو۔"

"کیا تم مجھے نہیں بتاؤ گے کہ آخر یہ سب کیا چکر ہے۔"

"میرا قیمتی مشورہ یہی ہے۔ کہ تم اس چکر سے دور رہو ورنہ گھن چکر بن کر رہ جاؤ گے ــــ"

"سمجھ گیا! ــــ تم شائد آجکل سیکرٹ سروس والوں کے لئے کام کر رہے ہو ــــ؟ کیوں؟"

"فیاض! ــــ کیا میں ڈیڈی کو فون کر کے بتا دوں کہ تم اس وقت میرے فلیٹ پر موجود ہو ــــ"

"کیوں ــــ اس کی کیا ضرورت ہے ــــ"

"ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے سو پر ــــ لیکن ماں کے ساتھ باپ کا ہونا بھی ضروری ہے اسی لئے مجھے ڈیڈی کو بھی درمیان میں لانا پڑا۔ ویسے فی الحال میں صرف آرام کے موڈ میں ہوں ــــ تمہارے چکر میں گذشتہ رات ایک منٹ کے لئے بھی نہیں سو سکا۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا پھر ایک لمبی جماہی بھی لے ڈالی

"اچھا ــــ میں چلتا ہوں ــــ" فیاض اٹھتے ہوئے بولا ــــ "شام کو ملو گے ــــ"

"کوشش کروں گا ــــ وعدہ نہیں کرتا ــــ"

پھر فیاض وہاں زیادہ دیر نہیں رکا تھا ــــ" اس کے جانے کے بعد عمران نے تیزی سے اٹھ کر دروازے کو اندر سے بولٹ کیا پھر دوسرے کمرے میں آکر

پرائیویٹ فون سے جولیا کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔ کال ریسیو ہونے میں زیادہ وقت نہیں لگا۔ دوسری جانب سے خود جولیا ہی نے فون ریسیو کیا تھا۔

"ایکسٹو دس اینڈ۔" عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا کیا تم اس وقت سونے کی تیاری کر رہی تھیں۔"

"یس باس۔ لیکن اب میں پوری طرح ہوش میں ہوں۔"

"میں ایک بہت ضروری کام سونپ رہا ہوں تمہیں۔" عمران ایکسٹو کی آواز میں بولا۔ "تم لوگوں کو شہر میں کسی ایسے آدمی کی تلاش کرنی ہے جس کا پورا چہرہ جھلسا ہوا ہو اس کی بائیں آنکھ کے اوپر کوڑھ کے سفید دھبے بھی ہیں عمر چالیس کے قریب ہوگی۔ چہرے پر ہر وقت ایسی اکتاہٹ ملے گی جیسے وہ دنیا سے بیزار ہو چکا ہو۔"

"چیف۔ میں نے ایک ایسے آدمی کو کچھ روز پیشتر شیزان میں دیکھا تھا۔"

"اوہ۔" عمران نے جان بوجھ کر انجان بنتے ہوئے کہا۔ "کیا وہ وہاں تنہا نظر آیا تھا۔"

"نہیں۔ پروفیسر شارق کی لڑکی شاہدہ بھی تھی اس کے ساتھ۔" جواب میں جولیا نے تیزی سے کہا۔ "ایک بات خاص طور پر میں نے محسوس کی تھی عمران بھی وہاں موجود تھا اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو وہ بھی اسی کی ٹوہ میں تھا۔"

"ٹھیک سوچا ہے تم نے۔ لیکن اس روز وہ عمران کو ڈاج دینے میں

میں کامیاب ہو گیا تھا اور اس کے بعد سے ابتک کہیں نظر نہیں آیا میرے خیال میں اب وہ میک اپ میں رہتا ہوگا۔ بہرحال اس کی تلاش بیحد ضروری ہے"

"شاہدہ کو کیوں نہ ٹٹولا جائے ـــ ممکن ہے وہ اس کو جانتی ہو"

"یہ نکتہ میرے ذہن میں بھی ہے ـــ میں نے خاص طور پر عمران کو شاہدہ پر تعینات کر دیا ہے"

"کیا عمران اس بار بھی ہمارے ساتھ کام کرے گا۔"

"جولیا ـــ کیا میں نے تم سے کوئی مشورہ طلب کیا ہے ـــ" عمران خطرناک لہجے میں غرایا ـــ"

"مم ـــ معافی چاہتی ہوں جناب ـــ"

"آئندہ حماقت کی باتوں سے پرہیز کرنا ..... بتائے ہوئے حلیے کی تفصیل تم ٹیم کے تمام ممبران تک پہنچا دو ـــ! بہتر یہ ہوگا کہ ان کو شہر کے مختلف حصے میں پھیلا دو لیکن نکسن اسٹریٹ کا علاقہ صفدر کے پاس رہنا چاہیئے۔"

"بہتر ہے ـــ! میں ابھی تمام ساتھیوں کو مطلع کئے دیتی ہوں ـــ!"

"ایک بات کی ہدایت اور کر دینا ـــ ٹیم کے افراد ہر اس آدمی کا پتہ اور نشان معلوم کرنے کی کوشش کریں گے جن پر انہیں میک اپ میں ہونے کا شبہ ہو تم اور تنویر اپنے ذمے ہوٹلوں اور نائٹ کلبوں کو لے لو ـــ"

"آل رائٹ باس ـــ میں آج شام ہی سے اپنا کام شروع کئے دیتی ہوں"

"ٹھیک ہے ـــ اور کوئی خاص بات ـــ"

"کسی نے ہیلن بار کو آگ لگا دی ہے ـــ مجھے ابھی کچھ دیر پہلے صفدر سے

اس کی اطلاع دی تھی۔

"سن چکا ہوں یہ خبر ــــ"

"ایک بات اور بھی ہے جناب..... عمران اور جوزف گذشتہ رات ہیلن بار میں موجود تھے ان دونوں نے وہاں سے شہباز کو اغواء کر لیا ہے۔ اس ہنگامے کے بعد ہی وہاں آتشزدگی کی واردات ہوئی ہے۔"

"کیا مطلب ــــ" کیا تمہارے خیال میں عمران نے وہاں آگ لگائی ہوگی"

"میں نے صفدر سے ملنے والی تفصیل دہرائی ہے جناب ــــ"

"عمران کو میں نے ہی اس کام پر مامور کیا تھا ویسے تمہاری اطلاع کے لئے اتنا بتا رہا ہوں کہ شہباز ہی پروفیسر شیرازی اور اس کے ساتھ پائی جانے والی لڑکی کا قاتل ہے ــــ" میں نے عمران کے ذریعہ شہباز کو فیاض کے حوالے کروا دیا ہے"

"کیا بیگم شیرازی کو بھی شہباز ہی نے قتل کیا ہے۔؟"

"نہیں ــــ ابھی تک اس سلسلے میں مجھے کوئی مکمل رپورٹ نہیں مل سکی۔

"چیف ــــ کیا میں ایک سوال پوچھ سکتی ہوں۔"

"کیا معلوم کرنا چاہتی ہو ــــ"

"میں صرف یہ جاننا چاہتی ہوں باس کہ کیا پروفیسر شیرازی کا قتل بھی میجک آئی[1] والے سلسلے کی کوئی کڑی ہے۔

"گڈ۔ عمران نے تعریفی انداز میں کہا۔ میں تمہیں اسی لئے دوسروں پر فوقیت دیتا ہوں کہ تم معاملے کی تہہ تک پہنچ جانے کی صلاحیت رکھتی ہو ہاں جو لیا ــــ تمہارا

---

[1] پڑھیے ایس قریشی کی عمران سیریز کے سابقہ ناول میجک آئی۔ اور فورسٹ کرائی سائیکو کے پچھلے حصے۔

اندازہ کسی حد تک ٹھیک ہی ہے ۔۔۔"

"میرے لائق کوئی اور حکم ۔۔۔"

"نہیں فی الحال اتنا ہی کافی ہے۔ ویسے ٹیم کے تمام افراد کی رپورٹ تم حاصل کر کے مجھ تک پہنچاؤ گی ۔۔۔" مجھے دن میں کم از کم تین بار تم لوگوں کی کارکردگی کی رپورٹ ملتی رہنا چاہیئے ۔۔۔!

"ایسا ہی ہوگا چیف ۔۔۔؟"

"دیٹ از آل ۔۔۔"

عمران نے فون بند کر دیا پھر دوسرے کمرے میں آ گیا اس کا ذہن اب اسی اجنبی میں الجھ کر رہ گیا تھا جو شیزان میں شاہدہ کے ساتھ اسے نظر آیا تھا۔ نہ جانے کیوں اس کا دل بار بار یہی گواہی دے رہا تھا کہ میجک آئی سے شروع ہونے والے تمام ہنگاموں کی ذمہ داری اسی فرد واحد کی ذات سے وابستہ ہوگی۔

نکسن اسٹریٹ کی ایک سو تیرھویں عمارت یونیورسٹی میں شعبۂ ملکیات کے سربراہ ڈاکٹر ابراہیم کی ملکیت تھی۔

اس وقت رات کے ساڑھے گیارہ کا عمل تھا۔ لیکن ڈاکٹر ابراہیم اپنی اسٹڈی میں ایک موٹی جلد والی کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھے۔ میز پر ایک نوٹ بک رکھی ہوئی تھی اور اس کے اوپر ایک کھلا ہوا قلم رکھا ہوا تھا ڈاکٹر اس میں کچھ نوٹ کرتا جا رہا تھا۔

سائرہ کی دردناک موت[1] نے ڈاکٹر کو وقت سے پہلے ہی بوڑھا کر دیا تھا سیاہ بالوں کے درمیانی بال اب سفید لہریے کی طرح نظر آنے لگے تھے۔ رات کو آٹھ بجے بتی آف کر کے بستر پر لیٹ جانا ان کے روزمرہ کا معمول تھا لیکن سائرہ کی موت کے بعد سے ان کا معمول ہو گیا تھا کہ وہ دیر تک جاگتے رہتے۔ بستر کے قریب وہ اسی وقت جاتے جب ذہن تھک کر نڈھال ہو جاتا آج بھی یہی ہوا تھا وہ اپنی اسٹڈی میں چھ بجے سے بیٹھے مطالعہ میں مصروف تھے چہرے پر جگہ جگہ جھریاں نظر آ رہی تھیں

---

[1] سائرہ کی موت کے واقعات کے لئے اس سلسلے کا دوسرا حصہ "نورسٹ کرائی" پڑھیں۔

راتوں کو دیر تک جاگنے سے ان کی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑ چکے تھے۔

میز پر سامنے رکھی ہوئی کتاب کے صفحات یکے بعد دیگرے پلٹ رہے تھے پھر اچانک فون کی گھنٹی بجی اور ڈاکٹر کی محویت کا سلسلہ ختم ہو گیا انہوں نے قریب رکھی ہوئی گول میز سے فون کا ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو..... ماؤتھ پیس سے ان کی لرزتی ہوئی مگر ٹھوس آواز ٹکرائی

"کیا میں مسٹر البرٹ سے بات کر سکتا ہوں" دوسری جانب سے کسی نے بھاری آواز میں کہا۔

"البرٹ ــــ" ڈاکٹر کی پیشانی پر ناگواری کے تاثرات ابھر کر گہرے ہو گئے

"رونگ نمبر ــــ" اس نے جھلاتے ہوئے انداز میں جواب دیا پھر ریسیور رکھ کر دوبارہ مطالعہ میں مصروف ہو گیا۔

"بھیگی ہوئی رات آہستہ آہستہ گزرتی جا رہی تھی۔ ڈاکٹر ابراہم ایک بار پھر کتاب کے مطالعہ میں غرق ہو گیا وہ کچھ اتنا ہی محو تھا کہ اسے قدموں کی ان دبی دبی آہٹوں کا احساس بھی نہیں ہوا تھا۔ جو اسٹڈی میں ابھری تھیں۔

وہ نو وارد وجود دبے قدموں ڈاکٹر ابراہم کی سٹڈی میں داخل ہوا تھا درمیانہ قد اور دوہرے بدن کا مالک تھا اس کے جسم پر نیپڑلیوں تک لانبا چسٹر نظر آ رہا تھا سر پر سٹیل گرے کلر کی فلیٹ ہیٹ جمی ہوئی تھی پتلون کا رنگ چسٹر سے ملتا جلتا تھا ڈاکٹر کی پشت پر پہنچ کر وہ رک گیا اس کے دونوں ہاتھوں میں ربڑ کے باریک دستانے نظر آ رہے تھے چہرے کے نقش خاصے دلکش تھے لیکن ان پر زندگی کے تاثرات کا دور دور تک کوئی نشان نہیں تھا۔

مجموعی طور پر وہ کسی سنجیدہ فلم کا غیر سنجیدہ ولن ہی لگ رہا تھا۔

ڈاکٹر ابراہیم اپنے مطالعہ میں کھویا ہوا تھا۔ پھر وہ اسی وقت چونکا تھا جب دیوار گیر کلاک نے بارہ کے گھنٹے بجانے شروع کیے تھے اس نے دونوں ہاتھ پھیلا کر ایک طویل جماہی لی پھر کتاب بند کر کے کرسی سے اٹھا لیکن دوسرے ہی لمحے اس کے چہرے پر حیرت اور الجھن کے تاثرات پھیل کر گہرے ہوتے چلے گئے۔ نووارد پر نظر پڑتے ہی وہ اس طرح چونکا تھا جیسے اسے اپنی قوت بینائی پر یقین نہ آ رہا ہو آنکھیں جھپکے بغیر نووارد کے چہرے پر جمی ہوئی تھی۔

"تم ——" ڈاکٹر نے بس اتنا ہی کہا تھا۔

"ہاں —— خدا کا شکر ہے کہ تم نے مجھے پہچان لیا ——" نووارد نے بھاری آواز میں جواب دیا پھر آگے بڑھ کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا لیکن نگاہیں بدستور ڈاکٹر کے چہرے پر مرکوز تھیں —— دونوں ہاتھ جیکٹ کے جیب ہی میں تھے۔

"مجھے خوشی ہے تمہارا چہرہ دوبارہ اصلی حالت میں آ گیا۔ لیکن آج پانچ سال بعد اچانک تمہیں دیکھ کر تعجب ضرور ہو رہا ہے۔

"یہ دنیا ہی تعجب اور معمے کا دوسرا نام ہے ڈاکٹر ——" نووارد نے سرد لہجے میں جواب دیا —— "تمہیں میری ظاہری حالت پر خوشی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے اس لئے کہ یہ سب کچھ جو تمہیں نظر آ رہا ہے۔ مکر و فریب پر منحصر ہے"

"کیا مطلب ہے —— میں سمجھا نہیں ——"

"بیٹھ جاؤ ڈاکٹر —— میں تمہیں سب کچھ سمجھا دوں گا ——" نووارد نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

ڈاکٹر کسی سحر زدہ مخلوق کی طرح دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اسٹڈی میں کچھ دیر تک ناگوار سی خاموشی مسلط رہی پھر نووارد ہی نے اس سکوت کو چھیڑا تھا۔

"میرا چہرہ ٹھیک نہیں ہو رہا ہے ـــــ میں اب بھی لوگوں کی نفرت اور حقارت کا شکار ہوں ـــــ اب تم شاید یہ پوچھو گے کہ میں پانچ سال تک کہاں رہا۔ کیا تمہیں سن کر تعجب نہ ہوگا کہ اتنے عرصہ تک میں اسی شہر میں مجرموں کی طرح لوگوں کی نگاہوں سے چھپتا رہا ہوں ـــــ"

"تم اسی شہر میں تھے۔" ڈاکٹر نے حیرت سے پوچھا

"ہاں ـــــ اور اب تم اس کی وجہ بھی سمجھ لو ـــــ" نووارد نے ہاتھ بڑھا کر اپنے چہرے سے ایک باریک جھلی اتار دی ڈاکٹر کے چہرے پر یکلخت ناگوار تاثرات ابھر آئے اس نے بُرا سا منہ بنا کر کچھ ایسے ہی انداز میں اپنا منہ دوسری طرف پھیرا تھا جیسے کھانے میں اسے مری ہوئی مکھی نظر آگئی ہو نووارد نے بڑی جھلاہٹ سے اپنے ہونٹ دانتوں تلے بھینچ لئے اس کی آنکھوں میں خون کے سرخ لہریئے تیرتے نظر آرہے تھے۔ باریک جھلی کو اس نے دوبارہ چہرے پر واپس جمایا پھر بھاری آواز میں ڈاکٹر سے مخاطب ہوا۔

"مجھے اس بات کی توقع تھی کہ تم بھی مجھے دیکھ کر حقارت سے منہ پھیر لو گے ـــــ اچھا ہوا جو تم نے مجھ سے محبت اور ہمدردی کا اظہار نہیں کیا ورنہ ممکن تھا کہ میں اپنے راستے سے بھٹک جاتا ـــــ!"

"میری طرف دیکھو ـــــ تمہاری نگاہوں پر اب میرا چہرہ گراں نہیں گزرے گا۔ آخری جملہ نووارد نے انتہائی جھنجھلاہٹ کے عالم میں کہا تھا۔

ڈاکٹر ابراہم نے بُرا سا منہ بنا کر نووارد کی طرف دیکھا پھر ایک ٹھنڈی سانس

لے کر رہ گیا ــــ!

"ڈاکٹر ابراہیم ..... تم نے ابھی تک مجھ سے یہ سوال نہیں کیا کہ میں یہاں کس لئے آیا ہوں ــــ"

"کوئی خاص کام ہی ہو سکتا ہے ــــ"

"ہاں ــــ نووارد ہونٹ چباتا ہوا تیزی سے اٹھا پھر کمرے میں ٹہلتے ہوئے بولا ــــ "میں تمہارے پاس صرف اس لئے آیا ہوں کہ تم فلکیاتی علم کے ماہر سمجھے جاتے ہو ــــ"

"میں سمجھا نہیں تمہارا مقصد ــــ"

"ستاروں کی رفتار دیکھ کر بتاؤ کہ میری منحوسیت کب تک دنیا والوں کے لئے عذاب بنی رہے گی۔ نووارد غرایا ــــ" آسمان سے جواب طلب کرو کہ اگر میرا چہرہ تجربات کا شکار ہو گیا تو اس میں میرا کیا قصور ہے ..... میں اگر قابل نفرت ہوں تو مر کیوں نہیں جاتا ..... اگر تمہارا علم میرے سوالات کا جواب آسمان اور ستاروں سے حاصل نہ کر سکے تو پھر دنیا میں بسنے والے ذلیل انسانوں سے پوچھو کہ میرے چہرے کے بگڑے ہوئے نقوش ان کی نفرت و حقارت کا باعث کیوں بنے ہوئے ہیں اگر میں اپنے تجربے میں کامیاب ہو جاتا تو کیا میرا فارمولا بنی نوع انسانوں کی بقا کے کام نہ آتا ــــ"

"میں اب سمجھ رہا ہوں کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو ــــ" ڈاکٹر نے سنجیدگی سے جواب دیا ــــ لیکن میرے پاس تمہارے سوالوں کا کوئی جواب نہیں ہے۔ تمہیں کسی ماہر نفسیات سے رجوع کرنا چاہیئے ــــ"

"تمہارے پاس میرے سوالات کا جواب نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود تم

مجھ سے نفرت کا حق رکھتے ہو۔ کیوں۔؟

"تمہیں میری باتوں سے کیا مطلب ۔۔۔؟"

"وضاحت مت کرو خبیث بوڑھے ۔۔۔" نودارد تڑپ اٹھا۔ تم لوگ انسان نہیں ہو کتے سے بھی بدتر ہو ..... گلیوں میں گھومنے والے کتے بھی ناپسندیدہ نقوش کو دیکھ کر بھونکنے لگتے ہیں پھر مجھے بتاؤ کہ ان کتوں اور تمہارے درمیان کیا فرق باقی رہ جاتا ہے ..... تمہارے اندر دلوں کی گہرائیوں میں جھانکنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ تم انسان نہیں وحشی اور جنگلی درندے ہو اور میں اس وقت تک تم لوگوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگتا رہوں گا۔ جب تک پوری دنیا تمہارے جیسے انسانوں کے ناپاک وجود سے پاک نہیں ہو جاتی ۔۔۔ نودارد خوفناک لہجے میں کسی بپھرے ہوئے شیر کی طرح دھاڑ رہا تھا۔

"تم میک اپ میں رہ کر بھی دنیا کی ہمدردی کا سہارا لے کر اپنا مشن جاری رکھ سکتے ہو۔"

"سچائی کی خاطر جھوٹ کا سہارا لینا میرے اصول کے خلاف ہے ڈاکٹر۔ میں مکر و فریب نہیں کر سکوں گا ..... ہاں ..... ان لوگوں سے اپنا انتقام ضرور لے سکتا ہوں ..... تمہیں شاید یہ سن کر ضرور تعجب ہوگا کہ سائرہ نے بھی میری صورت دیکھ کر ایک بار اپنی نفرت کا اظہار کیا تھا اور میں نے اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا۔"

"کیا ۔۔۔" ڈاکٹر ابراہیم اچھل پڑا ۔۔۔ تم ۔۔۔ تم سائرہ کے قاتل ہو

"ہاں ....." میں اس سے انکار نہیں کروں گا۔"

"اوہ ـــــ او ـــ ذلیل حرامزادے ـــــ میں تیرا خون کر دوں گا۔" ڈاکٹر کا چہرہ غصہ سے تمتما اٹھا ـــ شفقت پدری کے جوش نے اسے شاید اندھا ہی کر دیا تھا جو وہ نووارد کے اس ہاتھ کو بھی نظر انداز کر گیا تھا۔ جو جیکٹ کی جیب سے باہر نکل آیا تھا پھر کمرے میں کڑکڑاہٹ کی آواز ابھری تھی اور نووارد کے ہاتھ میں دبا ہوا خنجر بجلی کی روشنی میں چمک رہا تھا۔

"میرے قریب آنے کی کوشش مت کرنا ڈاکٹر ورنہ میں تمہارے جسم کے چیتھڑے اڑا ڈالوں گا ـــــ" نووارد سفاکانہ آواز میں غرایا۔

لیکن ڈاکٹر کے دل کا زخم تازہ ہو چکا تھا ـــ سائرہ کی اکڑی ہوئی نیم برہنہ لاش اس کی نگاہوں کے سامنے گھوم رہی تھی۔ انتقام کا جذبہ اس کے سینے سے ابھر کر طوفانی صورت اختیار کر گیا ـــ اس نے جھپٹ کر میز سے آبنوسی لکڑی کا موٹا رول اٹھایا پھر نووارد پر حملہ آور ہونے کی غرض سے اس پر ٹوٹ پڑا۔ لیکن نووارد پھرتی سے ایک جانب اٹھا اور ڈاکٹر اپنی جھونک میں آگے نکلتا چلا گیا وار شدید ہونے کے علاوہ مہلک بھی تھا ڈاکٹر لڑکھڑانے لگا۔ لیکن نووارد نے اس عرصے میں خنجر کے دستے کو مضبوطی سے جکڑ کر باہر کھینچا پھر اسے ڈاکٹر کے پیٹ میں گھونپ دیا۔

ڈاکٹر ایک کرسی سے ٹکرایا پھر اسے لیتا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا اس کی کیفیت اس وقت کسی ایسے جانور سے مختلف نہیں تھی جسے نیم ذبح کر کے ڈال دیا گیا ہو۔ چند ثانیے تک وہ موت کی آہنی گرفت سے چھٹکارا پانے کے لئے فرش پر پڑا ہاتھ پاؤں مارتا رہا ـــ پھر اس کا جسم ساکت پڑ گیا ـــ نووارد نے

آگے بڑھ کر خنجر نکالا ـــــ اسے صاف کیا پھر جیب میں ڈالتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا لیکن کسی فوری خیال نے اس کے قدم روک دیئے تھے وہ تیزی سے پلٹا پھر لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا فون سیٹ کے قریب آیا اور ریسیور اٹھا کر کسی کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"ہیلو..... کیپٹن فیاض اسپیکنگ ـــــ" دو منٹ بعد دوسری جانب سے گھبرائی ہوئی آواز میں جواب ملا۔ شاید فیاض نے نیند سے بیدار ہو کر وہ کال ریسیو کی تھی ـــــ"

"کیپٹن ـــــ" نوماردنے اپنا لہجہ بدلتے ہوئے مادھم پیس میں کہا۔

"میں کون ہوں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہرحال میں تمہیں ایک ضروری اطلاع دے رہا ہوں ..... نکسن اسٹریٹ کی ایک سو تیرھویں عمارت میں یونیورسٹی کے شعبہ فلکیات کے سربراہ ڈاکٹر ابراہیم کی لاش تمہاری منتظر ہے۔"

"کک..... کیا..... تم کون ہو ـــــ؟"

"ان باتوں سے تمہیں کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیئے دوسری بات میں تم سے یہ کہوں گا۔ کہ عمران کو ضرور ساتھ لیتے آنا میں چاہتا ہوں کہ وہ میرے پیچھے بھاگتے بھاگتے اس قدر مایوس ہو جائے کہ خود اپنا گلا گھونٹ لے۔ دیٹ از آل کیپٹن ـــــ"

نوماردنے ریسیور دوبارہ کریڈل پر رکھا پھر تقریباً دوڑتا ہوا اسٹڈی سے باہر نکل گیا۔

عمران بڑی سنجیدگی سے کھڑا ڈاکٹر ابراہیم کی لاش کو گھورے جا رہا تھا۔ بظاہر اس کی نگاہیں لاش پر مرکوز تھیں لیکن چہرے کے تاثرات دیکھ کر یہ بھی سوچا جا سکتا تھا کہ ذہنی طور پر وہ اس وقت کہیں اور موجود ہے۔

فیاض اپنے ماتحتوں کو ضروری ہدایات دے رہا تھا۔ پھر وہ بھی لاش کے قریب سے ہٹ کر عمران کے قریب آ گیا لیکن عمران کی پوزیشن میں اس وقت بھی کوئی فرق نہیں پیدا ہوا تھا۔

"کہاں کھوئے ہوئے ہو۔۔۔"

"آں۔۔۔ کچھ نہیں۔۔۔" عمران اس طرح چونکا تھا جیسے سوتے سے جاگا ہو۔۔۔

"کیا یہ بھی پروفیسر شیرازی کے سلسلے کی کوئی کڑی ہے۔۔۔"

"ہو سکتا ہے۔۔۔ ویسے کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ حادثے کی اطلاع دینے والے نے میرے بارے میں کیا الفاظ کہے تھے۔!"

"بڑا معنی خیز جملہ تھا۔۔۔" فیاض بولا۔۔۔ "اس نے کہا تھا کہ تم اس کے پیچھے بھاگتے بھاگتے مایوس ہو کر ایک دن خودکشی کر لو گے۔۔۔"

"ہوں۔" عمران نے مختصراً کہا پھر کسی خیال کے تحت ہونٹ چبانے لگا۔

"کیا سوچ رہے ہو۔" فیاض نے اسے ٹٹولا۔

"یہی کہ اگر تنگدستی کی حالت میں مر گیا تو کفن وغیرہ کا بندوبست کون کریگا۔"

"ٹالنے کی کوشش کر رہے ہو۔ کیوں۔؟"

"میری ایسی قسمت کہاں کہ تم آسانی سے ٹل سکو۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لیکر کہا

فیاض دوبارہ لاش کے قریب جاکر فوٹو گرافر کو ہدایت دینے لگا۔

عمران کا ذہن ایک بار پھر بلگرامی کی شخصیت میں الجھ کر رہ گیا نیلٹ کی تلاشی کا جو جواز شہباز نے اسے بتایا تھا اسی پر عمران کا ماتھا ٹھنکا تھا ایمی نشانوں والی فائل کا ریفرنس کسی ایسے ہی مجرم کی طرف اشارہ کرتا تھا جسے سائنس میں دخل رہا ہو پھر پروفیسر شیرازی اور اس کی بیوی کی موت نے عمران کے شبہات کو مزید ہوا دی تھی اور اب سائرہ کے بعد ڈاکٹر ابراہیم کو قتل کر دیا گیا تھا پروفیسر شارق کی موت بھی یقینی طور پر اسی سلسلے کی پہلی کڑی تھی۔۔۔۔۔ بلگرامی کی شخصیت اس لئے اور بھی زیادہ مشکوک ہو گئی تھی کہ وہ شاہدہ کے ساتھ دیکھا گیا تھا۔ اس کے علاوہ اب تک جتنے قتل بھی ہوئے تھے ان کا تعلق یا تو ماہرین کی ذات سے تھا یا پھر ان کے ملنے جلنے والوں کی ذات سے متعلق تھا۔

"کیا مجرم بھی اسی سرکل سے تعلق رکھتا ہوگا۔" عمران کے ذہن میں یہ نکتہ بڑی تیزی سے ابھرا پھر بلگرامی کے چہرے کے کچلے ہوئے نقوش اس کی نظروں کے سامنے گھوم گئے۔

اچانک عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں بلگرامی کے جھلسے ہوئے چہرے کے بارے

میں اس کے ذہن میں ایک خیال آگیا تھا۔۔۔۔۔۔ وہ کسی آگ سے اگر جلا ہوتا تو چہرے پر جلنے کے اثرات بھی ضرور ہوتے ۔۔۔ تو کیا بلگرامی اپنے کسی تجربے کا شکار ہو گیا ہے۔" عمران بڑی سنجیدگی سے اس پوائنٹ پر غور کرنے لگا۔

"میں لاش پوسٹ مارٹم کے لئے روانہ کر رہا ہوں ۔۔۔" فیاض نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

ظاہر ہے کہ عمران کے خیالات کا تسلسل ٹوٹ گیا ہو گا۔

"کیا تم لاش کا معائنہ نہیں کرو گے۔"

"فضول ہے ۔۔۔" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ مجھے یقین ہے کہ قاتل نے ہمارے لئے کوئی نشان نہیں چھوڑے ہوں گے۔ اس نے جو کچھ بھی کیا ہے نہایت اطمینان سے کیا ہو گا۔ دوسری صورت میں اگر یہ تصور کر لیا جائے کہ وہ جلدی میں تھا تو پھر تمہیں فون کرنے کی کیا ضرورت تھی۔!

"لیکن یہی کیا ضروری ہے۔ کہ اس نے اسی جگہ سے فون کیا ہو۔ کہیں اور سے بھی وہ ہمیں مطلع کر سکتا تھا ۔۔۔"

"اپنا اپنا خیال ہے سوپر ۔۔۔" عمران بولا ۔۔۔ ممکن ہے تم ہی ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن شاید تم بیگم شیرازی کی واردات کو ذہن سے نکال چکے ہو ۔۔۔"

"نہیں ۔۔۔ مگر چھوڑو ۔۔۔ تم بیگم شیرازی کا ریفرنس کیوں دے رہے ہو"

"کیوں ۔۔۔ کیا تمہارے خیال کے مطابق بیگم شیرازی نے مرنے کے بعد خود کو کپڑوں کی قید سے آزاد کیا ہو گا۔"

"میں اب بھی نہیں سمجھا ۔۔۔" فیاض نے وضاحت طلب انداز میں پوچھا۔

"یہ تمہاری بدقسمتی ہے سوپر فیاض ورنہ بات بالکل صاف تھی ..... ظاہر ہے کہ قاتل نے جو کچھ کیا تھا بڑے اطمینان اور سکون سے کیا تھا۔ اور یہ باتیں اس وقت ہوتی ہیں جب قاتل کے پاس وقت بھی ہو ——" دوسری بات یہ کہ اس نے بیگم شیرازی کے ساتھ کسی قسم کی دست درازی بھی نہیں کی صرف اسے اس نے برہنہ کرایا اور پھر ختم کر دیا۔"

"میں اسے قاتل کی حماقت اور دیوانگی پر محمول کروں گا۔"

"لیکن میں اسے قاتل سے کی جانے والی نفرت اور حقارت کی جرابی کارروائی ہی کہوں گا ——"

"کیا تم قاتل سے واقف ہو ——"

"ہاں —— اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو اسے ایکبار بہت قریب سے دیکھ بھی چکا ہوں لیکن اس روز میں نے نتیجہ اخذ کرنے میں دیر کر دی اور اسی لئے وہ میرے ہاتھ سے بچ کر نکل گیا ——"

"کون تھا ——"

"حماقت کی باتوں سے پرہیز کیا کرو فیاض ——" عمران تیزی سے بولا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ کون ہے تو اب تک اسے ٹھکانے لگا چکا ہوتا۔ خیر۔ اب بھی وہ میرے ہاتھوں سے بچ نہیں سکے گا۔"

"کیا میں اس سلسلے میں تمہارے کام آسکتا ہوں ——"

"تمہارے ماتحت لاش اٹھوانے کے لئے تمہارے حکم کے منتظر ہیں۔" عمران نے اسے یاد دلایا اور پھر فیاض اس کی شکل دیکھتا ہوا ماتحتوں کی طرف چلا گیا۔ عمران کے ہونٹوں

پر بڑی تلخ مسکراہٹ ابھری تھی۔

"واپسی پر بھی عمران فیاض ہی کی جیپ میں بیٹھ گیا۔

"میں نے تمہارے کہنے سے بیگم شیرازی کے مرڈر میں بھی شہباز کو پھانس دیا ہے لیکن اب ڈاکٹر ابراہم کے کیس میں کیا ہوگا۔!"

"کیا مطلب۔؟"

"واردات کا طریقہ کار ایک ہی جیسا ہے۔" فیاض نے سنجیدگی سے جواب دیا موجودہ کیس میں بھی آلۂ قتل غائب ہے۔" ایسی صورت میں اگر شہباز اڑ گیا تو ہمارا سارا ڈیفنس دھرے کا دھرا رہ جائے گا۔"

"تم بھول رہے ہو کہ شہباز اعتراف گناہ کر چکا ہے"

"مگر بیگم شیرازی کے قتل کے سلسلے میں وہ ابھی تک اسی بات پر اڑا ہوا ہے کہ وہ قتل اس نے نہیں کیا۔ موجودہ واردات اس کے بیان کی تصدیق کرے گی"

"ہاں ـــــ یہ ہو سکتا ہے ـــ"

"کچھ سوچو عمران ـــ" فیاض نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔ اگر ڈاکٹر ابراہم کا قاتل جلد گرفتار نہ ہوا تو میری پوزیشن خراب ہو جائے گی ظاہر ہے اب افسران یہی نتیجہ اخذ کریں گے اصل قاتل ابھی تک قانون کی زد سے باہر ہے شہباز محض اس کا خریدا ہوا قاتل تھا ـــ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں ـــ"

"نہیں ..... اسبار اتفاق سے تم ٹھیک لائن پر سوچ رہے ہو۔"

"تم اگر میری مدد کرنے کا وعدہ کر لو تو میری ساکھ کا بھرم بچ سکتا ہے"

"میں ایک شرط پر ایسا کرنے کے لئے تیار ہو سکتا ہوں ـــ" عمران نے

کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"وہ کیا ۔۔۔؟"

"تم صرف وہی کرتے رہو گے جو میں کہوں گا۔۔۔۔ جب تک اصل قاتل گرفتار نہ ہو جائے تم کسی سچویشن میں بھی اپنی عقل استعمال کرنے کی کوشش نہیں کرو گے خواہ حالات کچھ ہی کیوں نہ ہوں۔"

"میں اس کے لئے بھی تیار ہوں۔" فیاض نے جلدی سے کہا۔

"پھر ٹھیک ہے۔۔۔۔ لیکن تم قاتل کی گرفتاری تک مجھ سے کسی قسم کے استفسار سے بھی پرہیز ہی رکھنا"

"مجھے تمہاری ہر شرط منظور ہے۔ لیکن قاتل کی گرفتاری جلد از جلد ہونی چاہیئے۔

اس کے لئے میں کسی وقت کا تعین نہیں کر سکتا ۔۔۔ لیکن ٹھہرو ایک اسکیم ہے میرے ذہن میں۔" عمران نے فیاض کو کنکھیوں سے دیکھتے ہوئے تیزی سے کہا

"کیا اسکیم ہے ۔۔۔"

"تم مجھے قتل کے جرم میں پکڑ کر بند کر دو ۔۔۔ یہ میرا وعدہ ہے کہ میں اعتراف جرم کروں گا۔۔۔۔ اس طرح میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالنے کا وہ خواب بھی شرمندہ تعبیر ہو جائے گا۔ جو تم بہت عرصہ سے دیکھ رہے ہو۔ عمران نے بڑی سنجیدگی سے کہا تھا۔ لیکن فیاض اب اتنا گھامڑ بھی نہیں تھا کہ عمران کے جملے کے پیچھے چھپے ہوئے طنز کو بھی نہ سمجھ سکتا۔"

عمران نے دراصل اس سچویشن کا حوالہ دیا تھا جو پروفیسر شارق والے

حیرت انگیز[1] ہڑبڑ کیس میں ان دونوں کے درمیان پیش آگئی تھی۔ فیاض نے رحمان صاحب کے کان خوب اچھی طرح بھر دیئے تھے۔

"مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے عمران ڈیئر ــــ پلیز اب مجھے شرمندہ نہ کرو ــــ"

"تعجب ہے۔" تم اتنے سعادت مند کب سے ہو گئے۔"

پھر کوتوالی آنے تک ان کے درمیان اسی قسم کی چھیڑ چھاڑ ہوتی رہی عمران باہر ہی فیاض سے اجازت لے کر چلا گیا فیاض نے کہا بھی تھا کہ وہ جہاں جانا چاہتا ہے اسے جیپ پر چھوڑا جا سکتا ہے۔ لیکن عمران اس کے آفر کو بڑی خوبصورتی سے ٹال گیا تھا۔

---

[1] ملاحظہ کیجیے حصہ اول میجک آئی حصہ دوم فورسٹ کرائی۔ مصنف ایس قریشی

جولیا تنویر کے ساتھ بیٹھی کافی کی چسکیاں لے رہی تھی۔

گذشتہ تین روز سے وہ برابر دونوں وقت بڑی پابندی سے شیزان میں دیکھے جا رہے تھے لیکن ابھی تک انہیں مطلوبہ آدمی نظر نہیں آیا تھا شاہدہ بیشک وہاں کے مستقل گاہکوں میں سے تھی لیکن وہ ہمیشہ اپنی میز پر تنہا نظر آتی تھی خوش رو اور خوش پوش ہونے کی وجہ سے وہاں اس کے خواہشمندوں کی تعداد بھی زیادہ تھی لیکن ابھی تک اس نے کسی ایک کو بھی لفٹ نہیں دی تھی۔ دو چار موڈرن ٹائپ سرمایہ دار تو ہمیشہ اس کی میز کے گرد منڈلاتے نظر آتے تھے۔ لیکن شاہدہ کی پر وقار شخصیت دیکھ کر ان کو بھی اس کے قریب جانے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔

جولیا کے مشورے پر تنویر وہاں ہمیشہ میک اپ میں اس کے ساتھ ہوتا تھا جولیا نے محض اسے اس لئے یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ مجرموں کی نگاہوں میں ایک بار آچکا ہے اس لئے احتیاط لازمی ہے۔ متوقع آدمی اگر مجرموں کے گروہ سے متعلق تھا تو یقینی بات تھی کہ وہ تنویر کو اصلی شکل میں دیکھ کر بھڑک جاتا اور پھر اس کا ہاتھ لگنا مشکل ہو جاتا تنویر نے کوئی بحث مناسب نہیں سمجھی ویسے بھی جولیا

اس کی دکھتی رگ تھی۔

اس وقت بھی تنویر ایک موڈرن لڑکے کے میک اپ میں تھا ڈائننگ ہال میں انہوں نے اپنے لئے ایک ایسی ہی میز کا انتخاب کیا تھا جہاں سے وہاں آنے جانے والوں پر بخوبی نظر رکھی جا سکتی تھی ان کے تھوڑے فاصلے پر شاہدہ بھی موجود تھی حسب دستور وہ آج بھی اپنی پسندیدہ ڈش کھانے میں مصروف تھی۔

"میں اس وقت ایک بات پر بڑی سنجیدگی سے غور کر رہا ہوں۔" تنویر نے جولیا کو دیکھکر معنی خیز لہجے میں کہا۔

"کوئی خاص بات ——"

"ہاں..... ایکٹو اگر ہم دونوں کی موجودہ ڈیوٹی کو ہمیشہ کے لئے مستقل کر دے تو میں اس کے نام کی پوجا بھی کر سکتا ہوں۔"

"اوہ —— جولیا مسکرا دی ——" شیزان کے ماحول نے تمہارے ذہن پر اچھا خاصا اثر ڈالا ہے۔ تم اگر چاہو تو میں تمہاری خواہش کا ذکر اوپر تک کر دوں ——"

"ایسا غضب بھی مت کرنا ——" تنویر جلدی سے بولا —— اس کی ہدایت بدل بھی سکتی ہے۔"

"سمجھ گئی —— تمہارے اندر استقلال کی کمی ہے —— اسی لئے تم زندگی کے ہر شعبہ میں ناکام ہوتے ہو۔"

"مجھے ایک بات اور بھی یاد آ گئی ——" تنویر نے جلدی سے باتوں کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔" کل میں نے تمہارے کارٹون کو شاہدہ کے ساتھ گرانڈ میں لنچ کرتے دیکھا تھا

"میرا کارٹون ـــــ میں سمجھی نہیں ـــــ"

"میرا اشارہ ٹیکنی کلر عمران کی طرف تھا۔"

"تم احسان فراموش ہوتے جا رہے ہو تنویر۔" جولیا سنجیدہ ہو گئی "عمران اگر تمہیں جان ڈومیلو کے انجکشن کے اثرات سے نجات نہ دلاتا تو تم اس وقت شیزان کی بجائے پاگل خانے نظر آ رہے ہوتے۔"

"میں نے اسے ازراہ مذاق ہی کارٹون کہا تھا ـــــ" تنویر نے جھینپ مٹاتے ہوئے جواب دیا۔ "عمران کا احسان میں کبھی نہیں بھول سکتا ویسے یہ دیگر بات ہے۔ کہ میں اس کی اوٹ پٹانگ حرکتوں کو لائیک نہیں کرتا۔"

"خیال ہے تمہارا ـــــ جن حرکتوں کو تم ڈسلائیک کرتے ہو وہی اس کی کامیابی کا راز ہے۔۔۔۔۔ وہ خود کو بیوقوف پوز کر کے ہمیشہ دوسروں کو الو بناتا ہے ـــــ"

تنویر نے اس بار کوئی جواب نہیں دیا ـــــ! شیزان کے سحر انگیز ماحول میں جولیا جیسی ٹیپل پارٹنر کے ساتھ الجھ کر وہ اپنا موڈ بگاڑنا نہیں چاہتا تھا چنانچہ اس نے بیرے کو بلا کر اپنے لئے ایک اور کافی کا آرڈر پلیس کیا پھر جیب سے سگریٹ نکال کر سلگانے لگا۔ اس کے بعد وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ جولیا نے اسے میز کے نیچے سے ٹھوکر مار کر شاہدہ کی میز کی طرف اشارہ کیا تھا تنویر نے نظر گھما کر سرسری طور پر ادھر دیکھا پھر جلدی سے پہلو بدل کر بیٹھ گیا اب وہ گردن گھمائے بغیر بھی اس فرد کو دیکھ سکتا تھا جو شاہدہ کے ساتھ نظر آ رہا تھا

"کیا خیال ہے تمہارا ـــــ" جولیا نے دبی آواز میں پوچھا۔

"خوبصورت آدمی ہے۔"

"میرا مقصد کچھ اور تھا" جولیا نے تنویر کیلئے کافی بناتے ہوئے کہا۔

شاہدہ نے اس نوجوان کو دیکھ کر پہلے بڑی غصیلی نظروں سے گھورا تھا لیکن پھر نوجوان نے اسے دبی زبان میں کچھ ایسی ہی بات کہی تھی کہ وہ مطمئن ہو گئی۔ اس وقت بھی وہ اسے ایسی ہی نگاہوں سے دیکھ رہی ہے جیسے وہ اس کا کوئی پرانا واقف کار نہیں ہے۔"

"آئی ۔۔۔ سی ۔۔۔" تنویر نے جولیا کا مفہوم سمجھتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے دوبارہ شاہدہ کے ساتھی کو بنظر غور دیکھا ۔۔۔!

"میرا تجربہ کہہ رہا ہے کہ وہ اس وقت میک اپ میں ہے۔" جولیا نے کافی کا پیکر تنویر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا ۔۔۔ گفتگو کرنے کا انداز بڑا رازدارانہ تھا۔

"میں تمہارے خیال سے متفق ہوں ۔۔۔"

"ہو سکتا ہے کہ یہ وہی آدمی ہو جسے میں ایک بار پہلے بھی اصلی شکل میں شاہدہ کے ساتھ دیکھ چکی ہوں ۔۔۔"

"فکر مت کرو ۔۔۔ میں اسے چیک کر لوں گا ۔۔۔"

جولیا نے لاپرواہی سے کافی کا پیکر اٹھا کر منہ سے لگایا لیکن اسے دوبارہ چونکنا پڑا تھا۔ اس بار اس کے چونکنے کی وجہ عمران ثابت ہوا تھا جو بیرونی دروازے کو کھول کر ابھی ابھی اندر آیا تھا۔ تھری پیس کے ہلکے آسمانی رنگ کے سوٹ نے اس کی شخصیت کو چار چاند لگا دیئے تھے۔ بے حد اسمارٹ نظر آ رہا تھا اس وقت چہرے پر حماقت کی بجائے پر وقار سنجیدگی مسلط تھی ہال کے دروازے پر رک کر

اس نے مسکراتی ہوئی نظروں سے وہاں بیٹھے ہوئے افراد کو دیکھا پھر گردن جھکا کر شاہدہ کی میز کی طرف قدم اٹھانے لگا۔ جولیا کو نہ جانے کیوں اس وقت عمران کی ایک ایک ادا بڑی خوبصورت لگ رہی تھی۔ شاید یہی وجہ تھی کہ وہ کچھ دیر کے لئے کھو سی گئی۔

"اس وقت تو عمران بہت سمارٹ نظر آرہا ہے ـــ" تنویر نے کہا اور جولیا یکدم چونک کر سنبھل گئی۔

پھر اس نے عمران کو شاہدہ کے قریب پہنچکر رکتے دیکھا تھا ـــ!

"کیا میں آپ کی خدمت میں ایک عدد سلام پیش کر سکتا ہوں" اس نے شاہدہ کو بے تکلفی سے مخاطب کیا پھر اس کے ساتھی کو دیکھکر احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکانے لگا۔

جولیا نے اس بات کو خاص طور پر نوٹ کیا تھا کہ شاہدہ کا ٹیبل پارٹنر عمران کو دیکھ کر کچھ نروس ہو گیا ہے ـــ!

"اوہ ـــ عمران صاحب ـــ آیئے تشریف رکھیئے ـــ" شاہدہ بڑے دل آویز انداز میں مسکرائی تھی۔

"آپ کو کوئی اعتراض تو نہ ہوگا ـــ" اس بار عمران کا تخاطب نوجوان سے تھا ـــ اس کے لہجے سے حماقت ہی کا احساس ہو رہا تھا۔

"جب مس شاہدہ آپ کو انوائیٹ کر رہی ہیں تو بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔" نوجوان نے سرد مہری سے جواب دیا آواز بھاری اور بھدی تھی ـــ!

"تھینک یو مسٹر ـــ"

"خادم کو مختار کہتے ہیں ـــــ" شاہدہ کی بجائے نوجوان نے تیزی سے کہا۔ جولیا نے اس بار بھی شاہدہ کی نگاہوں میں الجھن کے تاثرات محسوس کئے تھے

"خادم اور مختار ـــــ" عمران نے خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"بڑا گنگا جمنی نام ہے آپ کا ـــــ کیا آپ کو شاعری سے بھی کچھ دلچسپی ہے۔"

"مسٹر عمران ـــــ" میں ہر کس و ناکس سے بے تکلف ہو جانے کا عادی نہیں ہوں ـــــ" اس بار نوجوان کا لہجہ خشک تھا۔

"کیا پیئیں گے آپ مسٹر عمران ـــــ" شاہدہ نے جلدی سے درمیان میں بولتے ہوئے پوچھا۔

"انناس کا جوس منگا لیجئے۔" عمران نے کرسی کی پشت سے ٹکتے ہوئے کہا انناس کا جوس مجھے بے حد پسند ہے۔ لیکن صرف جوس کی حد تک ـــــ"

"اس جملے میں بھی کوئی خاص نکتہ ہوگا۔" شاہدہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ ہنس رہی ہیں مس شاہدہ ـــــ پہلے دل بھر کر ہنس لیجئے پھر بتاؤں گا کہ انناس میری زندگی کی سب سے بڑی ٹریجڈی ہے۔ میں اس کے جوس کو انناس کا خون سمجھ کر پی جاتا ہوں ـــــ"

عمران یکلخت گہری سنجیدگی سے بولا انداز ایسا ہی تھا جیسے اب وہ رو پڑے گا ـــــ!

شاہدہ کا ٹیبل پارٹنر اسے بڑی کینہ توز نگاہوں سے گھور رہا تھا

"ارے ..... ارے ـــــ آپ تو سچ مچ سنجیدہ ہو گئے ـــــ!"

"جی ہاں ۔۔۔ ! مجھے جب بھی وہ واقعہ یاد آجاتا ہے۔ میں اسی طرح اداس ہو جاتا ہوں ۔۔۔" کیا آپ یقین کریں گی کہ ڈیڈی نے محض اسی ایک معمولی سے اناس کے ریفرنس پر مجھے گھر سے نکال دیا تھا ۔۔۔!"

"بڑے تعجب کی بات ہے۔"

"ہے نا ۔۔۔۔۔ یہی میں نے بھی ڈیڈی سے کہا تھا لیکن وہ تو نکل جاؤ کے نعرے لگا رہے تھے۔"

"بات کیا تھی ۔۔۔" شاہد نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا ۔۔۔ پھر قریب سے گزرتے ہوئے بیرے کو بلا کر جوس کا آرڈر پلیس کر دیا ۔۔۔"

"بات ایک دو کوڑی کے ملازم سے شروع ہوئی تھی۔" عمران نے بڑی ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا ۔۔۔ ڈیڈی نے اسے بہت سر چڑھا رکھا تھا" ایک روز اس نے ڈیڈی کے کمرے میں رکھی ہوئی بوتلوں میں سے دوائیں نکال کر اس پر تجربہ کرنے کی کوشش شروع کر دی ۔۔۔! سردیوں کا زمانہ تھا اس لئے کمرے میں ہیٹر جل رہا تھا۔

کمبخت کی قسمت خراب ہی تھی جو اس نے غلطی سے فاسفورس کی بوتل اٹھا لی ۔۔۔۔۔ دروازہ پر اسی لمحے کھٹکا ہوا اور بوکھلاہٹ میں اس کے ہاتھ سے بوتل چھوٹ کر ہیٹر پر گری اور ٹوٹ گئی ۔۔۔۔۔ آگ کے رنگین شعلوں کا غبار سا اٹھا اور اس منحوس کی شکل کو جھلسا دیا۔

ڈیڈی کو اس کا چہرہ دیکھ کر شدید صدمہ ہوا اسی شام جب میں نے ملازم کو دیکھا تو میرے منہ سے اناس کا لفظ نکل پڑا ڈیڈی مجھ پر چڑھ دوڑے

پھر انہوں نے اسی وقت دم لیا تھا۔ جب میں گھر سے نکل گیا ـــــ آپ ہی بتائیے مس شاہدہ کیا جھلسے ہوئے چہرے کو انسان کا حوالہ دے کر میں نے کوئی غلطی کی تھی

شاہدہ نے عمران کا بیان ختم ہوتے ہی ایک لمحہ کے لئے نوجوان کو دیکھا! پھر اپنی کرسی پر پہلو بدل کر رہ گئی ـــــ نوجوان کی نگاہوں میں خون کی سرخی لہرانے لگی ـــــ! وہ عمران کو کچھ ایسی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا جیسے کچا چبا ڈالنے کے امکانات پر غور کر رہا ہو ـــــ جولیا نے اس کے سیدھے ہاتھ کو بڑی سرعت کے ساتھ جیب میں رینگتے دیکھا تھا۔

عمران پہلے تو ہونقوں کی طرح شاہدہ کو گھورتا رہا۔ پھر نوجوان کی طرف پلٹ پڑا ـــــ"

"آپ ہی بتائیے جناب۔ کیا جھلسے ہوئے چہرے اور انسان میں کوئی مناسبت نہیں ہوتی ـــــ"

"تم میرے سامنے ابھی طفل مکتب ہو مسٹر عمران ـــــ" نوجوان تیزی سے اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا پھر اس سے پیشتر کہ عمران جولیا اور تنویر میں سے کوئی کچھ سمجھ پاتا۔ اس نے جیب سے کوئی چیز نکال کر فرش پر ماری ایک دھماکہ سا ہوا پھر دھوئیں کے بادل ابل پڑے۔

اس کے ساتھ ہی وہ دروازے کی طرف لپکا تھا پھر دروازے کے نزدیک پہنچ کر اس نے دوسرا دھماکہ کیا۔ اور بڑی پھرتی سے باہر نکل گیا۔

یہ سب کچھ اتنی جلدی ہوا تھا کہ عمران بھی ششدر رہ گیا اس کے بعد وہ بھی بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اٹھ کر دھوئیں کے بادلوں کو چیرتا ہوا اندازے سے

دروازے کی طرف لپکا لیکن اتنی دیر میں ہال میں بیٹھے ہوئے گاہکوں میں بھگدڑ مچ چکی تھی پھر وہی ہوا جس کا خطرہ تھا ـــــ دروازے تک پہنچتے پہنچتے عمران نہ جانے کتنے آدمیوں سے ٹکرایا تھا عورتوں اور مردوں کی ملی جلی چیخ و پکار نے وہاں کچھ عجیب سی ہنگامی کیفیت پیدا کر دی تھی۔ عمران کسی نہ کسی طرح گرتا پڑتا شیزان سے باہر نکل آیا لیکن نتیجہ صفر ہی ثابت ہوا۔ شاہدہ کے ساتھ نظر آنے والے نوجوان کا دور دور تک کوئی پتہ نہ تھا۔

دھماکوں کی آواز سن کر راہگیروں کی اچھی خاصی تعداد شیزان کے دروازے پر جمع ہو گئی تھی عمران کے پاس سوائے ہاتھ ملتے رہ جانے کے اور کوئی چارہ نہیں تھا اندر ڈائنگ ہال میں دھوئیں کا ہجوم بڑی تیزی سے بڑھ رہا تھا۔!

عمران کے چہرے پر بڑی گہری سنجیدگی تھی۔!

اس کے چہرے کے تاثرات سے یہی اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔ کہ وہ اس وقت کسی شدید ذہنی الجھن میں مبتلا ہے۔ بات بھی یہی تھی۔ شیزان میں پیش آنے والے حادثے نے اس کے دماغ کی ساری چولیں ہلا کر رکھ دی تھیں وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ بلگرامی اس کے لئے توقع سے بھی زیادہ حیرت انگیز اور پھرتیلا ثابت ہو سکتا ہے۔

بلیک زیرو کی انفارمیشن پر ہی وہ شیزان تک دوڑا چلا گیا تھا پھر اس نے وہاں پہنچ کر پہلی ہی نظر میں بلگرامی کو شناخت بھی کر لیا تھا جو اس وقت کسی نوجوان کے میک اپ میں تھا۔

ڈائننگ ہال میں اسے جولیا اور تنویر بھی تیزی میز پر نظر آ گئے تھے۔ اسے خوشی ہوئی تھی ٹیم کے دو افراد اور بھی بلگرامی کے پیچھے لگ چکے تھے۔ ایسی صورت میں بلگرامی کا وہاں سے بچ کر نکل جانا ناممکن ہی تھا۔

شاہدہ سے گفتگو کرتے وقت اناس کا تصور اس کے ذہن میں اچانک ہی ابھرا تھا اور اس نے پھر اپنی افتاد طبع سے مجبور ہو کر ایک فرضی کہانی بھی گڑھ ڈالی یہ ایک نفسیاتی طریقہ تھا جس میں عمران کو سو فیصدی کامیابی ہوتی تھی!

جھلسے ہوئے چہرے کا ریفرنس درمیان میں آتے ہی بلگرامی کی آنکھوں کی رنگت تبدیل ہونی شروع ہو گئی تھی۔ شاہدہ بھی نروس نظر آنے لگی تھی۔ ممکن تھا کہ عمران اپنے بچھائے ہوئے جال میں بلگرامی کو پھانس ہی لیتا لیکن بلگرامی نے جوابی کارروائی میں کچھ اتنی ہی تیزی دکھائی تھی۔ کہ عمران کو بھی اس کی پھرتی کا اعتراف کرنا پڑا۔

اس کا ذہن بری طرح الجھتا جا رہا تھا بلگرامی دوسری بار اس کے سامنے سے بچکر نکل گیا تھا اور اب اس کی تلاش یقیناً مشکل تھی۔ شاہدہ اس کے لئے ایک واحد ذریعہ تھی مگر اب... عمران کو یقین تھا کہ بلگرامی دوبارہ شاہدہ سے ملنے کی کوشش نہیں کرے گا۔

"کیا شاہدہ اس کی شخصیت کے راز سے واقف ہو سکتی ہے ——"

عمران نے اس پہلو پر سوچنا شروع کر دیا لیکن نہ جانے کیوں اسے شاہدہ کی حیثیت شروع سے آخیر تک بے داغ نظر آ رہی تھی ——!

اچانک عمران کسی فوری خیال کے تحت چونکا تھا..... یہ چیز قرین قیاس تھی کہ بلگرامی اپنے خلاف بچھائے جانے والے جال میں شاہدہ کا ہاتھ سمجھے بیٹھا ہو ایسی صورت میں ظاہر تھا کہ وہ شاہدہ کے وجود کو بھی اپنے لئے خطرناک سمجھ رہا ہو گا۔"

ابتک ہونے والے قتل میں قاتل کی نفسیاتی الجھن ہی سامنے آئی تھی۔ ایسی صورت میں اس بات کے بھی قوی امکانات تھے۔ کہ مجرم اب شاہدہ کو بھی ٹھکانے لگانے کی کوشش کرے گا۔

عمران نے تیزی سے دوسرے کمرے میں پہنچکر بڑی تیزی سے جولیا کے نمبر گھمائے تھے —— رابطہ قائم ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگی —— جولیا اپنے فلیٹ پر ہی تھی۔

"ہیلو جولیا اسپیکنگ ——"

"جولیا..... گذشتہ رات تم نے جو رپورٹ مجھے دی تھی۔ وہ مکمل نہیں تھی!

.... عمران نے ایکسٹو کی آواز میں کہا۔ لہجہ انتہائی خشک اور سرد تھا۔

"باس —— میں نے آپ کو پورے حالات تفصیل سے سنائے تھے۔"

"پھر سوچ لو جولیا —— میں تمہیں ایک منٹ کا موقع اور دے رہا ہوں"

"ممکن ہے کوئی بات رہ گئی ہو جس کے لئے میں معافی چاہتی ہوں۔"

"شاہدہ اور تمہاری میزوں کا درمیانی فاصلہ کیا تھا۔" عمران نے کرخت آواز میں پوچھا۔

"درمیان میں بمشکل پانچ گز کا فاصلہ ہوگا جناب"

"کیا تم اور تنویر دونوں محض عمران اور شاہدہ کی گفتگو سن رہے تھے۔"

"نہیں باس ——" جولیا نے جلدی سے جواب دیا —— "میں اس نو وارد کی ایک ایک حرکات و سکنات کا بغور مطالعہ کر رہی تھی ——!"

"جولیا —— کیا نوجوان نے شروع ہی سے اپنے ہاتھ میں اسموک بم دبائے ہوئے تھے ——" اسبار عمران خطرناک لہجے میں غرایا۔

"ج..... جی..... نہیں ——" میں نے اس کے ہاتھ کو اس وقت جیب میں جاتے دیکھ لیا تھا جب عمران نے اس سے مخاطب ہو کر اناس اور جھلسے ہوئے چہرے کے بارے میں دریافت کیا تھا۔

"اور اس کے باوجود تم لوگ صرف تماشہ دیکھتے رہ گئے۔ کیوں ——؟"

"ہمیں اس کا گمان بھی نہیں تھا جناب کہ سچولیشن اس قدر اچانک اور تیزی

کے ساتھ پلٹ جائے گی۔"

"بکو مت جولیا۔ تم بالکل ناکارہ ہوتی جا رہی ہو۔"

"مم۔۔۔ میں۔۔۔ معافی چاہتی ہوں جناب لیکن اس وقت جو کچھ ہوا تھا اس نے عمران کو بھی ہکا بکا کر ڈالا تھا۔۔۔"

"بحث مت کرو جولیا۔۔۔ جو کچھ ہوا ہے۔ اس میں عمران سے زیادہ تمہاری اور تنویر کی حماقت کو دخل تھا۔ میں تم دونوں کیلئے معقول سزا تجویز کرنے پر غور کر رہا ہوں"

"اوہ۔۔۔۔ چیف۔۔۔۔ میں۔۔۔"

"صفدر کی طرف سے کیا رپورٹ ہے۔"

"وہ نکسن سٹریٹ کے علاقے کی نگرانی بدستور کر رہا ہے جناب لیکن ابھی تک مطلوبہ آدمی اس کی نگاہوں میں نہیں آسکا۔"

"کیا دوسروں کی رپورٹ بھی یہی ہے۔۔۔"

"یس چیف۔۔۔"

"اچھا۔ اب جو میں کہہ رہا ہوں اسے غور سے سنو۔۔۔" عمران نے اپنے لہجے میں مزید تلخی پیدا کرتے ہوئے کہا۔۔۔ شاہدہ کی زندگی اب شدید خطرے میں ہے" تاتل کا اگلا شکار ممکن ہے وہی ہو۔ اس لئے میں شاہدہ کی رہائش گاہ کی نگرانی کی ذمہ داری تمہیں سونپ رہا ہوں۔ لیکن ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کوئی بھی اس کی رہائش گاہ کے اندر داخل ہونے کی کوشش نہیں کرے گا۔ تم لوگوں کو باہر ایسی جگہوں پر ہر وقت موجود ہونا چاہیئے۔ جہاں سے مکان کے چپے چپے کی نگرانی ہو سکے۔

"میں سمجھ رہی ہوں باس" جولیا نے جلدی سے کہا۔

"شاہدہ سے ملنے والوں پر کڑی نگرانی کی ضرورت ہے۔"

"ایسا ہی ہوگا جناب۔"

"جولیا۔ یاد رکھو اگر شاہدہ کے سلسلے میں بھی قاتل تم لوگوں کی نظروں میں دھول جھونکنے میں کامیاب ہوگیا تو میں کسی ایک کو بھی معاف نہیں کروں گا۔"

"ٹھٹ۔ ٹھیک ہے۔" جولیا بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولی پھر ریسیور پر اس کی گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ بیب۔ باس۔ اس سلسلے میں ایک بات کی رعایت چاہتی ہوں۔"

"نہیں میں کسی قسم کی رعایت نہیں دے سکتا۔" عمران کا لہجہ درشت تھا۔ تم لوگ اب اس کے اہل نہیں رہے۔"

"مم۔ میں غلط بول گئی تھی جناب۔" دراصل میں آپ سے ایک بات کی اجازت طلب کرنا چاہتی تھی۔"

"کس بات کی اجازت چاہتی ہو۔"

"صرف اس بات کی جناب کہ کم از کم میں اہم حالات میں شاہدہ کی رہائش گاہ میں داخل ہو سکوں۔"

"مقصد بیان کرو۔"

"آپ کے حکم کے مطابق ٹیم کے افراد باہر ہی ہوں گے جناب۔ ہم اندر آنے جانے والوں پر صرف نگرانی تو کر سکتے ہیں لیکن اندر کے حالات ....."

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ رہا ہوں۔" عمران نے تیزی سے جولیا کا جملہ درمیان

سے اچکتے ہوئے کہا۔ انتہائی اہم حالات میں تم کو اندر داخل ہونے کی اجازت ہوگی"

"شکریہ باس ——"

"اور کچھ پوچھنا چاہتی ہو ——"

"میرا خیال ہے کہ ٹیم کے کم از کم چار ممبر اس مہم کے لئے درکار ہوں گے"

"یہ تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔ شہر کی ناکہ بندی اب ضروری نہیں ہے۔۔" عمران نے سلسلہ منقطع کر دیا۔ لیکن فون کے پاس سے نہیں ہٹا۔

جولیا سے رابطہ ختم کر کے اس نے سر سلطان کے نمبر ڈائل کئے تھے۔

"میں عمران بول رہا ہوں جناب ——" عمران نے سلسلہ ملنے پر ماؤتھ پیس میں کہا —— "ساما لیکم ——"

"جیتے رہو —— میں ابھی تمہیں یاد ہی کر رہا تھا۔

"میرے لائق کوئی خدمت ——"

"نہیں ..... میں صرف تم سے یہ پوچھنا چاہ رہا تھا کہ آخر یہ قتل و غارت کا بازار کب تک گرم رہے گا۔! —— مجرم اگر اسی طرح کچھ روز اور آزاد رہا تو ہمارے باقی ماہرین بھی اس کی درندگی کا شکار ہو جائیں گے۔"

"میں اس کی اہمیت کو سمجھتا ہوں جناب —— بس اتفاق ہی سمجھئے کہ قاتل میرے ہاتھ میں آ کر نکل گیا ——" عمران نے کہا۔ پھر شروع سے لے کر شیزان تک کے تمام واقعات مختصر طور پر دہراتا چلا گیا۔

"اوہ —— یہ بہت برا ہوا —— اب وہ آسانی سے ہاتھ نہیں آسکے گا۔!

"میں آپ سے اس وقت ایک اور مسئلے پر گفتگو کرنا چاہتا تھا کیا آپ بلگرامی

نامی کسی ایسے فرد سے واقف ہیں جو حکومت کے لئے سائنسی میدان میں کوئی اہم خدمت انجام دے رہا ہو۔ اور اسی کام میں اس کا چہرہ جل کر بھسم ہو گیا ہو۔"

"میرے ذہن میں ایک ایسا آدمی ہے لیکن اس کا نام بلگرامی نہیں ہے"

"آپ مجھے تفصیل بتلا سکتے ہیں ـــ" عمران نے تیزی سے پوچھا

"ایک منٹ ٹھہرو ـــ میں اسکی فائل نکلواتا ہوں۔" دوسری طرف سے کہا گیا پھر تقریباً دو منٹ بعد سر سلطان کی آواز دوبارہ رسیور پر سنائی دی۔ "تم جس شخص کے بارے میں پوچھ رہے ہو۔ اس کا نام عشرت آفاقی تھا۔ اس واقعہ کو پانچ ساڑھے پانچ سال گزر چکے ہیں آفاقی اور پروفیسر شیرازی مل کر کسی فارمولے پر تجربہ کر رہے تھے۔ جب آفاقی اس حادثے کا شکار ہو کر اپنے چہرے کو جھلسا بیٹھا تھا۔ شیرازی نے اسے سرجن افیال کے ہسپتال میں داخل کرایا تھا تین چار روز تک آفاقی کی حالت خراب رہی پھر وہ ٹھیک ہونے لگا تھا لیکن ایک روز وہ اچانک ہسپتال سے فرار ہو گیا اور اس کے بعد سے آج تک نظر نہیں آیا لیکن ٹھہرو! کیا تم بلگرامی پر آفاقی ہونے کا شبہ کر رہے ہو۔"

"ہسپتال سے آفاقی کے فرار ہونے کی کوئی وجہ بھی ضرور رہی ہو گی۔" عمران نے سر سلطان کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے جلدی سے پوچھا۔

"نہیں ـــ بظاہر اس کے فرار ہونے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ لیکن اس سلسلے میں متعلقہ حلقوں نے ایک ہی رائے قائم کی تھی اس کے متعلق۔"

"وہ کیا ـــ"

"میں نے بھی کچھ ایسا ہی سوچا تھا۔! دراصل آفاقی بہت حسین اور خوبصورت شخصیت کا مالک تھا۔ جنس مخالف کے لئے اس کے اندر بھرپور کشش موجود تھی۔

فرصت کے لمحات میں اس کے گرد ہمیشہ خوبصورت لڑکیوں کا مجمع لگا رہتا تھا کچھ لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ آفاقی عیاش تھا لیکن ان تمام باتوں سے قطع نظر وہ ایک ذہین سائنسدان تھا پروفیسر شیرازی نے اس کی گمشدگی کے بعد ایکبار مجھ سے براہ راست یہ الفاظ کہے تھے کہ جب سے آفاقی غائب ہوا ہے ان کا ایک ہاتھ کم ہو گیا ہے۔

"کیا آفاقی کو تلاش نہیں کیا گیا تھا۔"

"کیوں نہیں ــــ پورے ایک سال تک پولیس کے سراغرساں اسکی زندگی کے امکانات پر غور کرنے کیلئے مصروف رہے تھے لیکن پھر بعد میں اس فائل کو بند کر دیا گیا پولیس نے اپنی رپورٹ میں اسی خدشے کا اظہار کیا تھا۔ کہ آفاقی نے دنیا والوں کی نگاہوں سے بچنے کے لئے خودکشی کر لی ہوگی۔"

"جناب ــ کیا آپ وہ فائل مجھے دکھا سکیں گے ــ!

"تم اسے بڑے شوق سے لیجا سکتے ہو ــــ" لیکن کیا تم بلگرامی پر آفاقی کا شبہ کر رہے ہو ــــ"

"میں آپ ہی کی طرف آ رہا ہوں جناب ــــ" عمران نے کہا پھر ریسیور ہک پر پھینکتا ہوا دوسرے کمرے میں آ گیا۔

اس کے چہرے پر اس وقت بھی گمبھیر سنجیدگی کے تاثرات مسلط تھے لیکن آنکھیں کسی اندرونی جذبے کے تحت چمک رہی تھیں ــــ!

شاہدہ اس وقت اپنے کمرے میں کسی رسالے کی ورق گردانی کر رہی تھی جب چوکیدار نے اس کے پاس ایک وزیٹنگ کارڈ بھجوایا تھا کارڈ پر چونکہ عمران کا نام پرنٹیڈ تھا اس لئے شاہدہ نے ملازم کو یہی ہدایت دی تھی کہ اسے ڈرائنگ روم میں بٹھایا جائے۔

دس منٹ بعد وہ بھی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تھی لیکن وہ شخص جو صوفے پر نیم دراز تھا وہ عمران تو نہیں تھا سفید داڑھی اور سر کے سفید بال۔ بالوں سے اس کی عمر ستر سے بھی تجاوز کرتی نظر آ رہی تھی چہرے پر جھریاں بھی موجود تھیں جسم پر جوڑی موری کا پائجامہ اور سیاہ بلگی اچکن تھی۔ آنکھوں پر سنہری کمانی کا چشمہ لگا ہوا تھا۔ شاہدہ اسے دروازے پر کھڑی گھورتی رہی دوسری طرف صوفے پر نیم دراز بوڑھا بڑے اطمینان سے دیوار پر ٹنگی ہوئی ایک تصویر کو دیکھ رہا تھا انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ اپنے گھر میں بیٹھا ہو۔ شاہدہ کو اس پر تاؤ آ گیا۔

"آپ کی تعریف۔۔۔"

"جی۔۔۔" بوڑھا اس طرح چونکا تھا جیسے کچی نیند سے اٹھا ہو۔ اس نے ناک پر جمی ہوئی عینک کو درست کرتے ہوئے شاہدہ کو گھورنا شروع کر دیا۔

"میں نے آپ کی تعریف پوچھی تھی۔۔۔" شاہدہ نے جھلاتے ہوئے کہا۔

"میری تعریف ـــ ہی ہی ۔۔۔۔ کیا عرض کروں ۔ بس قدرت کا کرشمہ ہے جو خود کو گھسیٹ رہا ہوں اب تک ورنہ اس عمر تک پہنچتے پہنچتے تو انسان اللہ میاں کو پیارا ہو جاتا ہے ۔" بوڑھے نے پوپلی آواز میں جواب دیا۔

"وہ کارڈ آپ ہی نے بھجوایا تھا ـــ"

"کارڈ ـــ میں سمجھا نہیں کہ آپ کس کارڈ کا تذکرہ کر رہی ہیں ـــ!"

"یہ رہا ـــ دیکھئے ـــ" شاہدہ نے آگے بڑھ کر عمران کے نام کا وزیٹنگ کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا ـــ!"

بوڑھا اس طرح پینترے بدل بدل کر اس کارڈ کو دیکھ رہا تھا جیسے پڑھنے کی کوشش کر رہا ہو ـــ پھر اس نے شیروانی کی جیبیں ٹٹولی تھیں اس کے بعد وہ دوبارہ شاہدہ سے مخاطب ہوا۔

"ذرا آپ ہی پڑھ کر سنا دیجئے ۔۔۔۔ میں پڑھنے والی عینک بھول آیا ہوں"

"یہ کارڈ مسٹر عمران کا ہے ـــ؟"

"عمران ـــ ماشاء اللہ ـــ نام ہی سے ہونہار ہونے کا احساس ہوتا ہے ۔ کون صاحبزادے ہیں ـــ"

"آپ یہاں کس مقصد سے آئے ہیں بڑے میاں ـــ" شاہدہ نے اس بار تلخ آواز میں پوچھا بوڑھے کی باتوں سے اب اسے چڑ ہونے لگی تھی۔

"اوہ ہاں ـــ میں تو بھول گیا تھا ۔۔۔۔ لیکن آپ کھڑی کیوں ہیں ـــ تشریف رکھئے ـــ"

"آپ غالباً اپنا وقت برباد کر رہے ہیں ـــ"

"بالکل نہیں ۔ میرے پاس فالتو وقت کی کوئی کمی نہیں ہے ۔" جب تک آپ کہیں گی بیٹھا رہوں گا ۔"

"ہم ۔ شاہدہ تلملا گئی ۔ کیا اب مجھے ملازموں کو آپکے لئے بلانا پڑے گا ۔"

"کیا ضرورت ہے تکلیف کرنے کی میں شلم سیر ہو کر نکلا تھا گھر سے ۔ ویسے ایک کپ چاء ضرور چل سکتی ہے ۔!"

"میں پوچھ رہی ہوں کہ تم یہاں کس مقصد سے آئے تھے ۔" شاہدہ کا موڈ آف ہونے لگا ۔

"اتنی جلدی بھی کیا ہے محترمہ ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ ارے ارے دیکھئے چلائیے گا نہیں میں قلب کا مریض ہوں ۔" بوڑھے نے جلدی سے صوفے پر پہلو بدلتے ہوئے کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ .....

"میں کہتی ہوں نکل جاؤ یہاں سے ورنہ ..... شاہدہ غصے سے ہونٹ چبانے لگی

"انسانی نفسیات کو سمجھنے کے لئے کتابی مطالعہ سے زیادہ تجربے اور مشاہدے کی ضرورت ہوتی ہے مس شاہدہ ۔" اس بار بوڑھے کا لہجہ یکلخت بدل گیا ۔ شاہدہ حیرت سے پلکیں جھپکانے لگی ۔ وہ آواز تو سو فیصدی عمران ہی کی تھی ۔

"مجبوری کچھ ایسی ہی تھی کہ میں یہاں اپنے اصلی حلیے میں نہیں آسکتا تھا ۔ بوڑھا جو عمران کے سوا اور کوئی نہ تھا اپنی اصلی آواز میں بولا ۔ کیا اب بھی آپ تشریف نہیں رکھیں گی ۔"

"آپ تو واقعی بڑی خوبیوں کے مالک ہیں ۔" شاہدہ نے مسکراتے ہوئے کہا پھر صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی ۔ "خدا کی قسم میں آپکو بالکل نہیں پہچان سکی تھی ۔"

"میں اس وقت ایک ضروری بات عرض کرنے آیا ہوں ۔"

"میں سمجھ چکی ہوں کہ آپ یہاں اس وقت کیوں آئے ہیں ۔" شاہدہ نے جلدی سے کہا۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ بلگرامی سے وہ میری دوسری ملاقات تھی۔ اس کے بارے میں اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتی کہ وہ قدرت کی ستم ظریفی کا شکار بنا ہوا ہے ۔"

"کیا آپ ان دونوں ملاقات کو تفصیل سے بتا سکیں گی۔"

"بڑی خوشی کے ساتھ مگر میں پہلے آپ کے لئے چائے کے لئے کہہ آؤں"

"میں تکلف کا عادی نہیں ہوں مس شاہدہ ..... اس وقت قطعاً ہی خواہش نہیں ہے ۔ پھر کبھی سہی ۔"

"شاہدہ نے اصرار نہیں کیا۔ چند لمحات تک وہ خاموش رہی پھر کہنے لگی۔

"میں نہیں جانتی کہ وہ کون ہے۔ اور کیا کرتا ہے ..... کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے جب اس نے مجھے فون کر کے ایک نفسیاتی الجھن کے سلسلے میں مشورہ مانگا تھا میں نے پہلے تو انکار کر دیا لیکن بعد میں اسکی باتوں نے مجھے مجبور کر دیا۔

پہلی بار وہ مجھ سے شیزان میں ملا تھا لیکن اس وقت وہ اپنی اصل شکل میں تھا ۔" شاہدہ نے تفصیل دہراتے ہوئے کہا ۔" دوسری ملاقات کیلئے بھی خود اسی نے مجھ کو فون کیا تھا اور میں فوراً آمادہ ہو گئی بات دراصل یہ ہے مسٹر عمران کہ اگر اس کا نفسیاتی علاج فوری طور پر نہ ہوا تو وہ ایک خطرناک مجرم بن جائے گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اپنی زندگی کو خود اپنے ہی ہاتھوں ختم کر دے ۔"

"کیا آپ کو اس کا پتہ معلوم ہے۔"

"جی نہیں۔۔۔۔ ویسے میں نے پوچھا تھا لیکن نہ جانے کیوں وہ ٹال گیا تھا۔"

"آپ نے مجرموں کی نفسیات کا شاید زیادہ مطالعہ نہیں کیا۔۔۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔ "بلگرامی اگر مجرم نہ ہوتا تو شیزان سے بھاگنے کے لئے دھوئیں کے بم کا استعمال کبھی نہ کرتا دوسرے یہ کہ ایک عام انسان اس قسم کے آتش گیر مادوں کو ہر وقت جیب میں لئے نہیں پھرتا۔"

"ٹھیک فرما رہے ہیں آپ۔۔۔ اس بات پر مجھے بھی حیرت ہوتی تھی۔"

"آپکو شاید یہ سن کر مزید حیرت ہوگی مس شاہدہ کہ بلگرامی ایک قاتل ہے جو ابتک دو تین بیگناہ انسانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ چکا ہے۔"

"اوہ۔۔۔ شاہدہ نے حیرت سے کہا۔۔۔ "یہ اطلاع میرے لئے بالکل نئی ہے لیکن آپ کو جب یہ بات معلوم تھی تو پھر آپ نے شیزان ہی میں اسے گرفتار کیوں نہیں کیا"

"میں اسے میک اپ میں ہونے کی وجہ سے پہچان نہیں سکا تھا۔ پھر اس کے بعد کیا ہوا یہ آپ بھی جانتی ہیں۔۔۔"

"آئی۔۔۔ سی۔۔۔ آپنے شاید جھلسے ہوئے چہرے کو اناس سے اسی لئے تشبیہ دی تھی کہ وہ بھڑک اٹھے۔"

"پروفیسر شیرازی اور ڈاکٹر ابراہیم کو بھی اسی شخص نے قتل کیا ہے۔" عمران بدستور سنجیدگی سے بولا مجھے اس بات کا اندیشہ بھی لاحق ہے کہ اس کا اگلا شکار آپ ثابت ہوں گی۔۔۔"

"ہیں۔۔۔۔ لیکن میں نے اس کا کیا بگاڑا ہے۔۔۔"

"مجرم کی نفسیات کو سمجھنا بڑا مشکل ہوتا ہے مس شاہدہ۔۔۔۔ آپ خواہ

کچھ بھی کہیں لیکن بلگرامی یہی سوچے گا کہ اس کو پھانسنے کے لئے میں نے آپکو چارے کے طور پر استعمال کیا ہے۔ ایسی شکل میں ظاہر ہے کہ وہ آپ سے بھی انتقام لینے پر آمادہ ہو سکتا ہے ــــ"

"میں سمجھ رہی ہوں آپکا مقصد ــــ" شاہدہ نے تھوک نگلتے ہوئے جواب دیا

"پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے آپکی حفاظت کے لئے معقول انتظام کر دیا ہے لیکن اس کے باوجود آپکو آگاہ کرنا ضروری تھا۔

"میں آپکی شکر گزار ہوں عمران صاحب۔"

"شرمندہ کر رہی ہیں آپ.... میں نے اپنا فرض پورا کیا تھا۔"

"ایک بات الجھ رہی ہے میرے ذہن میں ــــ" شاہدہ نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا "پروفیسر شیرازی اور ڈاکٹر ابراہیم کو اس نے کیوں قتل کیا تھا۔"

"فی الحال میں تفصیلات کا اظہار کرنا اپنے اصول کیخلاف سمجھتا ہوں.... ویسے کیا آپ نے کبھی اس بات پر غور کرنے کی زحمت کی تھی۔ کہ بلگرامی نے خاص طور پر آپ کو نفسیاتی مشورے کیلئے کیوں انتخاب کیا جبکہ نفسیاتی علاج کے کئی ادارے موجود ہیں اس شہر میں ــــ"

"یہ بات میں نے نہیں سوچی تھی ــــ" شاہدہ نے عمران کو وضاحت طلب نگاہوں سے دیکھا ــــ "کیا اس میں بھی کوئی چال تھی اس کی ــــ"

"میں اسے چال نہیں بلکہ تعلق کہوں گا ــــ"

"کیا مطلب ــــ؟"

"آپ چونکہ مرحوم پروفیسر شارق کی لڑکی ہیں اس لئے بلگرامی کا تعلق آپ

کی ذات سے ہونا بھی ضروری ہے۔"

"کک۔ کیا۔۔۔" شاہدہ اچھل پڑی کیا ڈیڈی کو بھی اسی نے مارا تھا۔"

"فی الحال آپ ان تمام باتوں کو ذہن سے نکال کر صرف میرے مشورے پر عمل کرتی رہیں میں یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے ڈیڈی کا قاتل خواہ کوئی بھی ہو بہت جلد قانون کے ہاتھوں میں بے بس نظر آئے گا۔۔۔"

شاہدہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔ پروفیسر شارق کا زخم اس کے دل میں دوبارہ تازہ ہو گیا تھا اس کی آنکھیں نمناک نظر آ رہی تھیں۔ چہرہ غم کی عکاسی کر رہا تھا۔

"مجھے آپ سے اور بھی بہت ساری باتیں کرنی ہیں لیکن اگر درمیان میں چائے کی ایک پیالی مل سکے تو زیادہ اچھا ہے۔" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ مقصد صرف یہی تھا کہ شاہدہ کے ذہن کو دوسری طرف لگایا جا سکتا۔"

"میں ابھی چائے بنواتی ہوں۔۔۔" شاہدہ نے اٹھتے ہوئے کہا پھر ڈرائنگ روم سے چلی گئی۔

عمران نے کچھ ایسے ہی انداز میں منہ چلانا شروع کر دیا تھا جیسے کوئی بوڑھا پہاڑی بکرا جگالی کر رہا ہو۔

کیپٹن فیاض اس وقت کسی کیس فائل کی اسٹڈی میں مصروف تھا جب فون کی گھنٹی بجی تھی چند لمحات تک تو وہ اسے ٹالتا ہی رہا فائل چونکہ ایک ضروری کیس سے متعلق تھا اس لئے وہ اپنی توجہ کسی اور طرف نہیں لگانا چاہتا تھا لیکن دوسری طرف سے فون کرنے والا بھی شائد کان میں انگلی دے کر بیٹھ گیا تھا۔

فیاض کو مجبوراً اپنی توجہ منبذول کرنی پڑی۔

"ہیلو ــــ کیپٹن فیاض اسپیکنگ۔" اس نے ریسیور اٹھا کر ماؤتھ پیس میں کہا۔

"میں عمران بول رہا ہوں سوپر فیاض ..... کیا کر رہے ہو ــــ"

"یوں ہی ذرا ایک ضروری فائل دیکھ رہا تھا ــــ تم سناؤ کہاں تک پہنچے اس سلسلہ میں ــــ"

"فون کرنے کا مقصد یہی تھا۔ کہ مجھے اب تم سے بھی ایک کام لینا ہے۔"

"میں تیار ہوں۔ لیکن کیا تم شیزان میں دھوتیں کے بادلوں والی واردات کی تفصیل سن چکے ہو ــــ"

"پرانی خبر ہو چکی ہے۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لئے یہ بتا دوں کہ وہ سب کچھ میری ہی ذات کی وجہ سے ہوا تھا ــــ"

"اوہ ۔ فیاض نے سنجیدگی سے کہا تفصیل کیا تھی ۔؟

"فی الحال صرف اتنا سن لو کہ ہمارا مطلوبہ قاتل قانون کی گرفت میں آتے آتے صاف نکل گیا ۔"

"تو کیا وہ اسی کی حرکت تھی ۔"

"میں کہہ چکا ہوں کہ یہ پرانی خبر ہو گئی ہے ۔" عمران نے جواب دیا ۔ میں تم سے ایک دوسرا کام لینا چاہتا ہوں "

"بولو ۔ کیا کام ہے ۔"

"تمہیں نکسن اسٹریٹ کی عمارت نمبر بارہ کی خانہ تلاشی لینی ہے ۔"

"تلاشی کا جواز کیا ہو گا ۔"

"درمیان میں مت بولو فیاض ۔ صرف غور سے سنتے رہو ۔"

ریسیور پر عمران کی جھلائی ہوئی آواز ابھری "نکسن اسٹریٹ کی عمارت نمبر نفتی ٹو ایک غیر ملکی رابرٹ ڈیوڈ کی ملکیت ہے ۔ وہ بالکل تنہا رہتا ہے ۔ وہاں ۔ ڈیوڈ کے سلسلے میں اس بات کا خاص خیال رکھنا کہ وہ ملٹری کا ریٹائرڈ افسر ہے انتہائی سخت مزاج اور چڑچڑی شخصیت کا مالک ہے ۔ تمہیں بس اس کی رہائش گاہ میں داخل ہو کر یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا وہ واقعی وہاں تنہا رہتا ہے یا کوئی ملازم بھی ہیں "

"یہ معلوم کرنے کے لئے اور بھی بہت سے طریقے ہو سکتے ہیں "

"نہیں ۔ جو میں کہہ رہا ہوں صرف وہ کرو میں چاہتا ہوں کہ تم ڈیوڈ سے مل کر کچھ گفتگو بھی کرو اور اگر ہو سکے تو مکان کے تمام کمروں کو بھی ایک نظر جھانکتے آنا ۔"

"کیا میں وہاں پولیس آفیسر کی حیثیت سے جاؤں"

"یہ تمہاری مرضی پر منحصر ہوگا۔ لیکن کسی بھی صورت میں ڈیوڈ کو اس بات کا شبہ نہیں ہونا چاہیئے کہ تم وہاں بھیجے گئے ہو۔"

"ڈیوڈ پر تم کس قسم کا شبہ کر رہے ہو۔" فیاض نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا

"پچھلے سال کی بات ہے جب اس نے میری بکری چرالی تھی۔"

"بتانا نہیں چاہتے۔"

"میرا خیال ہے۔ کہ میں نے یہ کام تمہیں سونپ کر غلطی ہی کی ہے۔ اچھا تم رہنے دو۔ میں کسی اور سے کام لے لوں گا۔"

"برا مت کرو یار۔ میں ویسے بھی آج کل پریشان ہوں۔ ڈاکٹر براہم کا مسئلہ بری طرح الجھ کر رہ گیا ہے۔"

"ڈیوڈ اور تمہاری ملاقات کی تفصیل جاننے کے لئے میں تمہیں دو گھنٹے بعد دوبارہ فون کروں گا۔ ایکبار پھر اچھی طرح سوچ لو کہ اگر تم نے کسی بھی معاملے میں اپنی کھوپڑی استعمال کرنے کی کوشش کی تو نتائج کی ذمہ داری بھی تمہیں ہوگی۔"

دوسری جانب سے سلسلہ چونکہ بند ہو چکا تھا اس لئے فیاض نے ریسیور رکھ دیا فائل بند کر کے لاکر میں رکھی پھر اٹھ کر باہر آگیا۔ نکسن اسٹریٹ کی روانگی سے قبل وہ اپنی وردی بدلنا چاہتا تھا اس لئے پہلے اسے گھر جانا پڑا پھر یہ بات اسے گھر ہی پر سوجھی تھی کہ اسے ڈیوڈ سے میک اپ میں ملنا چاہیئے۔!

بیس منٹ بعد وہ اپنی تیاری مکمل کر کے نکسن اسٹریٹ کی بارہ نمبر عمارت کے سامنے موجود تھا یہاں تک آنے کے لئے اس نے اپنی پرائیویٹ کار کا استعمال کیا

تھا۔ چند لمحات تک وہ کار میں بیٹھا اس بات کا انتظار کرتا رہا کہ شاید کوئی ملازم پھاٹک کھولنے کے لئے آئے لیکن پھر اسے خود ہی نیچے اتر کر پھاٹک کھولنا پڑا تھا اس کے بعد وہ بڑے اطمینان سے اپنی کار عمارت کے پورٹیکو تک لے گیا تھا۔ جہاں ایک مدھم پاور کا بلب ٹمٹما رہا تھا۔ فیاض نے کار سے نیچے اتر کر کال بیل کو دبایا تھا۔ دور اندر کہیں گھنٹی کی آواز سنائی دی تھی لیکن پانچ منٹ تک دوسری طرف سے کوئی نہیں ملا۔ فیاض نے دوسری بار بیل بجائی پھر تیسری بار بھی جب جواب نہیں ملا تو اس نے اپنی ایک انگلی کال بیل پر ہی رہنے دی۔ اندر سے مستقل گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"کون ہے۔" دور سے کسی نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔ پھر کھڑکھڑاہٹ کی آواز ابھر کر دروازے کے قریب آنے لگی اس کے بعد بولٹ کھولنے کی آواز ابھری تھی دروازہ کھلا اور فیاض اس فرد کو غور سے دیکھنے لگا جو وہیل چیئر والی کرسی پر بیٹھا ہوا اسے خطرناک نظروں سے گھور رہا تھا اس کے چہرے پر چڑچڑاہٹ کے تاثرات موجود تھے۔ جلد کی رنگت کھردری اور قدرے سیاہ تھی۔ شیو اچھا خاصہ بڑھا ہوا نظر آرہا تھا سر کے بال اس طرح الجھے ہوئے تھے جیسے برسوں سے کنگھی اور بالوں کے درمیان کوئی تعلق نہیں رہا تھا۔

"کون ہو تم ——" اس نے فیاض کو گھورتے ہوئے پوچھا آنکھوں سے نفرت پھوٹ رہی تھی۔

"کیا میں اس وقت مسٹر ڈیوڈ سے مخاطب ہوں ——"

"ہاں ..... میں ڈیوڈ ہوں۔ لیکن تم نے ابھی تک یہاں آنے کا مقصد نہیں بتایا"

"میرا تعلق ٹیکس ڈیپارٹمنٹ سے ہے مسٹر ڈیوڈ ——" فیاض نے بڑے مہذب

انداز میں کہا۔ کیا آپ مجھے اپنا تھوڑا سا قیمتی وقت دے سکتے ہیں۔ معاملہ اگر اہم نہ ہوتا تو میں اس وقت آپکو زحمت کبھی نہ دیتا۔"

"کہو۔۔۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔۔۔ ڈیوڈ نے خشک لہجے میں کہا۔

"کیا یہیں دروازے پر کھڑے ہو کر گفتگو کی جائے گی۔"

"ہاں۔۔۔ میں غیر ضروری مہمانوں کو چوکھٹ کے اندر داخل ہونے کی اجازت کبھی نہیں دیا کرتا۔۔۔"

"اوہ۔" فیاض نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔۔۔ "لیکن بات دراصل یہ ہے کہ میں مکان کا اندر سے جائزہ لینا چاہتا ہوں۔۔۔"

"کیا مطلب۔؟"

"میرا تعلق جائیداد ٹیکس سے ہے۔ مسٹر ڈیوڈ۔۔۔۔۔ جب تک مکان کو اندر سے نہ دیکھا جائے گا ٹیکس کی تشخیص درست طور پر نہیں کی جا سکتی۔۔۔"

"میں تمہیں یہیں بیٹھے بیٹھے معلومات فراہم کر سکتا ہوں۔"

"کیا میرے اندر آنے میں کوئی خاص اعتراض ہے آپکو۔۔۔"

"فضول باتیں مت کرو۔۔۔" ڈیوڈ جھلا گیا۔۔۔ "تم کسی بھی قانون سے مجھے اس کے لئے مجبور نہیں کر سکتے ویسے بھی سن سٹ کے بعد تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا۔۔۔!"

"اس کے لئے میں پہلے ہی معذرت کر چکا ہوں۔۔۔"

"گفتگو کو مختصر کرنے کی کوشش کرو مسٹر۔۔۔۔۔ میرے پاس فالتو وقت نہیں ہے۔"

"مسٹر ڈیوڈ..... میں نے تو آپ کی بہت تعریف سنی تھی لیکن ——"

"لیکن میں تمہارے لئے بہت خشک ثابت ہو رہا ہوں — کیوں — یہی کہنا چاہتے تھے نا —"

"آپ غلط سمجھ رہے ہیں جناب —! میں دراصل —"

"وقت مت برباد کرو میرا —" ڈیوڈ نے اس بار بھی اس کا جملہ کاٹتے ہوئے تیزی سے جواب دیا۔ "میں تمہیں کسی قیمت پر بھی اندر آنے کی اجازت نہیں دوں گا — اب بتاؤ تم کیا کہنا چاہتے ہو —"

"میرا خیال تھا۔ کہ ایک ریٹائرڈ فوجی افسر ہونے کی حیثیت سے آپ حکومت کے بنائے ہوئے قانون سے تعاون کریں گے۔"

"تم مجھے قانون کے نکتے سمجھانے آئے ہو یہاں —" ڈیوڈ سرد لہجے میں بولا

"غلط سوچ رہے ہیں آپ —" فیاض بھی قدرے تیز ہو گیا۔ مکان کا اندر سے جائزہ لئے بغیر ٹیکس کی تشخیص میں زیادتی بھی ہو سکتی ہے۔

"ہم —! گویا تم مجھے اب دھونس بھی دو گے —! کیوں —"

"آپ خواہ مخواہ بات بڑھانے کی کوشش کر رہے ہو مسٹر ڈیوڈ — فیاض کا لہجہ بھی خشک ہو گیا — کم از کم آپ جیسے پڑھے لکھے لوگوں سے مجھے ایسے برتاؤ کی توقع نہیں تھی۔"

"میں کہتا ہوں چلے جاؤ یہاں سے ورنہ میں بہت بری طرح پیش آؤں گا ڈیوڈ خطرناک لہجے میں غرایا تھا۔ لہجہ بتا رہا تھا کہ اس نے جو کچھ کہا ہے وہ کر گزرنے کی ہمت بھی رکھتا ہے۔

"مسٹر ڈیوڈ..... تم حکومت کے ایک آفیسر کی بے عزتی نہیں کر سکتے ـــ!"

"گٹ آؤٹ ـــ" ڈیوڈ غصہ میں حلق کے بل چلّایا تھا۔ میں اگر کھڑے ہونے کے قابل ہوتا تو تمہیں دھکے دے کر یہاں سے اٹھا کر باہر پھینک دیتا ـــ!

"غلط اسٹیمیٹ کر رہے ہو اپنے آپ کو ـــ قانون کا خیال اگر نہ ہوتا تو میں بھی تم سے نمٹ سکتا تھا ـــ!

"یو ریش ـــ سوائن..... آئی سے گٹ آؤٹ ـــ" اس بار ڈیوڈ اتنی زور سے چلایا تھا کہ اس کی کرسی تک تھرتھرا گئی۔

فیاض کے دل میں تو یہی آئی تھی کہ ڈیوڈ کو دو چار فرمائشی ہاتھ اڑا دے لیکن اسے عمران کی ہدایت کا خیال آگیا ـــ اس نے بھی یہی کہا تھا کہ ڈیوڈ کی عمارت کو اندر سے دیکھ لیا جائے ـــ! مقصد کیا تھا ـــ یہ بات اس کے فرشتوں کو بھی نہیں معلوم تھی اس کے علاوہ عمران نے اس بات کی ہدایت بھی کی تھی کہ وہ اپنی کھوپڑی کو استعمال کرنے کی کوشش نہ کرے۔"

فیاض عجیب الجھن میں پڑ گیا..... ڈیوڈ کسی خونخوار درندے ہی کی طرح اس کا راستہ روکے ہوئے تھا۔

"میں کہتا ہوں چلے جاؤ یہاں سے ـــ" ڈیوڈ دوبارہ غرایا۔ "میں تمہیں ایک منٹ کے لئے بھی اپنی چھت کے نیچے برداشت نہیں کر سکتا ٹیکس کی تشخیص کے بارے میں تم جو چاہے ارمان نکال لینا میں اس قماش کے لوگوں میں سے نہیں ہوں جو تم جیسے دو ٹکوں کے افسروں سے مرعوب ہو جائیں ـــ"

"میں مکان دیکھنے کیلئے پولیس کی امداد بھی حاصل کر سکتا ہوں مسٹر ڈیوڈ ـــ"

فیاض نے دوسرا طریقہ اختیار کیا۔

"پولیس کی دھونس کسی اور کو دینا ــــ اور اب تم فوراً اباؤٹ ٹرن ہو جاؤ ورنہ میں تمہیں شوٹ کر دوں گا۔ چلو نکلو یہاں سے۔"

ڈیوڈ نے اسبار انتہائی سرد اور خشک لہجہ میں کہا۔ پھر اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے امریکن کولٹ نکال کر اس پر اپنی گرفت جمالی تھی۔ تیور خطرناک ہی تھے۔

فیاض کے دل میں ایکبار پھر یہی آئی تھی کہ ڈیوڈ پر ہاتھ چھوڑ دے لیکن اس نے بڑی مشکلوں سے اپنے آپ پر قابو پایا تھا بہرحال وہاں سے جاتے وقت اس نے ڈیوڈ کو کچھ ایسی ہی خونخوار نگاہوں سے گھورا تھا جیسے یہ کہہ رہا ہو کہ ــ

"سمجھ لوں گا تم سے ــــ" اس کے بعد وہ تیزی سے کار میں داخل ہو کر انجن اسٹارٹ کرنے لگا۔!

دس بجے جولیلے نے آخری بار عمران کو دن بھر کی تفصیلی رپورٹ دی تھی.....
جس بوڑھے کے بارے میں اس نے خاص طور پر بتایا تھا وہ چونکہ عمران بذات خود تھا
اس لئے اس نے کوئی دھیان نہ دیا البتہ اس نے جولیلے کے بیان سے یہ ضرور اندازہ لگا لیا
تھا کہ وہ سارے کے سارے اپنی جگہ چاق و چوبند ہیں۔"

"گڈ۔" عمران نے پوری رپورٹ سننے کے بعد ایکسٹو کی آواز میں کہا۔ "مجھے
خوشی ہے۔ کہ اب تم لوگ اپنے فرض کی ادائیگی میں بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر رہے
ہو۔ یہ سلسلہ کم از کم تین روز اور پوری جانفشانی سے جاری رہنا چاہیئے۔ اس کے
بعد ہو سکتا ہے کہ تم لوگوں کی ڈیوٹیاں بدل دی جائیں۔"

"آپ مطمئن رہیں جناب ہم پوری طرح محتاط ہیں۔"

"بنگلے کی پشت والے حصے کی نگرانی کا خاص طور پر خیال رکھنا اس طرف درختوں
کی تعداد زیادہ ہے۔ اس لئے ممکن ہے۔ کہ مجرم ان کا سہارا لے۔"

"میں اس پر پہلے ہی غور کر چکی ہوں جناب۔ لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ
مجرم شاہد پر قاتلانہ حملہ کرے گا۔"

"ہاں۔ اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ اپنے فرائض سے ایک سیکنڈ کے لئے بھی

غافل مت ہونا ـــــ ممکن ہے تم لوگوں کے امتحان کی خاطر میں کسی وقت رات میں وہاں داخل ہونے کی کوشش کروں ـــــ"

"آپ ـــ ضرور تشریف لائیے چیف ـــــ ہم امتحان میں پورے اتریں گے"

"گڈ ـــــ" عمران نے مختصراً جواب دیا پھر ریسیور رکھ دیا۔

دوسرے کمرے میں آتے ہی اس کی نظر کیپٹن فیاض پر پڑی تھی جو اس وقت غصے سے لال پیلا ہو رہا تھا۔ جوزف بھی اس کے قریب ہی موجود تھا۔ اس کے تیور بھی کچھ اچھے نظر نہیں آ رہے تھے۔ عمران کو حالات سمجھ لینے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئی کیپٹن فیاض اس وقت چونکہ ریڈی میڈ میک اپ میں تھا اس لئے ظاہر ہے کہ جوزف نے اسے فلیٹ میں داخل ہونے سے روکا ہوگا اور پھر بات بڑھ کر ناراضگی کی حد تک پہنچ گئی ہوگی ..... جب سے عمران نے شہباز والے معاملے میں جوزف کو آڑے ہاتھوں لیا تھا وہ بہت محتاط ہو گیا تھا۔

عمران نے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات پیدا کئے پھر کمرے میں آ گیا۔

"بب ـــ باس ـــ" جوزف اسے دیکھتے ہی بول پڑا ذرا جلدی سے اس بات کی تصدیق کر دو کہ یہ آدمی کیپٹن فیاض نہیں ہے۔ پھر میں اسے اٹھا کر بالکونی سے باہر سڑک پر اچھال دوں گا ـــــ

"میں کہتا ہوں دور ہو جاؤ میری نظروں سے ورنہ گولی مار دوں گا ـــ" فیاض بپھر کر اٹھ کھڑا ہوا ـــــ جنگلی ـــ ایڈیٹ ـــــ"

"کیا بات ہے جوزف ـــــ" عمران نے بدستور سنجیدگی سے پوچھا

"باس ـــــ! اس نے خود کو فیاض بتا کر اندر داخل ہونے کی کوشش کی ہے

اسی لئے میں اس کے سر پر مسلط ہوں مجھے بتاؤ یاس کہ یہ کون ہے؟

"یہ کیپٹن فیاض ہی ہیں مسٹر جوزف۔ اس لئے اب آپ براہ مہربانی خاموشی سے یہاں سے چلتے پھرتے نظر آئیے۔"

جوزف نے حیرت سے پلکیں جھپکا کر فیاض کو شناخت کرنے کی کوشش کی۔ پھر شانے اُچکاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

فیاض دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا لیکن غصے کے تاثرات بدستور موجود تھے اس کے چہرے پر۔"

"کیا بات ہے سوپر۔" عمران نے بڑی سادگی سے پوچھا۔ "تمہارا پارہ اس قدر چڑھا ہوا کیوں ہے۔"

"میں جوزف کے بچے کو کسی دن شوٹ کر دوں گا۔"

"کسی دشمن نے تمہارے کان بھر دیئے ہوں گے..... جوزف شادی کے نام ہی پر بھڑک اٹھتا ہے۔ اسلئے بغیر شادی کے بچے ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

"انتہائی ناقابل برداشت شخصیت کا مالک ہے۔ خدا جانے تم اس جنگلی نیگرو کو کیسے بھگت رہے ہو۔"

"میری بات چھوڑو فیاض ڈیئر۔ میں تو تمہارے جیسے شریف آدمیوں کو بھی برداشت کر لیتا ہوں۔"

"کیا مطلب۔؟"

"پتہ نہیں۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔ ویسے کیا میرا یہ اندازہ غلط ہے کہ تم اس وقت نکسن اسٹریٹ سے سیدھے ادھر ہی آ رہے ہو۔!"

"ٹھیک سوچا ہے۔ تم نے ——" فیاض نے جھلاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ مجھے صرف تمہاری ہدایت کا خیال رکھ کے رکھا ورنہ میں اس ڈیوڈ کے پٹھے کو بھون کر رکھ دیتا۔ انتہائی الو کے پٹھے قسم کا آدمی ہے۔"

"خیریت تو ہے ——" عمران نے اس کے قریب والی کرسی سنبھال لی پھر جیب سے چیونگم نکال کر اس کا کاغذ چھیلنے لگا۔

"ڈیوڈ آخر تمہیں کس سلسلے میں درکار ہے ——" فیاض نے پوچھا

"تم معاہدے کی خلاف ورزی کر رہے ہو سوپر فیاض۔ ....." فی الحال مجھے ذرا تفصیل سے سناؤ کہ ڈیوڈ اور تمہارے درمیان کیا باتیں ہوئی تھیں ——"

فیاض نے فوراً ہی کوئی جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر تک وہ عمران کو گھورتا رہا پھر مزید کچھ دیر تک وہ اپنی جھلاہٹ پر قابو پانے کی کوشش میں مصروف رہا اس کے بعد اس نے دانت پیس کر اور کرسی پر عصے سے پہلو بدل کر ان تمام حالات کو بڑی وضاحت سے دہرایا۔ جو ڈیوڈ کے ساتھ پیش آئے تھے۔ عمران لاپرواہی سے تفصیل سنتا رہا۔

"اب کیا پروگرام ہے تمہارا ——"

"فی الحال سونے کا ارادہ ہے"

"میرا اشارہ ڈیوڈ کی طرف تھا ——!"

"توبہ کرو فیاض ——" عمران نے متحیرانہ انداز میں اسے گھورتے ہوئے کہا۔ "کیا تمہارے باپ بھائی نہیں ہیں جو تم غیر مردوں کو اشارہ کرتے پھرتے ہو اگر تمہاری بیوی نے سن لیا تو کیا ہوگا ——؟"

"مجھے معلوم ہے کہ تم آخری وقت تک مجھے تاریکی ہی میں رکھو گے لیکن کبھی

کبھی تمہاری یہ باتیں مجھے سخت ناگوار گزرتی ہیں! ڈیوٹی کے سلسلے میں بھی مجھے خون کے گھونٹ پینے پڑے ہیں۔"

"شربت انار دانہ رہا ہوگا فیاض۔۔۔ اس کا رنگ بھی انسانی خون سے ملتا جلتا ہے۔"

"جہنم میں جاؤ۔۔۔" فیاض تلملا کر بولا۔۔۔ مجھے صرف یہ بتا دو کہ اب میرے ذمہ کیا کام ہے۔"

"تم فی الحال صبر کرو سوپر فیاض! میں نے سنا ہے کہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے!"

"میں اٹھ کر چلا جاؤں۔۔۔"

"یار تم لوگ اتنی غلط اردو کیوں بولتے ہو۔۔۔" عمران نے الجھتے ہوئے کہا۔ "صرف یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ کیا میں چلا جاؤں۔۔۔ بات ظاہر ہے کہ جانے کیلئے تمہارا اٹھنا یقینی بات تھی کرسی پر بیٹھے بیٹھے تو تمہاری روانگی نہیں ہو سکتی تھی۔

فیاض دانت پیس کر رہ گیا اگر کوئی دوسرا موقعہ ہوتا تو وہ اب تک اپنی افسری کا رعب جھاڑ کر نو دو گیارہ ہو گیا ہوتا لیکن اس وقت سچویشن دوسری تھی اس وقت اس کی افسری ہی کا معاملہ تھا جو وہ عمران کو ہر قیمت پر بھگتنے پر مجبور تھا ڈاکٹر ابراہیم کے مرڈر کیس نے اس کی دو پوزیشن ختم کر دی تھی۔ جو شیرازی کے قاتل کے اتفاقاً ہاتھ آنے سے بن گئی تھی۔۔۔۔۔۔ ایک ہی طریقہ کار نے فیاض کے علاوہ اوپر والے افسروں کو بھی یہ سمجھنے کا موقع فراہم کر دیا تھا کہ شہباز محض کرائے کا قاتل تھا اصل مجرم ابھی تک آزاد گھوم رہا تھا۔

شہباز کی گرفتاری میں بھی عمران ہی نے اس کی ریپوٹیشن کا بھرم قائم کیا تھا

فیاض اس بات کو بخوبی سمجھ رہا تھا۔ عمران اصل قاتل کے پیچھے لگا ہوا ہے۔۔۔۔ ایسی صورت میں عمران سے بگاڑ کر کے وہ خود اپنی ساکھ کو کیسے برباد کر لیتا اور سپرنٹنڈنٹ کے عہدے تک بھی وہ عمران ہی کی مدد سے پہنچا تھا۔

"کیا بات ہے۔ فیاض ڈیئر۔۔۔۔ کیا اب کوئی دور کی کوڑی لانے کی سوچ رہے ہو"

"خدا کے لئے اب زیادہ بور مت کرو۔۔۔" فیاض نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔ میں ویسے ہی بہت زیادہ پریشان ہوں۔ ڈیوڈ کے معاملے نے مجھے اور بھی الجھن میں مبتلا کر دیا ہے۔۔۔!"

"یہ سب کچھ تمہاری اپنی حماقتوں کا نتیجہ ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"تم نے ڈیوڈ سے الجھ کر غلطی کی تھی۔۔۔" عمران نے اس بار سنجیدگی سے جواب دیا جو کچھ اندازہ میں نے قائم کیا تھا اگر وہ ٹھیک ہے تو پھر اب تک ڈیوڈ نکسن اسٹریٹ کی اس عمارت سے بہت دور جا چکا ہوگا۔"

"مشکل ہے۔۔۔ ایک اپاہج کیلئے فرار ہونے میں کچھ وقت ضرور لگتا ہے"

"وہ اپاہج نہیں ہو سکتا مسٹر فیاض۔۔۔ ویسے اب تمہاری اطلاع کے لئے یہ بھی بتا دوں کہ اس کا نام ڈیوڈ بھی نہیں ہو سکتا۔۔۔"

"آئی۔۔۔۔ سی۔۔۔" فیاض نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔۔۔ کیا تم اسی کو اصل مجرم سمجھ رہے ہو۔"

عمران نے کوئی جواب دینا چاہا تھا لیکن ٹھیک اسی وقت فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے جھپٹ کر ریسیور اٹھا لیا۔۔۔۔ اس کے چہرے پر اچانک الجھن کے تاثرات

ابھر آئے تھے۔

"ہیلو..... عمران اسپیکنگ۔" اس نے ماؤتھ پیس میں کہا

"بلیک زیرو دس اینڈ..... میں ایک ضروری اطلاع دینا چاہتا ہوں"

"جلدی کہو۔۔۔ میں پوری بات سننے کے لئے بے چین ہوں"

"نکسن اسٹریٹ کی ۵۲ نمبر کی عمارت ابھی کچھ دیر پہلے ایک خوفناک دھماکے سے پھٹی تھی۔ پورے علاقے میں اس حادثے سے کھلبلی مچی ہوئی ہے۔"

"اوہ۔ اوہ۔۔۔" عمران ہاتھ ملتا ہوا بولا مجھے اسی خبر کی توقع تھی۔

"بڑی خطرناک آگ لگی ہوئی ہے جناب۔۔۔ شعلے آسمان سے باتیں کر رہے ہیں"

"کیا فائر انجن ابھی تک نہیں پہنچے۔"

"جی نہیں۔ ویسے مختلف فائر اسٹیشنوں کو اس حادثے کی اطلاع دی جا چکی ہے"

"کیپٹن فیاض اس وقت میرے سامنے موجود ہیں۔ کیا تم یہ اطلاع انہیں زبانی پسند کرو گے۔" عمران نے فیاض کو گھورتے ہوئے کہا۔ جو اس وقت بوکھلاتے ہوئے انداز میں اس کے سامنے سوالیہ نشان بنا بیٹھا تھا۔!

"کیا یہ ضروری ہے۔"

"ہاں۔۔۔" عمران نے مختصراً کہا پھر ریسیور فیاض کی طرف بڑھا دیا

فیاض نے بھی فون پر بلیک زیرو کی زبانی نکسن اسٹریٹ کی عمارت نمبر ۵۲ کی تباہی کی خبر موصول کی تھی۔ پھر دوسری طرف بلیک زیرو نے سلسلہ ختم کر دیا تھا۔

"عمران۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔۔۔" فیاض نے ریسیور رکھتے ہوئے مردہ سے لہجے میں پوچھا۔

"مجھے اسی بات کا شبہ تھا کہ اگر میرا اندازہ ٹھیک نکلا تو مجرم اپنی رہائش گاہ کو تباہ کر ڈالے گا ——!"

"تم نے مجھے تاریکی میں رکھا تھا ورنہ میں ڈیلوڈ کو اسی وقت گرفتار کر لیتا"

"مروت —— صرف عمارت ہی تباہ ہوتی ہے —— قاتل نے اپنے آپکو اس آگ میں روسٹ بنانے کی حماقت نہیں کی ہوگی —— آؤ میرے ساتھ ——"

پھر وہ دونوں تیزی سے آگے پیچھے باہر نکلے تھے۔!

نکسن اسٹریٹ کی نو کا عمارت کسی گندھک کے کنوئیں کی مانند دہک رہی تھی عمارت سے اٹھنے والے شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔ لوگوں کا ایک اژدھام جمع تھا وہاں۔ قرب وجوار کی عمارتوں کو بڑی تیزی سے خالی کیا جا رہا تھا عجب افراتفری کا عالم تھا ہر طرف!

فائر بریگیڈ کے چار انجن بڑی تندہی سے آگ پر قابو پانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن آگ ہر لحظہ زور پکڑتی جا رہی تھی اب تک قریب کی دو عمارتیں اور بھی لپیٹے میں آ چکی تھیں پولیس اور اسکاوٹس کے رضاکار ہجوم کو ہٹانے کے لئے بار بار ہینڈ مائکس پر چلاتے پھر رہے تھے لیکن مجمع پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا..... تماشائیوں کی تعداد بڑھتی ہی گئی پولیس نے مجبور ہو کر دو تین بار کئی مقاموں پر ہلکا لاٹھی چارج بھی کیا تھا۔

چیخ و پکار سے کان پڑی آواز نہ سنائی دے رہی تھی عورتوں اور مردوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگے ہوئے تھے پھر اچانک ملٹری کی دو ٹرک آ کر رکیں اور ان میں سے سنگین والی بندوقیں لئے فوجی کود کود کر نیچے اترنے لگے۔ پولیس کی پیٹرولنگ وائرلیس کار سے ایکبار پھر اعلان کیا گیا کہ نکسن اسٹریٹ کا پورا علاقہ فوج کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ ہجوم سے اس بار سخت لہجے میں کہا گیا کہ وہ دس منٹ کے اندر اندر اپنے ٹھکانوں پر چلے جائیں ورنہ فوجی انہیں سختی بھی شروع کر دیں گے۔ گولیوں والی دھمکی بڑی کارآمد ثابت ہوئی مجمع کائی کی طرح چھٹنے لگا۔ فوجی نوجوان بڑی خوبصورتی سے دس منٹ کے اندر

اندر پوری سڑک صاف کرانے میں کامیاب ہو گئے تھے لیکن عمارتوں کی چھتوں اور کھڑکیوں پر ابھی تک لوگ جمع تھے سڑک پر اب صرف وہی افراد باقی رہ گئے تھے جن کا تعلق پولیس یا رضاکاروں سے تھا۔ فیاض اور عمران بھی انہیں افراد میں شامل ہو گئے فائر انجن کے عملے کو آگ پر قابو پانے کے لئے اپنی جدوجہد تیز کر دینے میں اب خاصی آسانی ہو گئی تھی لیکن عمارت سے بھڑکنے والے شعلے ابھی تک ان کے قابو سے باہر تھے۔

"اُف میرے خدا۔ کیا ڈیوڈ سچ مچ پاگل ہو گیا تھا۔" فیاض نے سنجیدگی سے کہا۔ اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا کہ وہ اس قدر خطرناک ثابت ہو گا تو خدا کی قسم میں اسے گولی مار دیتا"

عمران نے کوئی جواب نہیں دیا اس کا چہرہ کسی اندرونی جذبے کے تحت غصے سے تمتما رہا تھا نگاہیں بدستور عمارت سے اٹھنے والے شعلوں پر جمی ہوئی تھیں۔ فیاض کی بات کو اس نے کوئی اہمیت نہیں دی ممکن ہے سنا بھی نہ ہو۔

"تم نے ڈیوڈ کی شخصیت کو پوشیدہ رکھ کر غلطی ہی کی تھی۔" فیاض نے دوبارہ کہا

"ختم کرو فیاض۔" عمران سخت لہجے میں پلٹ کر بولا۔ جو کچھ بھی ہوا ہے اس میں سو فیصدی تمہاری حماقت کو دخل ہے۔"

"کیوں۔ میں نے کیا کیا۔؟"

"تم نے ڈیوڈ سے الجھ کر حماقت کا ثبوت دیا تھا۔ ... کیا میں نے تفصیلات سننے کے فوراً بعد ہی اس خطرے کا اظہار نہیں کیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اسنے تمہیں شناخت کر لیا ہو۔"

"لیکن تم نے عمارت کو اندر سے دیکھنے کی ہدایت کی تھی"

"ٹھیک ہے۔ مگر یہ کب کہا تھا کہ تم ڈیوڈ کو پولیس کی دھونس بھی دے ڈالو"

"وہ بات کوئی ایسی خاص نہیں تھی۔" فیاض نے جلدی سے کہا۔ "محض پولیس کی

پولس اسے پوری عمارت کو تباہ کر دینے پر مجبور نہیں کر سکتی تھی۔"

"عقل سے کام لینے کی کوشش کرو۔ کیا میں نے محض تفریحاً عمارت کے کمروں میں جھانکنے کو کہا تھا۔"

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے اس وقت" فیاض نے جھلاتے ہوئے جواب دیا۔

"آنکھیں ہوتے ہوئے بھی اندھوں جیسی گفتگو مت کیا کرو۔" عمران کا موڈ یکلخت خراب ہونے لگا۔ آگ کے ان بھڑکتے ہوئے شعلوں کو دیکھ رہے ہو۔ کیا خیال ہے تمہارا... کیا چار فائر انجن محض جھک مار رہے ہیں اتنی دیر سے۔"

"یار خدا کے لئے اس وقت پہیلیاں مت بجھواؤ۔" فیاض نے رو دینے والے انداز میں کہا۔ "اگر حالات اسی طرح میرے پیچھے پڑے رہے۔ تو میں کسی روز خودکشی کر لوں گا۔"

"مجھے خوشی ہوگی یہ خبر سن کر۔" عمران ہونٹ چباتے ہوئے بولا۔ "حماقت میری ہی تھی جو میں نے تمہیں کسی قابل سمجھ کر ایک معمولی سا کام تمہارے ذمے سونپ دیا۔

"عمران ڈیئر۔ پلیز۔ ... تم جتنی چاہے گالیاں سنا لو لیکن ناراض مت ہو" فیاض کے لہجے میں اسبار بے بسی کا احساس بھی شامل تھا۔ "اگر تم نے موجودہ کیس میں میری مدد نہ کی تو میں بلا موت مر جاؤں گا۔"

"رو کاکس تے ہے تمہیں۔ موقعہ سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور چھلانگ لگا دو آگ کے شعلوں میں اس طرح تمہاری پریشانیاں بھی ختم ہو جائیں گی اور حکومت کی طرف سے جوانمردی کا مظاہرہ دکھانے کے عوض تمہاری بیوی کو گولڈ میڈل بھی مل جائے گا۔" عمران نے بدستور بگڑے ہوئے تیور سے جواب دیا۔ "رہا تمہاری جلی ہوئی لاش شناخت کرنے کا مسئلہ تو یہ کام میں بڑی خوبصورتی سے کر سکتا ہوں۔"

فیاض رو دینے والے انداز میں بدلنے لگا۔ عمران کی نگاہیں پھر عمارت سے اٹھنے والے شعلوں پر جم گئیں۔ کم از کم وہ اتنا احمق تو نہیں تھا کہ آگ اور پانی کی اس طویل جنگ کا مقصد نہ سمجھ پاتا!

سر سلطان سے ملنے والی کیس فائل نے اسے ایک نئی راہ دکھائی تھی عشرت آفاقی کی گمشدگی کی تفتیش کرنے والے افسر نے اپنی رپورٹ میں یہی درج کیا تھا کہ وہ قدرت کی ستم ظریفی کا شکار ہو گیا۔۔۔۔ حالات نے اسے اتنا بزدل بنا ڈالا ہو گا۔ کہ وہ موت سے ہمکنار ہونے کے سوا اپنے لئے کسی دوسری راہ کا تعین نہ کر سکا۔۔۔ کیس فائل میں عشرت آفاقی کا ایڈریس ففٹی ٹو نکسن اسٹریٹ ہی درج تھا۔ چنانچہ عمران اس عمارت میں دلچسپی لینے پر مجبور ہو گیا بعد کی اطلاعات نے ڈیوڈ کی شخصیت کو اس کے سامنے لا کھڑا کیا تھا۔ متعلقہ ذرائع سے معلومات حاصل کرنے پر اسے اس بات کا علم بھی ہو گیا کہ عشرت آفاقی کی گمشدگی کے دو سال بعد اس کے ایک وارث نے وہ عمارت ملٹری کے ریٹائرڈ افسر رابرٹ ڈیوڈ کے ہاتھوں فروخت کر دی ہے۔ عمران نے سب سے پہلے آفاقی کے اس وارث کی تلاش کی تھی لیکن اسے مایوسی ہوئی پھر ڈیوڈ کے بارے میں اسے یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ وہ پوری عمارت میں تنہا رہتا ہے۔ قرب و جوار میں رہنے والوں نے یہی بتایا تھا کہ جب سے وہ اس عمارت میں آباد ہوا ہے۔ شاذ و نادر ہی اسے کہیں باہر آتے جاتے دیکھا گیا تھا

آفاقی اور رابرٹ ڈیوڈ دونوں کی شخصیت پراسرار ثابت ہوئی چنانچہ عمران کے ذہن میں یہی خیال ابھرا تھا کہ کسی طرح اس عمارت کو اندر سے دیکھا جائے اگر وہ آفاقی ہی تھا جس نے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے نام بدل کر خود اپنی ہی عمارت کو کاغذی طور پر خریدا تھا تو اس عمارت میں سائنسی نظام کا ہونا بھی ضروری تھا ڈیوڈ پر آفاقی کا شبہ

کرنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔ کہ ابتک جتنی واردات ہوئی تھی ان میں نکسن اسٹریٹ کا دخل تھا۔ چنانچہ اس نے فیاض کو اس بات پر مامور کر دیا کہ وہ کسی طرح ڈیوڈ سے مل کر واقفیت پیدا کرے اور عمارت کو اندر سے اچھی طرح جھانک لے۔ اس طرح اس کے شبے کی تصدیق ہو سکتی تھی فیاض نے اپنا کام بڑی خوبصورتی سے انجام دیا تھا لیکن اب بس ایک حماقت ہو گئی تھی۔ اس سے۔ ڈیوڈ کو اس نے عمارت کے اندر سے دیکھنے کیلئے پولیس کی مدد لینے کی دھونس دے کر سارا کام خراب کر دیا۔! ظاہر تھا کہ ڈیوڈ نے وقتی طور پر اس دھونس کو نظر انداز کر دیا ہو گا۔ لیکن بعد میں اس نے یقیناً یہی سوچا ہو گا کہ اگر ایسا ہوا تو اس کی پانچ سال کی گمشدگی کا راز کھل جائے گا۔ اس کے علاوہ مصیبتوں میں بھی گرفتار ہو سکتا تھا۔ شیزان میں عمران سے ٹکرانے کے بعد اس کا زیادہ محتاط ہو جانا قدرتی بات تھی ممکن ہے اس نے فیاض کو بھی عمران کا کوئی ایجنٹ سمجھ لیا ہو اور پھر فوری طور پر اس نے یہی مناسب سمجھا ہو کہ عمارت کو تباہ کر دے اس طرح نہ صرف یہ کہ وہ پولیس کے لئے ایک بار پھر معمہ بن سکتا تھا بلکہ اس سائینسی نظام کو بھی ختم کر سکتا تھا جو بعد میں ڈیوڈ کی حیثیت سے بھی اسے مشکوک بنا دیتا فیاض کی زبانی حالات معلوم ہوتے ہی عمران کو اسبات کا خدشہ ہوا تھا کہ اگر ڈیوڈ اور عشرت آفاقی ایک ہی شخصیت کے دو مختلف نام ہیں تو پھر عمارت کی تباہی لازمی ہو گی اور ہوا بھی یہی تھا۔

بہرحال اب آفاقی یا بلگرامی کا ہاتھ آنا اتنا آسان نہیں ہو سکتا تھا جتنا پہلے تھا اب وہ جو اقدام بھی کرے گا نہ صرف یہ کہ انتہائی منظم طریقوں پر کرے گا۔ بلکہ اس کا ہر وار مہلک اور بھرپور بھی ہو سکتا ہے۔ عمارت کی تباہی اور سائینسی آلات کی بربادی نے اس کے انتقام کے جذبے کو بلند ہونے والوں شعلوں سے بھی زیادہ خطرناک بنا دیا ہو گا۔!"

ایسی صورت میں عمران کے لئے ضروری ہو گیا تھا۔ کہ وہ جلد از جلد اسے کسی نہ کسی طرح سے گرفتار کر کے قانون کے حوالے کر دے۔"

عمران کا ذہن ان ہی پہلوؤں پر سوچ رہا تھا پھر وہ اس وقت چونکا تھا جب رحمان صاحب کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی وہ دراصل کیپٹن فیاض سے مخاطب تھے

"تم یہاں کھڑے کیا تماشہ دیکھ رہے ہو۔ میں نے تمہیں بلانے کے لئے آدمی بھیج رکھے ہیں۔"

"جج۔ جی ہاں۔" فیاض نے بوکھلا کر سیلوٹ جھاڑتے ہوئے کہا۔

"کیا جی ہاں۔" رحمان صاحب نے اسے خشمگیں نگاہوں سے گھورا تھا۔

"جی۔ وہ میرا مطلب ہے کہ میں حادثے کی اطلاع ملتے ہی چل پڑا تھا"

"بالکل بالکل۔" عمران بھی بے اختیار بول پڑا۔ بلکہ یہ آگ تو فیاض کے سامنے ہی لگی تھی۔!"

"تم ..... رحمان صاحب نے عمران کو غصیلی نگاہوں سے گھورا جس حصے میں وہ دونوں کھڑے تھے ادھر چونکہ بجلی فیل ہو جانے سے اندھیرا تھا اس لئے شاید رحمان صاحب نے ابھی تک اس کو نہیں دیکھا فیاض کا میک اپ بھی وہ نظر انداز کر گئے تھے۔" تم یہاں کس لئے آئے ہو۔"

"میں تماشہ دیکھنے والوں میں شامل تھا ڈیڈی۔" عمران نے جلدی سے بوا یا

"بکو مت۔ میں جانتا ہوں کہ تم آجکل کس چکر میں ہو لیکن میں پولیس کے کاموں میں تمہاری مداخلت پسند نہیں کروں گا۔ کیا سمجھے۔"

"سمجھ گیا ڈیڈی۔" عمران اداس لہجے میں بولا۔ اب مجھے پیٹ سے پتھر باندھ

کر کسی کنوئیں میں چھلانگ لگانی پڑے گی۔"

"تم بیہودہ ہوتے جا رہے ہو" رحمان صاحب گرجدار آواز میں بولے "سر سلطان نے بہت زیادہ سر چڑھا رکھا ہے تمہیں لیکن میں ایک منٹ میں کھال ادھیڑ کر رکھ دونگا"

عمران نے اس بار کوئی جواب نہیں دیا وہ بس سر جھکائے کسی سعادت مند بچے کی طرح کھڑا رہا اس عرصہ میں فیاض کو شاید ہوش آ گیا تھا۔ چہرے کا ریڈی میڈ میک اپ اتارنے میں اس نے بڑی پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا۔

"فیاض ـــ میں نے تمہیں فضولیات میں پڑنے سے منع کیا تھا ـــ"

رحمان صاحب فیاض پر پلٹ پڑے مطلب صاف تھا فیاض کا عمران کے ساتھ ہونا انہیں ناگوار ہی گزرا تھا کیا تم خود سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی صلاحیت پیدا نہیں کر سکتے۔"

"معافی چاہتا ہوں جناب! آئندہ سے اپنے ہی پاؤں پر ـــ" فیاض بوکھلاہٹ میں کچھ کہتے کہتے یکلخت خاموش ہو گیا۔ اسے اپنی بیوقوفی کا احساس ہو گیا تھا چنانچہ وہ جلدی سے بات بدلتے ہوئے بولا میرا مقصد یہ ہے جناب کہ میں نے عمران صاحب کو بھی یہی مشورہ دیا تھا کہ وہ پولیس کے معاملات میں دخل دینے کی کوشش نہ کرے۔

"فیاض۔ تم بھی آجکل احمقانہ باتیں کرنے لگے ہو۔"

جواب میں فیاض اٹنشن ہو گیا اسکے علاوہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

"ڈیڈی ـــ میرے لئے کیا حکم ہے" عمران نے معصومیت سے پوچھا

"دور ہو جاؤ میری نگاہوں کے سامنے سے ـــ" رحمان صاحب بگڑے ہوئے

تیور سے غرائے۔

"جی۔ بہت بہتر ہے۔۔۔۔ شب بخیر۔۔۔" عمران نے سعادت مندی سے گردن جھکاتے ہوئے جواب دیا پھر اس نے وہاں سے کھسک لینے میں ہی عافیت سمجھی تھی۔!

دوسری صبح عمران نے سب سے پہلا کام یہ کیا تھا کہ ان تمام فائلوں کو دانش منزل کے لاکر میں منتقل کر دیا جن پر ایٹمی نشانات بنے ہوئے تھے ان میں سے بیشتر فائلیں ایسے خفیہ اور مہلک فارمولوں کے اہم راز سے پر تھیں جن کا دشمن کے ہاتھ لگ جانا ملک کی بقاء کو خطرے میں ڈال سکتا تھا سیکرٹ سروس کا چیف ہونے کی وجہ سے یہ فائلیں اسے سر سلطان نے مطالعے کے لئے دی تھیں۔

پیش آنے والے حالات کے تحت عمران نے یہی مناسب سمجھا تھا کہ ان فائلوں کو اب فلیٹ سے ہٹا دے مجرم ایکبار پہلے بھی شہباز کے ذریعہ انہیں حاصل کرنے کی کوشش کر چکا تھا موجودہ صورت میں وہ انہیں تباہ کرنے کے لئے عمران کے فلیٹ کو بھی راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کر سکتا تھا۔ عمران نے آتشزدگی کے حادثات کو ذہن میں رکھ کر ہی یہ فیصلہ کیا تھا۔ سب سے پہلے مجرم نے نکسن اسٹریٹ کی تیرہویں عمارت کو جلا کر خاکستر کیا تھا۔ یہ عمارت میجک آئی کو ٹیلیوائز کرنے کے لئے ایک عارضی اسٹیشن کے طور پر استعمال کی جا رہی تھی دوسرے موقعہ پر محض امکانی ہی خدشات کو مٹانے کے لئے ہیلن بار پر نزلہ گرا تھا۔ اور اب مجرم نے انتہائی مجبوری

اور الجھن کی حالت میں خود اپنی رہائش گاہ کو بھی پھونک ڈالا تھا۔ ان حالات کے بعد عمران کو اب صرف دو خدشہ لاحق تھے ایٹمی نشانات والی فائلوں کا حصول مجرم کو ہر بات پر اکسا سکتا تھا۔ دوسرا خطرہ اسے شاہدہ کی طرف سے تھا قاتل اسے اب کسی قیمت پر معاف نہیں کر سکتا تھا شیزان میں عمران کی آمد سے وہ یقینی طور پر کھٹکا ہوگا!

فائلوں کو فلیٹ سے ہٹانے کے بعد عمران نے سر سلطان سے مل کر کچھ ضروری مشورے کئے تھے پھر وہ اپنے فلیٹ پر آگیا ٹھیک ساڑھے دس بجے اس نے جولیا کی طرف سے کال ریسیو کی تھی۔

"گذشتہ رات نکسن اسٹریٹ میں ہونیوالی آتشزدگی کے حالات تو آپ سن چکے ہونگے"

"ہاں اس وقت میں وہیں موجود تھا" عمران نے ایکسٹو کی حیثیت میں کہا تمہاری اپنی کیا رپورٹ ہے۔"

"ابھی تک کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا جناب جسے بیان کیا جا سکے۔ ہم لوگ ایک سیکنڈ کے لئے بھی ادھر سے غافل نہیں ہیں۔"

"آئی۔ سی۔" عمران نے سوچتے ہوئے کہا میرا خیال ہے کہ مجرم کو اس بات کی بھنک مل گئی ہے کہ شاہدہ کی نگرانی کی جا رہی ہے۔"

"ناممکن ہے چیف ——" دوسری طرف سے جولیا نے بڑے وثوق کیساتھ کہا ہم لوگ میک اپ میں ہیں اسکے علاوہ آپکی ہدایت پر ہوشیاری سے کام کیا جا رہا ہے

"قاتل کتنا چالاک ہے۔ تم اسے نہیں سوچ سکو گی جولیا۔ بہرحال اب میں پروگرام تبدیل کرنے پر مجبور ہوا ہوں قاتل کا زیادہ دنوں تک آزاد گھومنا کسی حال میں بھی مناسب نہیں ہے ——"

"میرے لائق کوئی نیا حکم ـــــ"

"ہاں ـــــ! آج شام چار بجے تک تم لوگ اپنی اپنی ڈیوٹیاں دیتے رہو اس کے بعد سے سب کی ڈیوٹی بدل جائے گی ـــــ" عمران نے ایکٹو کی حیثیت سے کہا پانچ بجے سے تم لوگوں کو دو ہوٹلوں میں بیٹھ جانا ہوگا۔ تم تنویر اور اسد اور نعمانی کے ساتھ شیزان پر نظر رکھو گی دوسری ٹیم صفدر چوہان خاور اور عمران پر مشتمل ہوگی ان کا کام گرانڈ کی نگرانی ہوگا ـــــ" عمران پر کسی قسم کی پابندی کی ضرورت نہیں ہے میں نے اسے چند خاص باتوں پر مامور کیا ہے۔

"ان تبدیلیوں کی وجہ کیا ہے چیف ـــــ میرا مقصد ہے کیا اب قاتل شاہدہ کو نظر انداز کر چکا ہے۔

"فی الحال میں کچھ نہیں بتا سکوں گا۔ ویسے صرف تم کو اتنا بتا رہا ہوں کہ گذشتہ رات کی جس عمارت کی تباہی کا تذکرہ تم نے کیا تھا وہی ہمارے مطلوبہ قاتل کی رہائش گاہ تھی۔

"اوہ ـــــ جولیا کی حیرت بھری آواز ریسیور پر ابھری ـــــ" کیا آپ کو اس کا علم پہلے سے تھا ـــــ"

"جولیا ـــــ" عمران کا لہجہ تلخ ہو گیا ـــــ" عقل استعمال کرنا سیکھو اگر مجھے پہلے سے یقین ہوتا تو کیا تمہیں امید ہو سکتی ہے کہ میں قاتل کو فرار ہو جانے دیتا"

"آئی ایم سوری چیف"

"شیزان اور گرانڈ پر جن لوگوں کی ڈیوٹیاں لگائی گئی ہیں انہیں یک اپ میں رہنا ہوگا۔ اس کے علاوہ ان سب کے پاس واچ ٹرانسمیٹر ہوں گے جنہیں ہر وقت

آن ہونا چاہیئے۔ میں کسی وقت بھی تم میں سے کسی کو کال کر سکتا ہوں ۔۔۔ موجودہ پروگرام ہماری جدوجہد کی ایک اہم ترین کڑی ہے۔ اسی لئے میں تم لوگوں کی طرف سے کسی قسم کی کوتاہی یا لاپرواہی برداشت نہیں کروں گا۔ تم سب کو اپنی پرچھائیوں سے بھی ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔"

"میں سمجھ رہی ہوں چیف ۔۔۔"

"شام کو ٹھیک ساڑھے چار بجے تم مجھے دوبارہ کال کرکے یہ بتاؤ گی کہ ٹیم کے افراد کس سیک اپ میں ہوں گے ۔۔۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا پھر سلسلہ منقطع کرکے اس نے بلیک زیرو کے بزر ڈائل کئے اور اسے شاہدہ کے بارے میں ضروری ہدایتیں دینے لگا اس کے بعد وہ دوسرے کمرے میں آگیا۔ کہیں جانے کے ارادے سے کپڑے تبدیل کئے پھر وہ باہر جانے کے لئے دروازے کی جانب بڑھا ہی تھا فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے پلٹ کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ہیلو عمران اسپیکنگ ۔۔۔"

"میں شاہدہ بول رہی ہوں عمران صاحب ۔۔۔" دوسری جانب سے شاہدہ کی آواز ابھری لہجے سے ہی ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اس وقت کچھ پریشان ہے

"کیا آپ کچھ دیر کے لئے یہاں آسکتے ہیں۔"

"کوئی خاص بات ۔۔۔" عمران نے گہری سنجیدگی سے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ کا شبہ سو فیصد درست ثابت ہوا ۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی بلکرامی نے مجھے فون کیا تھا ۔۔۔"

"گڈ ۔۔۔ عمران کی آنکھیں کسی اندرونی جذبے سے چمک اٹھیں ۔۔۔"

"کس قسم کی گفتگو ہوئی تھی۔

"وہ مجھکو مار ڈالنا چاہتا ہے۔" شاہدہ نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اس نے شیزان میں پیش آنے والے حادثے کی پوری پوری ذمہ داری مجھ پر ڈالدی ہے اس کے علاوہ بلگرامی نے یہ بھی بتایا ہے کہ آپ میری باقاعدہ نگرانی کرا رہے ہیں بہرحال اس نے اس بات کا عہد کیا ہے کہ وہ اگلے دو روز کے اندر اندر مجھے بڑی اذیت ناک موت سے ہمکنار کردے گا۔ خواہ میں سمندر کی تہہ میں بھی روپوش ہونے کی کوشش کیوں نہ کروں۔؟

"میرا خیال ہے آپ کو سمندر میں پناہ لینے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی مس شاہدہ ـــ قاتل آپ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا ـــ"

کیا آپ اس وقت میری طرف آسکتے ہیں"

"پریشانی کی ضرورت نہیں ہے ـــ میں ٹھیک چار بجے آپ سے ملوں گا اس وقت تک بالکل مطمئن رہیں۔"

"بلگرامی نے میرے علاوہ آپ سے بھی سمجھ لینے کا عہد کیا ہے ـــ"

"میری فکر نہ کیجئے ـــ میں تو موت ہتھیلی پر لئے پھرتا ہوں ویسے کیا خیال ہے آپ کا ـــ آج شام کی چاء گرانڈ میں کیوں نہ پی جائے۔"

"آپ شاید میری قوت خود اعتمادی کا امتحان لینا چاہتے ہیں لیکن میں آپ کو بتا دوں کہ موت سے ڈر کر بھاگنا میرے اصول کے خلاف ہے۔ جس وقت آنی ہوگی دنیا کی کوئی طاقت اسے نہیں روک سکتی پھر گھبرانے سے فائدہ"

"اسی لئے تو عرض کر رہا ہوں کہ آج شام کی چاء گرانڈ میں پی جائے۔"

"ٹھیک ہے..... میں شام کو آپ سے گرانڈ میں ملوں گی۔"

"وقت کا خیال ضرور رکھیئے گا۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ ٹھیک پانچ بجے آپ گھر سے روانہ ہوں گی۔"

"اوکے ـــــ" دوسری طرف سے جواب ملا پھر رابطہ ختم کر دیا گیا۔

عمران کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں ابھر آئیں انداز بتا رہا تھا کہ وہ کسی گہری سوچ میں غرق ہے۔

شاہدہ کی آسٹن ٹھیک پانچ بجے بنگلے کے احاطے سے باہر نکلی تھی پھر وہ جیسے ہی کھلی سڑک پر آئی عمران کی موٹر سائیکل بھی حرکت میں آ گئی۔ عمران اس وقت اپنی اصلی ہی شکل و صورت میں تھا لیکن ٹو سیٹر کی بجائے اس نے صفدر کی داڑ کول انجن والی موٹر سائیکل استعمال کی تھی حفظ ماتقدم کی طور پر اس نے اپنے کپڑوں کے نیچے بلٹ پروف پہن رکھا تھا مجرم نے جس انداز میں اپنی عمارت کو تباہ کیا تھا اس سے اب ہر قسم کی توقع کی جا سکتی تھی معاملہ اگر ٹو سیٹر کا ہوتا تو ممکن تھا عمران بغیر بلٹ پروف کے ہوتا لیکن موٹر سائیکل غیر محفوظ تھی راستے میں بھی کسی سمت سے چلائی جانے والی گولی اس کا کام تمام کر سکتی تھی۔

شاہدہ کی آسٹن اور عمران کی موٹر سائیکل کا درمیانی فاصلہ پچاس گز سے کم نہیں تھا۔ یہ اقدام اس نے محض اسلئے کیا تھا کہ اگر کوئی تیسرا فرد شاہدہ کا تعاقب کرے تو اسکی نظر میں آ جاتا۔ لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہوئی گرانڈ تک کا سفر عمران کے نکتہ نگاہ سے قطعی محفوظ ثابت ہوا۔

گرانڈ کے ڈائننگ ہال میں بھی اس نے اپنے اور شاہدہ کے لئے ایک ایسی کارنر ٹیبل کا انتخاب کیا تھا جہاں سے وہ پورے ہال پر نظر رکھ سکتا تھا۔ رہائشی کمروں کی بالکونی بھی یہاں سے بخوبی نظر آرہی تھی صفدر اور چوہان اسے ہال کے اندر ہی نظر آگئے تھے عمران نے بیرے کو بلا کر کافی اور دیگر لوازمات کا آرڈر دے دیا۔ اسی دوران میں اس نے صفدر کو بھی ہاتھ کے اشارے سے ہدایت کر دی تھی کہ وہ رہائشی کمروں پر نظر رکھے صفدر نے جواب میں بڑی خوبصورتی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

شاہدہ مطمئن نظر آرہی تھی۔

"عمران صاحب۔ آپ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکے۔" شاہدہ نے عمران کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ ابھی کچھ روز ہی ہوئے جب آپ نے مجھے محتاط رہنے کی ہدایت کی تھی لیکن آج آپ کا پروگرام بدل گیا۔

"جی ہاں ..... کبھی کبھی میرے سر پر مکڑی سوار ہو جاتی ہے" عمران نے حماقت آمیز لہجے میں کہا پھر اس کے چہرے پر شرم و حیا کی سرخی دوڑ گئی "آپ پوچھیں گی کہ یہ مکڑی کیا ہوتی ہے۔"

"جی نہیں ـــــ میں اتنا تو سمجھ ہی لیتی ہوں کہ مکڑی سوار ہونے والا محاورہ کب اور کیوں استعمال کیا جاتا ہے۔"

"خدا کا شکر ہے۔ کہ آپ خود ہی سمجھ گئیں ورنہ یہ زحمت بھی مجھے اٹھانی پڑتی۔"

"میرے سوال کا جواب آپ نے تسلی بخش طور پر نہیں دیا۔"

"آپ برا تو نہیں مان جائیں گی ـــــ" عمران نے معصومیت سے پوچھا اور شاہدہ بڑے دل آویز انداز میں مسکرا دی۔

"اگر آپ کا باطن بھی ایسا ہی ہوتا تو آپ ایک قابل فخر ہستی کے مالک ہوتے۔!"

"جی ۔۔۔! عمران نے حیرت سے پلکیں جھپکاتے ہوئے شاہدہ کو گھورا تھا۔ میں سمجھا نہیں آپ کا مطلب ۔۔۔"

"ظاہر اور باطن تو سمجھتے ہیں آپ۔"

"جی ہاں ۔۔۔ میں نے کسی کتاب میں بھی پڑھا ہے"

"ایک بات پوچھوں عمران صاحب" شاہدہ نے جلدی سے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔

"ضرور پوچھیے۔"

"آپ نے ابھی تک شادی کے مسئلے پر غور کیوں نہیں کیا ۔۔۔"

"اس سوال کو واپس لے لیجئے مس شاہدہ ۔۔۔" عمران کا لہجہ یکلخت گلوگیر ہو گیا میرے دل کو شدید دھچکا لگتا ہے جب کوئی میری شادی کے مسئلے کو چھیڑتا ہے"

"کیوں ۔۔۔ کیا اس مسئلے پر بھی اناس جیسا کوئی ریفرنس پوشیدہ ہے" شاہدہ نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا پھر ان کے درمیان گفتگو کا مسئلہ خود بخود ٹھپ ہو گیا۔ بیرے نے قریب آکر کافی کے برتن اور دیگر چیزیں میز پر سجانا شروع کر دی تھیں عمران نے کنکھیوں سے صفدر کی طرف دیکھا جو بدستور رہا لبشی کمروں کی طرف نظر جمائے ہوئے تھا۔

"اب فرمایئے..... شاہدہ نے بیرے کے جانے کے بعد پوچھا شادی کے بارے میں کیا خیال ہے آپ کا۔"

"بڑا نیک خیال ہے۔ آپ اس طرح سوچئے کہ اگر ڈیڈی اور ممی کے درمیان یہ رشتہ قائم نہ ہوتا تو بھلا میں عالم وجود میں کس طرح آجاتا ۔۔۔!"

"عمران صاحب ـــ آپ دوسروں کو اس قدر بیوقوف کیوں سمجھتے ہیں" اس بار شاہدہ نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"خدا کے لئے محترمہ شاہدہ صاحبہ کم از کم آپ تو مجھ سے اس قسم کی بات نہ کریں ـــ" عمران جلدی سے بولا ـــ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کو میں بڑی عزت اور احترام کی نگاہوں سے دیکھتا ہوں اور آپ بھی انہیں میں شمار کی جا سکتی ہیں"

"اچھا چلئے یہی بتا دیجئے۔ کہ آپ میری عزت کس لئے کرتے ہیں" شاہدہ نے مسکراتے ہوئے عمران کو گھورا۔ اس کا لہجہ چونکہ معنی خیز تھا اس لئے عمران نے بغلیں جھانکنی شروع کر دی تھیں۔

"کیوں ـــ کیا سوچنے لگے ـــ" شاہدہ نے کافی کا کپ بنا کر اسکے سامنے بڑھاتے ہوئے دریافت کیا۔

"میں اس وقت یہ سوچ رہا ہوں کہ اگر ہم اور آپ دونوں ایک ساتھ مر گئے تو دنیا والے کیا سمجھیں گے" عمران نے گہری سنجیدگی سے کہا۔ پھر اپنے ہونٹ چبانے لگا انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ بڑی سنجیدگی سے اس مسئلے کا حل تلاش کر رہا ہو"

"اگر آپ کو اسی بات کی فکر تھی تو اس وقت یہاں کس لئے آئے تھے"

"پتہ نہیں۔۔۔۔ ویسے نہ جانے کیوں میرے دل میں یہی خیال آیا تھا کہ ہم دونوں ایک ساتھ ہی اس جہان فانی سے کوچ کریں۔"

"اس خیال کی کوئی وجہ بھی ضرور ہو گی ـــ" شاہدہ نے تیزی سے سوال کیا اس کی آنکھوں میں اس وقت ایک عجیب سی چمک اچانک پیدا ہوئی تھی عمران کو وہ جن نظروں سے دیکھ رہی تھی اسمیں محبت کی جھلکیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔

"وجہ میں نہ بتا سکوں گا۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ محترم کی پہلی گولی میرے سینے کو چھلنی کر دے۔"

"ضروری نہیں کہ محترم آپ کی خواہش کا احترام کرے اس کا پہلا شکار میں بھی ہو سکتی ہوں اس وقت کیا کریں گے آپ ـــ" شاہدہ نے بدستور عمران کو پیار بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"افسوس کروں گا بیٹھ کر۔" عمران نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"بہت گہرے ہیں آپ" شاہدہ الفاظ چباتے ہوئے بولی میری نگاہوں سے آجتک آپ جیسا آدمی نہیں گزرا۔"

عمران نے کوئی جواب نہیں دیا اس نے ایکبار پھر صفدر کی طرف دیکھا جو بدستور رہائشی کمروں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر عمران نے چوہان کو اٹھ کر ہال سے باہر جاتے دیکھا تھا صفدر نے بڑی خوبصورتی سے اسے کہنی ماری تھی لیکن چوہان کو کس نے باہر بھیجا گیا تھا یہ بات عمران کی سمجھ میں نہیں آسکی ـــ!

چوہان کے باہر نکلتے ہی عمران نے اپنی دستی گھڑی کی چابی کو باہر کھینچ کر آہستہ آہستہ ایک مخصوص انداز میں چار مرتبہ گھمایا پھر گھڑی والا ہاتھ میز پر رکھ کر اس طرح جھک گیا جیسے تھکن مٹانے کی کوشش کر رہا ہو ـــ"

"کیوں خیریت تو ہے ـــ شاہدہ نے پوچھا۔ آپ تھکن محسوس کر رہے ہیں شاید"

"حالات کا تقاضہ یہی ہے محترمہ ـــ" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اب میں آپ سے درخواست کروں گا۔ کہ آپ مجھ سے بدستور اسی انداز میں گفتگو کرتی رہیے اور میں کسی دوسرے سے باتیں کرتا ہوں"

"جی ۔۔۔ میں سمجھی نہیں ۔۔۔"

"چونکیے نہیں مس شاہدہ ۔۔۔" عمران نے کہا۔ پھر مختصراً اسے حالات سے آگاہ کرتا ہوا بولا اگر آپ خاموش رہیں تو دوسرے یقینی طور پر میری حرکت کو مشکوک نگاہوں سے دیکھیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ آپ شروع ہو جائیے میں حتی الامکان بھرپور اداکاری کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کروں گی۔"

"شکریہ ۔۔۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا پھر بدستور شاہدہ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا تھا!.... چوہان!.... میں عمران تم سے مخاطب ہوں کسی بائیڈ روم میں پہنچکر مجھ سے بات کرو ۔۔۔"

دوسری طرف سے فوراً ہی کوئی جواب نہیں ملا لیکن ایک منٹ بعد ہی چوہان کی مدھم آواز واچ ٹرانسمیٹر سے ابھری تھی شاہدہ اپنے ہونٹ ہلانے کی بڑی جاندار سی اداکاری کر رہی تھی انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ عمران سے باتیں کر رہی ہو۔

"عمران صاحب ۔۔۔ میں چوہان بول رہا ہوں ۔۔۔"

"کیا بات ہے!" تمہیں صفدر نے شاید کہنی مار کر باہر جانے کو کہا تھا۔

"جی ہاں ۔۔۔ آپ کا اندازہ غلط نہیں ہے دراصل میں آپ ہی کو کال کرنے کے لئے وہاں سے ہٹا تھا۔"

"شروع ہو جاؤ جلدی سے میں سن رہا ہوں ۔۔۔"

"رہائشی کمروں کی بالکونی میں ہمیں ایک مشکوک آدمی نظر آیا ہے۔ میرا ذاتی خیال بھی یہی ہے۔ کہ وہ سو فیصدی میک اپ میں ہے۔ دو چار بار اس نے آپ

دونوں کی طرف بھی بڑی خونخوار نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"کس فلور پر نظر آیا تھا وہ ——" عمران نے پوچھا لیکن ایسا ہی لگا تھا کہ جیسے وہ شاہدہ سے مخاطب ہو۔

"ساتویں منزل پر روم نمبر تھری ناینٹی سکس کے سامنے"

"ظاہری حلیہ کیا ہے"

"صورت و شکل کے اعتبار سے وہ کوئی امریکن لگ رہا ہے۔ عمر ساٹھ سال سے بھی زیادہ لگتی ہے۔ چہرہ مونچھ داڑھی کی قید سے آزاد ہے۔ جسم پر پتلون اور ڈھیلا ڈھالا بش شرٹ موجود ہے سر پر برائے نام بال نظر آرہے ہیں"

"گڈ —— عمران نے کہا۔ "تم اور صفدر اس پر کڑی نگرانی رکھو —— میں شاہدہ کو لے کر شیزان جا رہا ہوں اگر وہ تعاقب کرے تو فوراً مجھے اطلاع کر دینا لیکن ہر کام بہت احتیاط سے ہونا چاہیئے۔

پھر عمران نے پیچھے ہٹ کر ایک طویل جمائی لے ڈالی مقصد یہی تھا کہ اس طرح وہ بھی اس فرد کو دیکھ سکتا جس کے بارے میں چوہان نے بتایا تھا اسے مایوسی نہیں ہوئی چوہان کا بتایا ہوا مشکوک آدمی اس وقت بھی ساتویں منزل کی ریلنگ سے ٹکا ہوا نیچے دیکھ رہا تھا۔

"آیئے مس شاہدہ —— اب شیزان چل کر باتیں ہوں گی۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا پھر جیب سے دس کا ایک نوٹ نکال کر بر قتے نیچے دبا دیا بل کی رقم اس کے اندازے کے مطابق دس سے کم ہی بنی تھی۔ شاہدہ کچھ کہے بغیر مسکراتی ہوئی اٹھی پھر عمران کے ساتھ چلتی ہوئی باہر آگئی ——!

عمران نے صفدر کی موٹر سائیکل گرانڈ کے پارکنگ شیڈ ہی میں چھوڑ دی تھی شاہدہ کی آسٹن میں وہ اس کے ساتھ ہی اگلی سیٹوں پر بیٹھ گیا اسٹیرنگ شاہدہ کنٹرول کر رہی تھی کھلی سڑک پر آتے ہی اس نے رفتار بڑھا دی تھی عمران کی نگاہیں سائیڈ گلاس پر تھیں جس میں وہ پیچھے آنے والے ٹریفک کو نظر میں رکھے ہوئے تھا۔

"کیا آپ کو یقین ہے کہ وہ امریکن حقیقت میں بلگرامی ہی ہوگا۔"

"فی الحال یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا ——"

"آپ اسے گرانڈ میں بھی چیک کر سکتے ہیں ——"

"آپ شاید بھول رہی ہیں کہ میرا تعلق براہ راست کسی پولیس کے محکمے سے نہیں ہے.... اگر میرے ساتھی کا شبہ غلط ثابت ہوتا تو پھر نتیجہ صاف ظاہر تھا میں مصیبت میں پھنس جاتا ——"

"شیزان کا پروگرام کیوں بنایا ہے آپ نے۔"

"میرا خیال ہے کہ اگر وہ امریکن درحقیقت ہمارا مطلوبہ شخص ہے۔ تو وہ پیچھا ضرور کرے گا ——!"

"اور آپ کے دوسرے ساتھی اس کا تعاقب کریں گے۔ کیوں؟"

"جی ہاں ——!"

"اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آپ نے پرائیویٹ سراغرساں کی حیثیت سے اپنی باقاعدہ ایک ٹیم بھی بنا رکھی ہے۔"

"ٹھیک سوچ رہی ہیں آپ ——" پیٹ پالنے کے لئے کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہوتا ہے

"کیا رحمان صاحب آپ کو باقاعدہ پولیس فورس میں نہیں لے سکتے"

"کیوں نہیں لے سکتے ـــــ لیکن پولیس فورس کو شاید مجھ جیسے ناکارہ آدمیوں کی ضرورت نہیں ہوگی ـــ!

"اچھا یہ بتائیے ـــ اگر مجرم نے راستے میں ہم پر حملہ کر دیا تو آپ کیا کرینگے

"چلتی گاڑی سے چھلانگ لگانے کے سوا اور کیا کر سکتا ہوں ـــ"

"ہم ـــ" شاہدہ نے اس بار اسے گھوم کر شوخ نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "گویا آپ میرے ساتھ مرنے پر تیار نہیں ہیں۔"

"وقت آنے دیجئے محترمہ ..... آپ خود ہی دیکھ لیں گی کہ کون کس کے لئے کیا کر سکتا ہے۔ عمران نے بدستور سائڈ گلاس پر نظر جمائے ہوئے جواب دیا۔ ایک نئی اسپورٹنگ کار پر اسے شبہ ہوا تھا کہ وہ اس کے تعاقب میں ہے پھر دو منٹ بعد ہی اسکی تصدیق ہو گئی! صفدر نے اسے واچ ٹرانسمیٹر پر کال کیا تھا۔

"امریکن اس وقت گہرے سرخ رنگ کی اسپورٹنگ کار میں آپ کی آسٹن کا تعاقب کر رہا ہے۔"

"یار صفدر کیوں جوتے لگواؤ گے ـــ آسٹن میری نہیں بلکہ مس شاہدہ کی ملکیت ہے ـــ"

"اوہ ـ آپ اس وقت بھی موڈ میں ہیں ـــ"

"موت جب سر پر سوار ہو تو میں ہمیشہ موڈ میں آجاتا ہوں ـــ کنفیوشس کا قول ہے کہ ہنستے کھیلتے مرنے والوں کو کبھی اپنی موت کا غم نہیں ہوتا ـــ لیکن ہیرو ـــ میں شاید کچھ غلط بول گیا ہوں ـــ"

شاہدہ عمران کی بوکھلاہٹ پر مسکرا رہی تھی۔

"کیا خیال ہے آپ کا اسے راستے ہی میں کیوں نہ دبوچ لیا جائے"

"ایسی حماقت مت کرنا صفدر ـــــ میں چاہتا ہوں کہ وہ بھی شیزان میں ہمارے ساتھ کافی پیے فی الحال اس کو صرف نظر میں رکھو جو ہاں غالباً تمہارے ساتھ ہی ہوگا!

"جی ہاں.... صرف خاور کو میں نے گراؤنڈ پر ہی رہنے دیا ہے۔"

"گڈ ـــ تم اب واقعی بالغ ہوتے جا رہے ہو ـــ ویسے کیا تم نے جولیا والی ٹیم کو بھی مطلع کر دیا ہے۔"

"جی نہیں ـــ"

"اسے بھی مطلع کر دو ـــ اس بات کی خاص طور پر ہدایت کر دینا کہ وہ میرا اشارہ ملے بغیر مشتبہ فرد پر کوئی حملہ نہ کریں ویسے انہیں اسکے چاروں طرف موجود رہنا چاہیئے"

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی جولیا کو بھی مطلع کئے دیتا ہوں" صفدر نے کہا پھر سگنل ملنے بند ہو گئے۔

"یہ جولیا کون ہے۔" شاہدہ نے عمران سے پوچھا

"ہے ایک سولس لڑکی ـــ خاصی خوبصورت ہے۔ ملاقات کرا دوں گا آپ کی ـــ؟

"اور کتنی لڑکیاں شامل ہیں آپ کی ٹیم میں ـــ"

"فی الحال صرف ایک ہی ہے۔ لیکن اب میں اس میں مزید ایک کے اضافہ پر غور کر رہا ہوں"

"کوئی ہے نظر میں ـــ"

"جی ہاں۔ بشرطیکہ اسے کوئی اعتراض نہ ہو۔"

"کون ہے وہ خوش نصیب۔"

"یہ بھی پھر کبھی اطمینان سے بتاؤں گا۔" عمران نے اسبار سنجیدگی سے کہا پھر اس سرخ رنگ کی اسپورٹنگ کار کو دیکھنے لگا جس کا درمیانی فاصلہ اب کم ہو رہا تھا۔

"کیا میں بتا بڑھا دوں۔" شاہدہ نے پوچھا۔ سرخ رنگ کی کار پر اس کی نگاہیں جمی ہوئی تھیں۔

"ہاں۔ لیکن اس طرح کہ پیچھے آنیوالے کو اس بات کا شبہ نہ ہو سکے۔ کہ ہم تعاقب سے آگاہ ہو گئے ہیں۔" عمران نے کہا۔ "کیا یہ مناسب نہ ہوگا۔ کہ اگلے چورستے سے بائیں جانب موڑ لیا جائے۔"

"میں یہ رہی ہوں آپ کیا چاہتے ہیں۔" شاہدہ نے اس بار سنجیدگی سے جواب دیا۔ پھر جس انداز میں اس نے رفتہ رفتہ گاڑی کی رفتار بڑھائی تھی۔ وہ بھی قابل تعریف تھا۔ اس کے بعد اگلے چورستے سے آسٹن بائیں جانب موڑ دی گئی پھر جتنی دیر میں اسپورٹنگ کار موڑ تک پہونچتی آسٹن خاصی آگے نکل چکی تھی عمران دل ہی دل میں شاہدہ کی صلاحیتوں کی تعریف کر رہا تھا۔

"اب کیا پروگرام ہے۔" شاہدہ نے پوچھا۔ "کیا شیزان تک پہنچنے کے لئے بھی پری سٹرکوں سے گزرا جائے۔!"

"آپ اگر کوشش کریں تو ایک کامیاب سراغرساں بن سکتی ہیں ویسے بھی انسانی نفسیات سے آپ بخوبی واقف ہیں۔"

"بنا رہے ہیں آپ۔؟"

"جی نہیں۔ میں اس وقت بالکل سنجیدگی سے عرض کر رہا ہوں" عمران نے کہا۔

پھر اس سرخ رنگ کی اسپورٹنگ کار کو دیکھنے لگا۔ جو تیزی سے موڑ سے نمودار ہو کر آگے بڑھ رہی تھی۔

"زندگی اور موت کی یہ آنکھ مچولی مجھے بیحد پسند ہے" شاہدہ نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ میں نے اڈگر ولیس اور کانن کو بے تحاشہ پڑھا ہے۔

"جی ــــ" عمران نے چونکتے ہوئے شاہدہ کو گھورا شاہدہ جلدی سے بولی پھر اس نے گاڑی کی رفتار بھی بڑھانی شروع کر دی سرخ رنگ کی کار آسٹن کے قریب پہنچنے کے لئے بیچین تھی۔

عمران محسوس کر رہا تھا کہ مجرم راستے میں ہی ٹھہر جانے کے منصوبے بنا رہا ہے ــــ "ریوالور ہے آپ کے پاس ــــ؟" اس نے شاہدہ سے پوچھا پھر خود ہی جلدی سے بولا ــــ "معاف کیجئے گا۔ میں کچھ غلط بات پوچھ بیٹھا ہوں" پھر اس نے جیب سے ایک لیڈیز آٹومیٹک نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اسے رکھ لیجئے اپنے پاس لیکن اس کا استعمال آپ سوچ سمجھ کر کریں گی ایسے مواقع پر دراصل میں زیادہ ٹھائیں ٹھوں پسند نہیں کرتا۔"

"آپ اچانک کچھ سنجیدہ ہوتے جا رہے ہیں ــ کیا بات ہے"

"سوچ رہا ہوں راگ ملہار کیوں نہ شروع کر دوں ــــ" عمران نے برجستہ جواب دیا "موسم اگر خوشگوار اور رومانٹک ہو تو مجھے مرنے میں بھی کوئی تکلف نہ ہوگا۔ سامنے دیکھئے۔ محترمہ ورنہ ــــ ایکسیڈنٹ ہو جائے گا۔ آخری جملہ عمران نے بڑی جلدی میں کہا تھا۔

شاہدہ یکلخت چونک اٹھی پھر اگر اس نے ذرا بھی بداحتیاطی یا بوکھلاہٹ کا

شہرت دیا ہوتا تو حادثے کا ہو جانا یقینی امر تھا۔ لیکن وہ بڑی خوبصورتی سے آسٹن کو کتر اکر نکال لے گئی۔ پھر شیزان تک ان کے درمیان کوئی گفتگو نہیں ہوئی تھی!"

شیزان میں پہنچ کر عمران نے بڑی جلدی میں پورے ہال کا جائزہ لیا۔ پھر شاہدہ کو بازو سے تھام کر مشرقی گوشے کی طرف لے گیا جہاں اس وقت بھی تین چار میزیں خالی پڑی تھیں۔ ہال کا یہ حصہ نکون کی صورت میں تھا۔ کچن روم چونکہ اسی حصہ سے ملحقہ تھا اس لئے بیروں کی آمد و رفت سے گاہکوں کی پرائیویسی اثر انداز نہ ہوتی ہے۔ اس لئے یہ حصہ صرف اسی صورت میں بھرتا تھا جب ہال میں کوئی دوسری نشست خالی نہ ہو۔

عمران نے کچھ اس انداز سے کرسیوں کو اکوپائی کیا تھا کہ وہ نہ صرف یہ کہ بیرونی دروازے اور ہال کے دیگر تمام گوشوں پر نظر رکھ سکتا تھا بلکہ شاہدہ کے لئے بھی مواقع فراہم تھے جو لیا تنویر کے ساتھ تین میزیں چھوڑ کر بیٹھی خوش گپیوں میں مصروف تھی ـــــ اسد اور نعمانی بھی تیسری میزوں پر علیحدہ علیحدہ جمے ہوئے نظر آ رہے تھے۔!

شاہدہ اور عمران کے وہاں بیٹھنے کی دو منٹ بعد ہی وہ امریکن بھی بیرونی دروازے سے ہال میں داخل ہوا جس کی بابت چوہان اور صفدر نے بتایا تھا اور دروازے پر رک کر اس نے بڑے اسٹائل سے ہال میں بیٹھے ہوئے افراد کو دیکھا انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ کسی پرانے واقف کار کو دیکھ رہا ہو۔ پھر اس نے دستی گھڑی کو دیکھا اور اس کے بعد قدم بڑھاتا ہوا اسی نکون کی طرف آ گیا جہاں عمران اور شاہدہ

موجود تھے درمیان کی ایک میز کو چھوڑ کر اس نے دوسری میز کا انتخاب کیا جس کرسی پر وہ بیٹھا تھا وہاں سے عمران اور شاہدہ دونوں ہی اس کی نظروں میں تھے۔

امریکن کے وہاں بیٹھنے کے ایک منٹ بعد ہی صفدر اور چوہان بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔ عمران نے شاہدہ کو اس بات کی ہدایت پہلے ہی کر دی تھی کہ وہ کسی قسم کی بوکھلاہٹ یا پریشانی کا مظاہرہ نہ کرے چنانچہ امریکن کے وہاں بیٹھنے کے باوجود شاہدہ نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی تھی وہ بڑی بے تکلفی سے عمران سے گفتگو کر رہی تھی اور عمران ——!

اس وقت وہ شاہدہ سے کچھ زیادہ ہی گھلنے ملنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے اپنے دونوں پاؤں شاہدہ کی کرسی کے نچلے فریم پر جمائے ہوئے تھے اور خود کرسی کی پشت سے ٹکا اسے محبت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا لیکن اس کی نگاہوں کا زاویہ کچھ ایسا ہی تھا کہ وہ مشتبہ امریکن کی ایک ایک حرکت کو دیکھ سکتا تھا۔

ہوٹل کا بیرا جس وقت آرڈر لینے آیا۔ اس وقت بھی عمران کی بے تکلفی میں کوئی فرق نہیں ہوا بلکہ اس نے بیرے کو کچھ ایسی نگاہوں سے گھورا تھا۔ جیسے اس کی مداخلت اسے گراں گزری ہو شاہدہ نے موقع کی نزاکت کا خیال کرتے ہوئے دو گلاس جوس کا آرڈر دے کر بیرے کو رخصت کر دیا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ جگہ بھی مناسب نہیں ہے ——" عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ "کیوں نہ کسی ساحلی تفریح گاہ پر چلا جائے۔"

"کیوں ۔ اب یہاں کیا تکلیف ہو رہی ہے آپ کو ۔"

"ہنگامہ ۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ایسے موقعہ پر جب دو افراد آپس میں راز و نیاز کی باتیں کرنی چاہیں کسی تیسرے کی دخل اندازی مجھے ہمیشہ ہی گراں گزرتی ہے ۔"

"اوہ ۔ آپ تو دو تین ملاقاتوں ہی میں خاصے بے تکلف ہو گئے ہیں"

"اگر آپکو اس پر کوئی اعتراض ہے تو میں اپنے قدم پیچھے بھی ہٹا سکتا ہوں" اسبار عمران نے جذباتی لہجے میں کہا انداز کسی مادر زاد عاشق ہی جیسا تھا ۔!

"آپ بڑا بہت جلدی مان جاتے ہیں ۔" شاہدہ نے اسے شوخ نگاہوں سے گھورتے ہوئے جواب دیا ۔ میں نے محض مذاق کیا تھا ۔"

"آئندہ احتیاط برتیے گا ۔" عمران نے ٹھنڈی سانس بھری ۔ محبت کے معاملے میں میرا دل بہت نرم واقع ہوا ہے ..... دو چار بار پہلے بھی ڈوبتے ڈوبتے بچا ہے ۔"

"جی ۔ گویا آپ مجھ سے پہلے بھی کئی جگہوں پر اپنی قسمت آزما چکے ہیں" ۔ شاہدہ یکلخت سنجیدہ ہو گئی ۔

بیرا چونکہ جوس کے گلاس لے کر آ گیا تھا اس لئے عمران نے کوئی جواب نہیں دیا ویسے اس وقت بھی وہ شاہدہ کو اپنی ٹیم میں شامل کرنے کے امکانات پر غور کر رہا تھا عمران کو اس کی صلاحیتیں بڑی جاندار نظر آ رہی تھیں امریکن کی طرف سے وہ ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہیں ہوا تھا خاص طور پر اس وقت عمران کو بڑی سنجیدگی سے کچھ سوچنا پڑا تھا ۔ جب مشتبہ فرد نے جیب سے انگریزی کا اخبار نکال

کہ اس طرح اپنے سامنے پھیلا لیا تھا کہ محض اس کی آنکھیں نظر آ رہی تھیں جسم کا باقی حصہ اخبار اور میز کی آڑ میں ہو گیا عمران کے لئے یہ پوزیشن انوکھی یا نئی نہیں تھی وہ بارہا گھٹیا قسم کی امریکی اسٹنٹ فلموں میں اس قسم کی سچویشن کو دیکھ چکا تھا جب قاتل نے اسی انداز میں سائیلنسر لگے ہوئے ریوالور سے اپنے کسی حریف کو ٹھکانے لگایا تھا اور پھر بڑے اطمینان سے اٹھ کر تماشائیوں میں شامل ہو گیا۔

اس وقت کچھ ایسی ہی سچویشن پیش آئی تھی کہ عمران ایک ثانیے کے لئے سنجیدگی سے سوچنے پر مجبور ہو گیا لیکن پھر دوسرے ہی لمحے اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی امریکن کے دائیں جانب دیوار پر لگا ہوا پبلسٹی مرر عمران کے لئے بڑا کارآمد ثابت ہوا تھا۔ شاید وہ جلدی میں اس شیشے کو نظر انداز کر گیا تھا۔

شاہدہ گلاس اٹھا کر جوس پینے میں مصروف ہو گئی! عمران شیشے میں امریکن کی حرکتوں کا جائزہ لے رہا تھا پھر وہی ہوا جو عمران سوچ رہا تھا مشتبہ امریکن نے بڑی خوبصورتی سے اپنا سیدھا ہاتھ جیب میں ڈال کر ریوالور نکالا پھر اسے رومال میں اس طرح پھرتی سے لپیٹ لیا کہ محض نال نظر آ رہی تھی۔ عمران کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا پھر اس نے مشتبہ امریکن کی انگلیوں کو ٹریگر پر آہستہ آہستہ دبتے دیکھا اور پھر شاہدہ کی اچانک چیخ کی آواز نے قریب جوار کی میزوں پر بیٹھے ہوئے افراد کو بھی اس طرف متوجہ کر دیا۔

عمران نے عین وقت پر دونوں پاؤں سے کرسی کے نیم کو اس طرح جھٹکا دیا تھا کہ شاہدہ پیچھے الٹ گئی جوس کا گلاس اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر فرش پر گرا تھا۔ عمران نے ہلکی سی کلک کی آواز کے ساتھ ہی شاہدہ کے عین پشت والی دیوار

کا پلاسٹر اکھڑتے دیکھا۔ اور پھر یکدم اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"آغاتی ـــــ ریوالور ہاتھ سے پھینک دو۔ تم اس بار میرے ہاتھ سے نہیں بچ سکو گے ـــ" عمران کی گرجدار آواز ابھری تھی۔

مشتبہ امریکن آغاتی کے نام پر اس طرح اچھلا تھا۔ جیسے اس کا پاؤں بجلی کے ننگے تاروں سے مس ہو گیا ہو ـــ پھر شاید اس پر دیوانگی ہی طاری ہو گئی تھی۔ اخبار پھینک کر وہ بھی بپھر کر اٹھا تھا۔

"تم ـــ" اس نے عمران کو خون آلود نگاہوں سے گھورتے ہوئے کہا۔ "تم میرے سب سے خطرناک دشمن ہو اس لئے پہلے میں تم کو ہی ٹھکانے لگا دوں گا" جملے کے اختتام کے ساتھ ہی اس نے یکے بعد دیگرے دو فائر جھونک مارے تھے عمران بڑی خوبصورتی سے ننگ ہی آرٹ کا مظاہرہ کر کے خود کو بچا گیا تھا۔ ہوٹل میں بیٹھے ہوئے افراد اٹھ اٹھ کر بھاگنے لگے تھے۔ عمران نے اپنے باقی ساتھیوں کو بھی اٹھتے دیکھا لیکن پھر اس نے اونچی آواز میں ان سب کو روک دیا تھا۔

"خبردار ـــ! اگر کوئی ادھر آیا تو پھر میرا ریوالور بھی نکل آئے گا۔"

مشتبہ امریکن بری طرح جھلا گیا تھا۔ پھر شاید جھلاہٹ ہی میں اس نے مزید دو فائر بھی کر ڈالے تھے لیکن اس بار بھی سنسناتی ہوئی گولی نے دیوار کے پلاسٹر کو نقصان پہنچایا تھا۔ شاہدہ سہمے ہوئے انداز میں میز کے نیچے سرک گئی تھی۔

"تم آخری گولی چلا کر چیمبر دوبارہ بھی بھر سکتے ہو مائی ڈیر عشرت آغاتی ـــ عمران نے اس کا مضحکہ اڑاتے ہوئے کہا۔ پھر کسی فوری خیال کے تحت اس نے بھی اپنا ریوالور جیب سے باہر نکال لیا۔

شیزان کا ڈائننگ ہال خالی ہو چکا تھا۔ صرف عمران کے ساتھی ابھی تک پوزیشن لئے کھڑے تھے۔

"تم مجھے گولی مار سکتے ہو لیکن زندہ گرفتار نہیں کر سکو گے۔"

امریکن نے گرجدار آواز میں عمران کو للکارا پھر اس کا الٹا ہاتھ جیب کی طرف رینگا ہی تھی کہ عمران کے ریوالور سے ایک شعلہ لپکا اور مشتبہ امریکن کی کلائی سے خون کی دھار ابل پڑی۔

"اپنے ہاتھ جیب سے دور ہی رکھو مسٹر آفاقی ——" عمران سفاکانہ لہجے میں غرایا تھا تم نے اگر اس بار بھی دھوئیں کے بادل اڑانے کی کوشش کی تو میں خون کی ندیاں بہا دوں گا جیب سے ہاتھ دور رکھ کر تم جو چاہو کر سکتے ہو۔"

"میں تمہارا جسم چھلنی کر ڈالوں گا حرامزادے ——" مشتبہ امریکن ہذیانی انداز میں چلایا پھر اس کے ساتھ ہی اس نے آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنا شروع کر دیا عمران کی ٹیم کے دوسرے افراد اسے نصف دائرے کی صورت میں کور کر رہے تھے

"تم بھاگ نہیں سکو گے مسٹر آفاقی ——" عمران نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ "بہتر یہی ہے کہ اب ہتھیار ڈال دو —— میرے ایک اشارے پر چھ عدد سنسناتی ہوئی گولیاں ایک ساتھ تمہارے جسم کو چھید کر رکھ دیں گی۔"

"نہیں —— یہ ناممکن ہے ——" آفاقی مر چکا ہے تم اسے زندہ نہیں کر سکتے ——" امریکن یکلخت رک گیا —— اس کی آنکھوں میں خون کے لہریے تیر رہے تھے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات موجود تھے۔

"میں مردوں کو زندہ کرنے کے فن سے واقف ہوں دوست ——" عمران نے

کرخت لہجے میں کہا۔ "میں تمہیں صرف پانچ منٹ کی مہلت دے رہا ہوں اس کے بعد تم میرے رحم و کرم پر ہوگے۔ میک اپ کا بھرم کھلتے ہی عشرت آفاقی کا کیس فائل دوبارہ زندہ ہو جائے گا۔

"نہیں — یہ کبھی نہیں ہو سکتا — دنیا کی کوئی طاقت عشرت آفاقی کو زندہ نہیں کر سکتی — آفاقی مر چکا ہے۔ تم لوگوں کی نفرت نے اسے بہت عرصہ ہوا موت کے گھاٹ اتار دیا تھا — تم سب درندے ہو — تمہیں انسان کہنا میں انسانیت کی تذلیل سمجھتا ہوں — جنگلی کتے تم سے زیادہ قابل احترام ہیں۔"

عمران جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن ٹھیک اسی وقت کیپٹن فیاض پولیس کی جماعت کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا مشتبہ امریکن نے پلٹ کر کیپٹن فیاض کو دیکھا اور اچانک اس کے چہرے پر بے بسی اور لاچارگی کے تاثرات گہرے ہو گئے۔ محض ایک پل کے لئے اس نے ہاتھ میں دبے ہوئے ریوالور کا رخ فیاض کی جانب کیا تھا۔

پھر دوسرے ہی لمحے کسی خیال کے تحت اس نے بڑی پھرتی سے ریوالور کی نال اپنی کنپٹی پر رکھ کر لبلبی دبا دی عمران نے چھلانگ لگائی لیکن بے سود۔ اس سے پیشتر کہ وہ اپنے شکار تک پہنچتا ریوالور سے نکلی ہوئی گولی نے اس کی کھوپڑی کو پھاڑ کر رکھ دیا تھا۔

عمران شدید کرب کی حالت میں اپنے ہاتھ ملنے لگا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر مشتبہ امریکن کے چہرے سے ایک باریک جھلی اتار دی اس کے سامنے ایک

بار پھر وہی چہرہ تھا جسے اس نے پہلی بار شاہدہ کے ساتھ شیزان میں دیکھا تھا چہرے کی پوری جلد جھلسی ہوئی تھی۔ جس نے اس کے خوبصورت خدوخال کو بھیانک طور پر مسخ کر دیا تھا۔ بائیں آنکھ کے اوپر کوڑھ کے دھبے بھی موجود تھے اس کی آنکھیں مرنے کے بعد بھی اس انداز میں کھلی ہوئی تھیں جیسے وہ دنیا والوں سے ان کی بے التفاتی کی وجہ دریافت کرنا چاہتا ہو عمران نے ہاتھ آگے بڑھا کر اس کے پپوٹوں کو نیچے کر دیا۔ پھر ایک ٹھنڈی سانس لے کر اٹھ گیا اس کے دوسرے ساتھی فیاض کے آتے ہی ادھر ادھر ہٹ گئے تھے۔

"عمران ——!" تم —— فیاض نے اس کے قریب آتے ہوئے کہا پھر لاش کو گھورتے ہوئے پوچھا —— "یہ کون ہے۔"

"تمہارا مطلوبہ قاتل یہی ہے سوپر فیاض ..... ویسے تمہاری اطلاع کے لئے یہ بھی بتا دوں کہ یہ ایک عظیم سائنسدان عشرت آفاقی ہے۔ جو پہلے قدرت کی ستم ظریفی کا شکار ہوا۔ پھر اپنی بزدلی کے ہاتھوں مجبور ہو کر خودکشی کر بیٹھا۔

"کیا یہی ڈیوڈ کی شکل میں میرے سامنے آیا تھا..... فیاض نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں —— تم اسے ڈیوڈ اور بلگرامی جو چاہے سمجھ لو —— لیکن حقیقت میں یہ عشرت آفاقی ہی ہے جس نے پہلے پروفیسر شارق کو قتل کیا اور پھر اس کے بعد پروفیسر شیرازی ——" بیگم شیرازی سائرہ اور ڈاکٹر ابراہم کو اپنی جھلاہٹ کا نشانہ بنا ڈالا ——" شہلا نہ اسی کا ایک ایجنٹ تھا۔

"اوہ۔ فیاض کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔

"تم لاش پوسٹ مارٹم کے لئے اٹھوا دو --- میں ایک گھنٹے بعد کوتوالی آکر تمہیں رپورٹ لکھوا دوں گا۔"

عمران نے سنجیدگی سے کہا پھر شاہدہ کو ساتھ لے کر شیزان سے باہر آگیا اس کی ٹیم کے افراد موقعہ سے فائدہ اٹھا کر پہلے ہی کھسک گئے تھے۔

دوسری صبح عمران جولیا کے فلیٹ پر موجود تھا!

خلاف توقع وہ اس وقت بہت زیادہ سنجیدہ اور اداس اداس سا نظر آ رہا تھا جولیا نے اس کے چہرے کو معنی خیز نگاہوں سے گھورا پھر اس کے ساتھ ہی دوسرے کمرے میں آ گئی ـــــ عمران کی ظاہری حالت میں اسے بناوٹ کا شائبہ تک نہیں ہو سکا تھا۔

"کیا بات ہے تم بہت زیادہ متاثر معلوم ہوتے ہو"

جولیا نے پوچھا۔ "اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے۔ تو آناقی کے انجام نے تمہارے ذہن پر بہت گہرا اثر ڈالا ہے۔"

"ہاں جولیا ـــــ! آناقی نے جن حالات میں پھنس کر یہ سب کچھ کیا تھا وہ میرے نزدیک قابل رحم ہیں۔"

"تم آرام سے بیٹھو۔ میں تمہارے لئے اسکوائش بنا کر لاتی ہوں" جولیا نے کہا۔ پھر تیزی سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔

عمران نے صوفے کی پشت سے ٹک کر نگاہیں بند کر لیں ۔۔۔ "چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ کسی ذہنی الجھن میں مبتلا ہے۔

پانچ منٹ بعد جولیا دوبارہ کمرے میں داخل ہوئی اس کے ہاتھ میں اسکوائش کا گلاس موجود تھا عمران نے تیزی سے سنبھل کر گلاس لیا پھر ایک ہی سانس میں پورا گلاس حلق کے نیچے اتار گیا ۔۔۔ جیسے برسوں کا پیاسا رہا ہو ۔۔۔"

جولیا اس کی موجودہ کیفیت کو بڑی حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

آفاقی کے بارے میں میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ وہ نفسیاتی الجھنوں کا شکار تھا ۔۔۔

عمران نے چند لمحے کی خاموشی کے بعد کہا۔ چہرہ بگڑ جانے کے بعد بھی وہ حالات کا مقابلہ کر سکتا تھا لیکن اسے ملنے جلنے والوں نے اس بات پر مجبور کر دیا تھا کہ وہ مجرمانہ زندگی پر آمادہ ہو جائے ۔۔۔ وہ قاتل ضرور تھا لیکن مجھے اس سے ہمدردی ہے۔"

"کیا کسی نے اس کے چہرے پر تیزاب پھینک کر انتقام لینا چاہا تھا ۔۔۔؟" جولیا نے دریافت کیا۔

"نہیں ۔۔۔!" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہنا شروع کیا ۔۔۔ "آفاقی دراصل پروفیسر شیرازی اور پروفیسر شارق کے ساتھ مل کر ایک اہم تجربے پر ریسرچ کر رہا تھا ۔۔۔ جہاں تک آفاقی کی قابلیت اور ذہانت کا تعلق تھا اس کے دونوں ساتھی اسے مانتے تھے۔ لیکن پروفیسر شارق کو آفاقی

کی نجی زندگی پر شدید اعتراض تھا ـــــ آفاقی دراصل شروع ہی سے قدرت کی ستم ظریفیوں کا شکار رہا تھا۔

جولیا بڑی دلچسپی سے عمران کا بیان سن رہی تھی۔

"آفاقی کو قدرت نے ایسا مردانہ حسن عطا کیا تھا کہ اس کے گرد ہمیشہ خوبصورت لڑکیوں کا جمگھٹا لگا رہتا ـــــ سائرہ اور بیگم شیرازی کے تعلقات بھی تھے اس کے ساتھ ـــــ اس کے علاوہ بھی جو لڑکی ایک بار آفاقی کو دیکھ لیتی تھی اس کے حسن کی گرویدہ ہو جاتی تھی۔ بعد میں اسی چیز نے آفاقی کو عیاش بنا دیا۔

تجربات کی دنیا سے نکلنے کے بعد اپنے وہ فرصت کے اوقات انہیں ہنگاموں میں گزارنے لگا۔ لیکن پھر ایک روز وہ تجربہ کرتے وقت اپنا چہرہ جلا بیٹھا اس کے چہرے کے نقش و نگار انتہائی مسخ ہو گئے تھے پروفیسر شیرازی نے خاص طور پر اس کا علاج کرانا چاہا ـــــ ممکن تھا کہ آفاقی ٹھیک ہونے کے بعد مستقل طور پر تجربات کی دنیا میں گم ہو کر اپنا غم غلط کر لیتا لیکن ہسپتال میں اس کے ملنے جلنے والوں کی بیشتر تعداد نے اسے اس بات کا احساس دلایا کہ وہ اب ان کے لئے قابل نفرت بن گیا ہے۔ وہ عورتیں جو آفاقی کا چہرہ دیکھ کر اپنے سینے میں لطیف قسم کی گدگدی محسوس کرتی تھیں جب ہسپتال میں اس کی عیادت کے لئے گئیں تو نفرت و حقارت سے منہ پھیر کر واپس آ گئیں۔ نفسیاتی طور پر آفاقی کا ان حالات سے متاثر ہونا قدرتی بات تھی رفتہ رفتہ اپنے ماحول سے اسے نفرت ہوتی گئی۔ اور پھر ایک دن وہ موقع پا کر ہسپتال سے فرار ہو گیا ـــــ!

عمران نے کہا۔ پھر وہ تمام تفصیلات دہراتا چلا گیا ــــ جو آفاقی کے بارے میں پولیس کے سراغرسانوں نے اس کی بازیابی کی طرف سے مایوس ہونے کے بعد اپنی رپورٹ میں درج کی تھیں۔

"آئی۔ سی ــــ" جولیا نے سنجیدگی سے کہا۔ یہ کیس سونیدی نفسیات سے تعلق رکھتا ہے ــــ"

"سنتی رہو جولیا ــــ عمران نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا ــــ تم نے ابھی یہ نہیں پوچھا کہ آخر آفاقی نے قتل و غارت گری کیوں شروع کر دی۔

ہسپتال سے فرار ہونے کے بعد کچھ مدت تک آفاقی ذہنی کشمکش کا شکار رہا پھر اس نے نئے سرے سے اپنا ریسرچ ورک شروع کر دیا۔ تمہیں میجک آئی کا تھوڑا بہت ریفرنس ضرور یاد ہوگا۔ ..... " دراصل وہ ٹیلیویژن کے ذریعہ عمل تنویم کے سبجیکٹ پر تجربہ کر رہا تھا ــــ لیکن پروفیسر شارق اس کے راستے میں آگیا۔

"اوہ ــــ شاید اسی لئے آفاقی نے سب سے پہلے اسی کو ٹھکانے لگایا تھا۔"

"ہاں ــــ پروفیسر شارق نے اس سلسلے میں پولیس کو آگاہ کرنے کی کوشش کی تھی اور آفاقی نے جھلا کر اسے ختم کر دیا اس کے بعد سے جو کچھ ہوتا رہا وہ تمہیں معلوم ہے۔ عمران ایک لمحے کے لئے خاموش ہوا پھر اس نے جولیا کو سنجیدگی سے گھورتے ہوئے کہا۔ " ان تمام حالات کو جان لینے کے بعد کیا تم کو بھی آفاقی سے ہمدردی نہیں ہوگی ــــ!

"کسی حد تک تمہارا خیال ٹھیک ہے۔ لیکن آناتی اگر چاہتا تو حکومت کی امداد حاصل کر کے کسی تجربے گاہ میں بھی اپنے تجربے کو جاری رکھ سکتا تھا اسے قتل و غارت گری سے بہرحال پرہیز کرنا چاہیئے تھا۔

اسی لئے میں اسے نفسیاتی الجھنوں کا شکار کہوں گا ——!

"کیا آناتی کی شخصیت شروع ہی سے تمہاری نظر میں تھی۔!"

جولیانے تھوڑے توقف کے بعد پوچھا۔

"نہیں اس کے بارے میں مجھے بعد میں ایکسٹو نے بتایا تھا۔ عمران نے جلدی سے کہا۔ اگر آناتی اپنی اصلی صورت میں شاہدہ کے ساتھ منظر عام پر نہ آتا تو شاید ابھی تک ہم قاتل کی تلاش میں ہی پھر رہے ہوتے۔

"کیا شاہدہ کے ساتھ بھی اس کے کچھ پرانے مراسم تھے۔!"

"نہیں —— ویسے میرا اندازہ یہی ہے۔ کہ وہ شاہدہ سے محبت کرتا تھا شاہدہ چونکہ نفسیات میں ایم اے کر رہی ہے اس لئے آناتی نے یہی سوچا ہوگا کہ وہ دوسروں کی نسبت شاہدہ کی ہمدردی زیادہ آسانی سے حاصل کر سکتا تھا۔! یہی چیز اسے ہمارے سامنے لے آئی تھی۔

"کیا شاہدہ کو اس سے ہمدردی پیدا ہو گئی تھی۔"

"ہاں —— لیکن بعد میں میرے سامنے آجانے پر اس کا دھیان میری طرف بٹ گیا۔ اور پھر میرے اور آناتی کے درمیان باقاعدہ طور پر کشمکش ہو گئی ——!

عمران نے اس بار ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے کہا —— "ایکسٹو

اگر میری خدمات حاصل نہ کرتا جب بھی میں شاہدہ کی خاطر آفاقی کے مقابلے پر ڈٹا رہتا۔"

"تمہیں اپنے بارے میں شاید کچھ غلط فہمی ہو گئی ہے۔" جولیا نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

"اس میں میرا قصور نہیں ہے ـــــ تمہیں لوگوں کی دلچسپی نے میرے ذہن کو بھی بگاڑ دیا ہے۔

"آ گئے اپنی اوقات پر ـــــ" جولیا نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا کیا آفاقی کا انجام بھول رہے ہو ـــــ"

"اسے ہاں! میں جس مقصد کے لئے یہاں آیا تھا وہ تو بھول ہی گیا۔" عمران نے جلدی سے صوفے پر پہلو بدلتے ہوئے سنجیدگی سے جولیا سے پوچھا۔

"اگر خدانخواستہ کل کلاں کو میرے چہرے کا انجام بھی آفاقی جیسا ہو گیا تو کیا تم مجھ سے نفرت کرنے لگو گی ـــــ!"

"میں اب بھی تم سے نفرت ہی کرتی ہوں ـــــ" جولیا نے تیزی سے کہا۔ "کسی غلط فہمی میں بھی مت رہنا۔"

"ٹھیک ہے۔" اگر کل کو میرے اور شاہدہ کے درمیان کوئی بات پکی ہو جائے۔ تو پھر شکایت مت کرنا ـــــ"

عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ابھی وقت ہے اگر چاہو تو اپنے فیصلے پر نظر ثانی کر سکتی ہو ـــــ"

"میرا فیصلہ اٹل ہے ـــــ" اور اب تم شرافت سے یہاں سے ٹل جاؤ۔"

ورنہ میں بری طرح پیش آؤں گی ——" جولیا نے بگڑے ہوئے تیور سے کہا۔

"خدا حافظ —— سالا مالیکم ——!" عمران نے منہ پھیلاتے ہوئے جواب دیا پھر منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتا ہوا کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا ——!

جولیا نہ جانے کیوں جھلاہٹ میں اپنے ہونٹ چبانے لگی۔!

خمر شد

درندے کی واپسی، بلیک ہاؤس، بلیک پاور اور مرڈر ایجنٹ کے بعد
اسی سلسلے کا پانچواں ناول

پرمود کی موت

بہت جلد شائع ہو رہا ہے

ایس قریشی کی عمران سیریز

کے آنے والے نئے ناول

فرضی قاتل

قیمت:- چھ۔ روپے

لاش کی واپسی

قیمت:- چھ۔ روپے

خطرناک پلان

قیمت:- چھ روپے

پروفیسر کارپٹ

عمران کے یہ ناول آئندہ ماہ شائع ہو رہے ہیں آج ہی طلب کیجئے

ملنے کا پتہ

ایوب اکیڈمی لیاقت آباد کراچی ۱۹

ایس قریشی کی سیکرٹ سروس

برما روڈ

۷/۵۰

بلیک کوئن

۷/۵۰

پھول اور بارود

۹/

آپریشن ڈی ایس

مصنف:- ایس قریشی

کیپٹن پرمود کے ہنگاموں سسپنس اور ایکشن سے بھرپور یہ ناول
جلد شائع ہو رہے ہیں۔ آفسٹ کی لکھائی چھپائی۔ سات رنگوں
کے خوبصورت سرورق، آج ہی آرڈر دیجئے

ملنے کا پتہ

ایوب اکیڈمی لیاقت آباد کراچی ۱۹

ایس ایم قریشی کی عمران سیریز

نئے ناول شائع ہو گئے ہیں

گولڈن گن

خاص نمبر

سنگ ہی کی واپسی

خاص نمبر:- قیمت ۱ نو روپے

زہر کا شکار

لی تھری بی

خاص نمبر:- قیمت:- نو روپے

لوزاٹا

خاص نمبر

میجک آئی

خاص نمبر:- قیمت:- نو روپے

بلیک روز

فورسٹ کرائی

خاص نمبر:- قیمت:- نو روپے

عمران کے قہقہہ بردوش ہنگاموں اور سسپنس سے بھرپور یہ ناول شائع ہو چکے ہیں۔

آج ہی طلب کیجیے۔!

ملنے کا پتہ ایوب اکیڈمی لیاقت آباد کراچی ۱۹

ایس قریشی کی عمران سیریز کے نئے ناول

شائع ہو چکے ہیں

بلیک روز
حصہ اول قیمت چھ روپے

گیتوں کا دھواں
قیمت چھ روپے

آوارہ جاسوس
حصہ دوم قیمت ۱۔ لو روپے

فتنے کی محبوبہ
قیمت چھ روپے

زہر کا شکار
قیمت چھ روپے

مصنف

سائیکو
خاص نمبر نو روپے

ایس قریشی

عمران کے یہ قہقہہ بردوش ناول، شائع ہو چکے ہیں آج ہی طلب کیجئے

ملنے کا پتہ

ایوب اکیڈمی لیاقت آباد کراچی ۱۹

ایس قریشی کی سیکرٹ سروس

آنے والے نئے ناولز

پرمود کی موت
خاص نمبر

بلائینڈ اسپاٹ
خاص نمبر

خطرناک مہم
خاص نمبر

ڈیتھ آف ڈیول
خاص نمبر

ہنگاموں سسپنس ایکشن اور اسرار و سراغ سے بھرپور کیپٹن پرمود
کے یہ ہنگاموں سے پر ناولز اگلے ماہ شائع
ہو رہے ہیں
آج ہی آرڈر روانہ فرما دیجئے

ملنے کا پتہ

ایوب اکیڈمی لیاقت آباد کراچی ۱۹
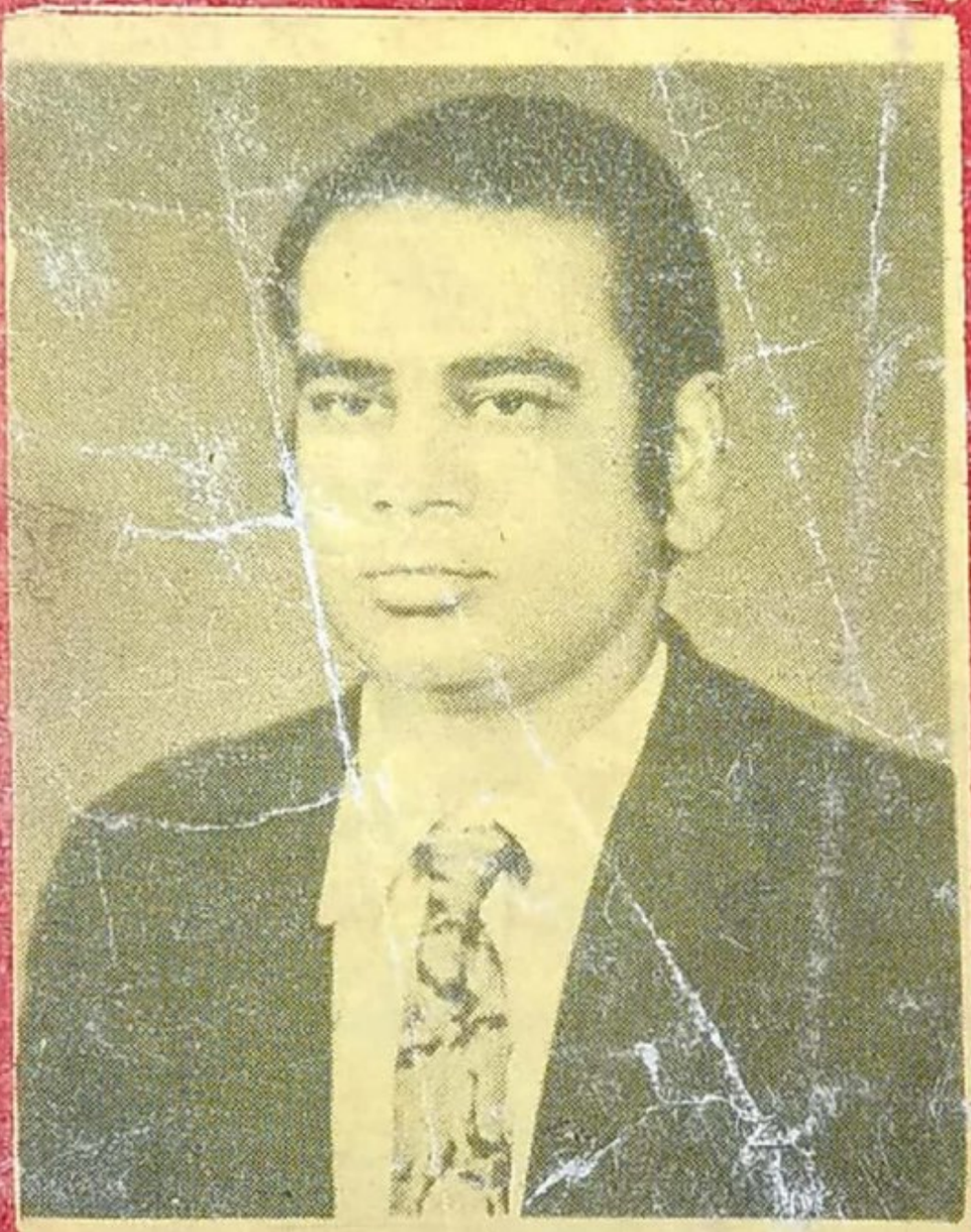
منہال عقیل قریشی، سیف الملوک عباسی، یاسر حسنین